بعون صانع بیچون و مکین فضل خلاق زمین و زمان
ترجمہ حدائق البلاغت
مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب تری وصفون کی رقم کا | حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد کے مضمونون کا فکر جب دل مین گذرتا ہے اور نعت کے معانی کا خیال جسوقت آتا
تو کوتاہی حوصلہ کا عذر اور تنگی ظرف دوات بلکہ عقل کی نارسائی اور اندیشہ کی ناتمامی
اس امر سے مانع ہو کر چاہتی ہے کہ اس عقدۂ مالاینحل سے ناخن فکر کو نارسائی کا متہم
کر کے دوستون واثق الاخلاص کی خدمت مین دو کلمہ ضروری الغرض کو عرض کرے
کہ نسخہ حدائق البلاغت علم بیان اور بدیع اور عروض مین شمس الدین فقیر رحمۃ اللہ
علیہ کے قلم بلاغت رقم کا ثمرہ ہی اور اس کتاب کا اس فن کے استیعاب مین شہرہ ہے
صاحب المناقب بلند مراتب حاکم داد ور داد و دہش گستر بوترس صاحب بہادر
دام اقبالہ نے کہ شہر سعادت بہر شاہجہان آباد کے مدارس کے پرنسپل ہین فقیر سراپا تقصیر
خاک علما گدای سر کوچہ فضلا سرگشتہ وادی ناتوانی امام بخش صہبائی کو
کہ طلبہ فارسی خوان کی تعلیم کے لیے مدرسی اول کے عہدہ پر مشرف ہو ارشاد کیا کہ اگر
یہ نسخہ فارسی زبان سے اردو مین ترجمہ کیا جاوے اور اوسمین عربی اور فارسی

مثالون کی جگہہ اشعار اردو زبانان ہند کے مندرج ہون تو اون لوگون کے واسطے
کہ اردو اشعار سے ذوق رکھتے ہین اور اسقدر استعداد نہین رکھتے کہ فارسی کتابون سے
اون مطالب عالیہ کو سمجھہ لین بہت مفید ہوگا اسواسطے اس خاکسار نے بموجب اسکے
کہ المامور معذور باوجود کمی استعداد کے تقدیم امر مین سعی کرکے اس رسالہ کو سنہ ۱۲۹۰ھ
مطابق سنہ ۱۸۷۳ع مین مرتب کیا لیکن مستعدان انصاف پسند پر مطالعہ کے وقت ظاہر ہوگا
کہ اس کم استعداد نے مسائل علمی کو لکھنے اور امثلہ اردو کے فراہم کرنے مین کسقدر سعی کی ہے
اور چونکہ یہ مقصود تھا کہ علم بیان اور بدیع اور عروض سے طالبین کو فائدہ تام حاصل ہو
اسواسطے بہت مسائل اصل کتاب سے زیادہ کر دیے اور از بسکہ لفظ لفظ کے ترجمہ مین مطلب کی
توضیح خوب نہین ہوتی اسلیے ترجمہ مین اس امر کا مقید نہین ہوا ہر چند اپنے عندیہ مین غور
اور تامل کو کسی مقام مین معاف نہین رکھا لیکن بمفحواے اسکے کہ اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ
مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ اگر خطا ہوئی ہو تو کم استعدادی پر نظر کرکے معاف کرین وَاللّٰہُ
یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ جاننا چاہیے کہ اس کتاب مین پانچ حدیقے اور ایک خاتمہ ہے حدیقہ پہلا
علم بیان مین حدیقہ دوسرا علم بدیع مین حدیقہ تیسرا علم عروض مین حدیقہ
چوتھا قافیہ مین حدیقہ پانچوان فن معما مین اور خاتمہ سرقات شعری مین
اور ہر ایک کی تعریف اوسکے موقع مین بیان ہوگی

## حدیقہ پہلا علم بیان مین

علم بیان چند قاعدون کا نام ہے کہ اونکو اگر ایسی طرح سے یاد کرین کہ وہ سب
ذہن مین حاضر رہین تو ایک معنی کو کئی طریق سے ادا کر سکتے ہین اور وہ طریق مختلف
ہوتے ہین بعض اونمین سے اوس معنے پر اسطرح سے دلالت کرتا ہے کہ اوس سے

وہ معنی صاف سمجھے جاتے ہین اور بعض سے وہ معنی صاف صاف اور واضح نہین سمجھے جاتے بلکہ
بعد فکر اور تامل کے سمجھ مین آتے ہین اور ان سب کی مثالین آگے بیان کیجاینگی اب معلوم
کیا چاہیے کہ قید اسطرح سے یاد کرنے کی کہ سب فن مین حاضر رہین اسواسطے ہے کہ
اگر کوئی شخص فقط زید کے سخی ہونے کو مثلا کئی عبارت مین ادا کرنا معلوم کرلے تو اوسکو
یہ نہ کہینگے کہ یہ شخص علم بیان کا عالم ہے اور قید معنی کی ایک کے ساتھ اسواسطے ہے کہ اگر
کوئی شخص کئی معنی کو کئی عبارت مین ادا کرے اور وہ کئی عبارتین البتہ ایسی ہون
کہ ایک کی دلالت دوسرے کی دلالت سے واضح تر ہووے تو یہ امر بھی علم بیان سے نہین ہے
علم بیان سے وہی ہے کہ ایک معنی کو کئی عبارتہاے مختلف الدلالۃ مین ادا کرے اور دلالت
کو واضح ہونے مین اختلاف کی قید اسواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص ایک معنی کو عبارتون
مختلفہ مین ادا کرے اور ہر عبارت سے وہ معنی یکسان واضح ہوتے ہون یعنی جسطرح سے
پہلی عبارت سے واضح تھی اوسیطرح سے دوسری عبارت سے بھی واضح ہون مثلاً
آفتاب کو الفاظ مترادف سے تعبیر کرے چنانچہ شمس اور بیضا اور یوح اور عین اور سوا
اسکے تو یہ امر بھی علم بیان سے نہین ہے اور چونکہ اس تعریف مین دلالت کا ذکر بھی لازم آیا
کہ دلالت کو بھی بیان کیا چاہیے پوشیدہ نرہے کہ دلالت ہونا کسی چیز کا ہے ایسی طرح پر
اگر اوس چیز کو جان لین تو اوس سے دوسری چیز کا جاننا لازم آجاوے مثلاً دھوان
ایسی حالت پر ہے کہ اوسکے معلوم ہونے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ وہان آگ ہے پس دھوان
دلالت کرتا ہے آگ پر اور جو دلالت کرے اوسکو دال کہتے ہین یعنی دلالت کرنیوالا
اور جس چیز پر دلالت کرے اوسکو مدلول کہتے ہین یعنی دلالت کیا گیا چنانچہ دھوان دال ہے
اور آگ مدلول اور دلالت کرنیوالا اگر لفظ ہو تو اوس دلالت کو دلالت لفظی کہتے ہین

اور اگر کچھ اور شئی سوا لفظ کے ہو اوس دلالت کو دلالت غیر لفظی کہتے ہیں جیسے دو قسم لفظ غیر
آدمی کا ہنسنا فرح پر اور دھوان آگ پر دلالت کرتا ہے انکی دلالت غیر لفظی ہے کیونکہ یہ سب
چیزیں لفظ نہیں ہیں اور دلالت لفظی تین قسم ہے ایک قسم یہ کہ اوس لفظ کو جس شئی پر
دلالت کرنے کے واسطے واضع نے وضع کیا ہو وہ لفظ اوسی شئے پر دلالت کرے مثلاً اسد کہ
مقابل جانور درندہ مشہور کے اصل میں بنایا گیا ہے اور اوسی جانور پر دلالت کرے
اور علی ہذا القیاس اس دلالت کو دلالت وضعیہ کہتے ہیں اسواسطے کہ اسمیں وضع کو
دخل ہو دوسری یہ کہ طبیعت کو چاہنے سے وہ لفظ سرزد ہو جیسے بیمار آہ آہ کہتا ہے اوس
اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے درد ہو پس طبیعت بولنے والے کی درد کے وقت
خواہ مخواہ تقاضا کرتی ہے کہ یہ لفظ زبان سے نکل جائے اس دلالت کو دلالت طبعیہ
کہتے ہیں کیونکہ اس لفظ کے بولنے میں طبیعت کو چاہنے کو دخل ہے تیسری یہ کہ نہ واضع نے
اوسکو اوس شئی پر دلالت کے واسطے وضع کیا ہو اور نہ بولنے والے کی طبیعت کے تقاضے سے
زبان سے نکلا ہو بلکہ جسوقت وہ لفظ بولا جاوے تو عقل اوس سے کوئی شئے سمجھ لے
مثلاً کوئی شخص دیوار کے پیچھے کھڑا ہو کر لفظ دیز کا کہے اور اوس سے معلوم ہو کہ پیچھے
دیوار کے کوئی شخص بولتا ہے پس دیز نے فقط بولنے والے کے وجود پر دلالت کی
اس دلالت کو دلالت عقلیہ کہتے ہیں کیونکہ اسمیں عقل کو دخل ہے اور علم بیان میں
فقط دلالت لفظیہ کام آتی ہے اسواسطے کہ از بسکہ طبیعت اور فہم مختلف ہوتی ہیں اور
اسی سبب سے دلالت طبعیہ اور عقلیہ منضبط نہیں ہوتی اور وضعیہ میں سے بھی دو قسم
آتی ہیں اور اسکا بیان آگے مفصل آویگا اب معلوم کیا چاہیئے کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی
تعریف یہ ہے کہ وہ سمجھنا معنی کا ہے لفظ سے جسوقت بولا جاوے اور یہ سمجھنا بہ نسبت

اوس شخص سے ہے کہ وہ اوس لفظ کے اوس معنی کے واسطے وضع ہونے پر آگاہ ہو کیونکہ
اگر آگاہ نہو گا اوسکے نزدیک وہ معنی مجہول ہونگے اور یہ دلالت یا اصطلاح سے ہے کہ لفظ جس
شے کے مقابل وضع ہوا ہے اوس تمام شے پر دلالت کرتا ہے مثلاً انسان جب اسکے
بولنے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مراد بولنے والے کی فقط حیوان ہے بلکہ یہ سمجھا جاوے کہ مراد
اوسکی وہ شے ہے کہ جسمین حیوان ہونا اور ناطق ہونا جمع ہو اس دلالت کو دلالت مطابقی
کہتے ہین اسواسطے کہ لفظ اور معنی مطابق ہین اور یا اصطلاح سے ہے کہ اوس شے کے ایک جزو پر
دلالت کرے مثلاً انسان سے حیوان کے معنی سمجھے جاوین اسکو تضمنی کہتے ہین اسواسطے
کہ یہ جزو اوسی کے ضمن مین ہے کہ جسکے واسطے وہ لفظ بنایا گیا ہے اور یا اصطلاح سے ہے کہ
وہ لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے کہ نہ وہ لفظ اوس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اور نہ
وہ معنی اوس لفظ کے سارے معنی کا ٹکڑا ہے بلکہ یہ معنی خارج سے اوسکو لازم ہوگئے ہین
مثلاً انسان کا دلالت کرنا ہنسنے والے پر یا لکھنے والے پر کسواسطے کہ ہنسنا اور لکھنا انسان کی
ذات مین داخل نہین بلکہ خارج سے ایک امر اوسکو لازم ہوگیا ہے اس دلالت کو دلالت
التزامی کہتے ہین بسبب لازم ہونے اس امر خارج کے اور یہ اصطلاح منطقیون کا
اور علم بیان والون کی اصطلاح مین مطابقی کو وضعیہ کہتے ہین اسواسطے کہ واضع نے
اوس لفظ کو اوس تمام معنی پر دلالت کرنے کے واسطے وضع کیا ہے پس یہ دلالت
وضع کی طرف منسوب ہے اور دلالت تضمنی اور دلالت التزامی کو عقلیہ کہتے ہین تضمنی کو
اسواسطے کہ عقل اسبات پر حکم کرتی ہے کہ جب کل ذہن مین حاصل ہوگیا جزو بھی
ذہن مین حاصل ہوگیا اور التزامی کو اسواسطے کہ عقل اسبات پر بھی حکم کرتی ہے
کہ جب وہ شے کہ اوسکو کوئی اور شے لازم ہے ذہن مین حاصل ہوگئی وہ شے لازم بھی

ذہن مین حاصل ہوگئی دونون اصطلاحون مین فرق یہ ہے کہ منطقیون کے نزدیک
وضعیہ اور عقلیہ دونون قسم مطلق دلالت کی ہین اور یہ تینون قسمین کہ جو علم بیان کی
اصطلاح کے موافق ہین وضعیہ مین داخل ہین اور علم بیان والون کی تقسیم کے موافق
وضعیہ اور عقلیہ ہرچند دونون ایک دوسرے کے مقابل ہون لیکن مطلق دلالت کی قسمین
نہین ہین اور جاننا چاہیے کہ ایک معنی کو ایسے چند طریق ہین ادا کرنا کہ بعض ان مین سے
واضح ہووے اور بعض اسکی نسبت کم واضح تو دلالت مطابقی کے ساتھ نہین ہوسکتا
اسواسطے کہ الفاظ اپنے معانی پر دلالت مطابقی کے ساتھ ایک طرح سے دلالت کرتے ہین
یہ نہین ہوسکتا ہے کہ بعض کی دلالت ان مین سے بہت ظاہر ہوا اور بعضی کی کم اور
یہ امر بھی جب ہی کہ سننے والا یہ جانتا ہو کہ یہ الفاظ ان معنی کیواسطے بنائے گئے ہین
اور اگر یہ نجانتا ہوگا تو وہ الفاظ دلالت ہی نہین کرینگے مثلاً لفظ لیث اور اسد اور
غضنفر اور حارث یہ چارون لفظ شیر کے واسطے بنائے گئے ہین جب یہ معلوم ہوگیا
پس دلالت ہر واحد کی اوس معنی پر برابر ہے کچھ کم اور بیش نہین یا یون کہین کہ
رخسارہ اوسکا گلاب کی مانند ہے پس سننے والا جسوقت یہ جانتا ہوگا کہ رخسارہ اور گلاب
اور مانند کے معنے یہ ہین تو ممکن نہین کہ کوئی اور کلام اس معنی مین ایسا کہ دلالت
مطابقی رکھتا ہو بہ نسبت اوس کلام کے واضح ہووے یا کم ہو یا زیادہ کیونکہ جسوقت
ہم ان سب لفظون کے قائم مقام اور لفظ اسی معنی مین لاوینگے مثلاً بجاے رخ کے
خد اور بجاے گلاب کے ورد اور بجاے مانند کے مشابہ تو سننے والا اگر ان لفظون کے
معنی جانتا ہوگا جیسا اس کلام سے سمجھا تھا ویسا ہی اس کلام سے سمجھیگا اور اتنا
ہرگز کچھ تفاوت نہین ہوئیگا اس مقام مین ایک اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے

کہ یہ نہین ہوسکتا کہ سننے والا اگر اون لفظون کے معنون سے آگاہ ہو تو وہان وضوح
ہونے مین اختلاف ہو اسواسطے کہ شاید بعضے الفاظ خیال مین اسطرح سے موجود ہون
کہ اونکے معنی تھوڑی سی توجہ سے عقل مین آجاوین بسبب کثرت استعمال کے یا اسی حال کا
کہ اوسکو سننے ہوئے عرصہ قریب ہوا ہے اور بعضے الفاظ خیال مین اسطرح سے ہون
کہ بڑی توجہ کے بعد اونکے معانی عقل مین حاضر ہون اور اکثر ہوتا ہے کہ یا د ہو ویکہ
ہم پہلے جان چکے ہین کہ یہ لفظ فلانے معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اور پھر اوس معنی
نکالنے کیواسطے بار بار فکر اور تامل کرنے کی حاجت پڑتی ہے اور یہ امر یا اس سبب سے ہو
کہ اوسکو سنے ہوئے بہت زمانہ ہوا ہے یا اوس لفظ کی تکرار کم ہوتی ان دونون صورتون مین
ظہور اور خفا ممکن ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وضوح اور خفا مین اختلاف ہونے سے
یہ مراد ہو کہ یہ امر خود دلالت کی ذات مین پایا جاتا ہو نہ بواسطہ کسی اور شے کے
جیسا کہ دلالت التزامی مین کہ اگر لوازم کسی شے کے قریب ہونگے تو اوسکی دلالت واضح
ہوگی اور اگر لوازم اوسکے بعید ہونگے تو دلالت اوسکی خفی ہوگی اور بیان اسکا آگے
مفصل آویگا پس یہ خفا اور ظہور نفس دلالت مین ہوا اور دلالت مطابقی مین دلالت
خود برابر ہو گو بسبب بہت تکرار کے معنی کسی لفظ کے جلد ذہن مین حاضر ہو جاوین
یا بسبب تکرار نہونے کے یا مدت گذر جانے کے دیر کے بعد ذہن مین حاضر ہون بہر صورت
ایک معنی کا ادا کرنا طریقون مختلفہ مین دلالت مطابقی کے ساتھ ممکن نہین ہے
لیکن دلالت التزامی اور دلالت تضمنی کے ساتھ ہوسکتا ہے اسواسطے کہ دلالت التزام مین
ملزوم کے ساتھ لوازم کو لزوم ہوتا ہے اور اسیطرح سے دلالت تضمن مین کل کے ساتھ
اجزا کو لزوم ہوتا ہے اور ان دونون لزوم کے مرتبے مختلف ہوتے ہین یہ اختلاف

دلالت التزام مین اسطرح سے ہو کہ شاید ملزوم ایک ہو اور اوسکو لازم بہت ہون اور
اون لوازم مین سے بعض بسبب کم ہونے واسطون کے ملزوم سے قریب ہون اور بعضے
بسبب زیادہ ہونے واسطون کے اوس ملزوم سے بعید ہون پس جسمین واسطے کم ہونگے
وہ زیادہ واضح ہوگا اور جسمین واسطے زیادہ ہونگے وہ اوسکی نسبت کم واضح ہوگا
مثلاً لمبے قد والے کو کہا جاوے طویل النجاد یعنے لمبی پرتلے والا کیونکہ نجاد تلوار کے
اور جیم اور آخر اوسکی دال تلوار کے پرتلہ کو کہتے ہین پس پرتلہ اوسیکا ہوگا جسکا قد
بہت لنبا ہوگا پرتلہ کے لنبی ہونے سے قد کے لنبے ہونے تک کوئی واسطہ نہین ہے اسی
سبب سے یہ عبارت اپنے مقصود پر صاف دلالت کرتی ہے اور سخی کو کہین کثیر الرماد یعنے
بہت راکھہ والا اس مثال مین ملزوم تک واسطے بہت ہین اس سبب سے کہ بہت راکھہ
بہت لکڑی جلنے سے ہوتی ہے اور لکڑیون کا بہت جلنا بہت کھانا پکنے سے ہوتا ہے
اور بہت کھانا پکنا موقوف ہے اوپر زیادتی مہمانون کے اور زیادتی مہمانون کی موقوف
ہے اوپر سخاوت کے یا کہین کہ جبان الکلب یعنے وہ شخص کہ جسکے گھر کے کتے نامرد ہین نامرد ہونا
کتون کا یہ ہے کہ مار کھاوین اور چلاوین نہین اور یہ بات جب ہے کہ اونکو استخوان بہت
حاصل ہووین اور کتون تک بہت استخوان کا حاصل ہونا بہت گوشت ہونے پر موقوف ہے
اور یہ اوپر بہت کھانا پکنے کے اور یہ اوپر بہت ہونے مہمانون کے علی ہذا القیاس پہلے
کی نسبت اسمین واسطے کچھ کم ہین یا کہین مہزول الفصیل یعنی وہ شخص کہ جسکی اونٹنیونکے
بچے دبلے ہین فصیل لدی ہوئے اونٹ کے بچہ کو اور ماسے جدا کیے ہوئے کو کہتے ہین
پس بچے کا دبلا ہونا جب ہوتا ہے کہ اوسکی ماکو پاس نرکھین اور یہ مر بسبب کثرت
اسباب کے ہے کہ اوسکے لانے کے واسطے بھیجا جاوے اور بہت اسباب اونٹون پہ

لا کر منگوانا بہت مہمانون کے واسطے ہوتا ہے ان سب عبارتون مین ایک دوسرے کی
نسبت کچھ پوشیدگی ہے اور اسیطرح سے ہوسکتا ہے کہ لازم ایک ہو اور ملزوم بہت
مثلاً سفیدی برف اور ہاتھی دانت اور شیر اور ربط اور گچ اور غیر اسکے بہت چیزون مین
ہوتی ہے جائز ہے کہ سفیدی کا لازم ہونا اون ملزومون مین سے بعض کے ساتھ
بہت ظاہر ہو اور بعض کے ساتھ کم اور دلالت تضمنی مین اسطرح سے ہے کہ شاید ایک
معنی کسی شے کا جزو ہو اور کسی دوسری شے کے جزو کا جزو ہو پس دلالت کرنا پہلی شے کا
جزو پر بہت ظاہر ہوگا اوس سے کہ دوسری شے اپنی جزو کے جزو پر دلالت کرے
مثلاً جسم حیوان کا جزو ہے اور حیوان انسان کا جزو ہے پس جسم انسان کے جزو کا
جزو ہوا اسکا بیان یہ ہے کہ انسان کہتے ہین حیوان ناطق کو یعنے ایسی چیز کو جسمین
حیوان ہونا اور ناطق ہونا جمع ہو اور ناطق یعنی اوس چیز کے ہے کہ کلیات کو
معلوم کرے اور حیوان جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کو کہتے ہین یعنی ایسی چیز کو
کہ وہ جسم ہو اور ایسا جسم کہ بڑھنے والا ہو اور اوسکو ادراک ہو اور اپنی خواہش سے
حرکت کرتا ہو اس صورت مین انسان حیوان اور ناطق سے مرکب ہوئی پس حیوان
انسان کا جزو ہوا اور حیوان جسم اور نامی وغیرہ سے مرکب ہو پس جسم حیوان کا جزو ہوا
پس جسم حیوان کا خود جزو ہوا اور انسان کے جزو کا جزو ہے جب یہ بات ثابت ہوئی
تو معلوم ہوا کہ حیوان کا دلالت کرنا اپنے جزو پر یعنے جسم پر بہت واضح ہے بہ نسبت
اوسکے کہ انسان دلالت کرے اوسی جسم پر کہ وہ انسان کے جزو کا جزو ہے اس تقریر
سے معلوم ہوا کہ علم بیان مین معنی کے لوازم کو اعتبار کیا کرتے ہین دلالت التزام
مین لازم ایک امر خارجی ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے اور دلالت تضمنی مین

لازم کل کا جزء ہوتا ہے کسواسطے کہ پہلے بیان ہو چکا کہ جیسے لوازم کو ملزوم کے ساتھہ دلالت التزام مین لزوم ہے اسی طرح سے جزء کو کل کے ساتھہ دلالت تضمنی مین لزوم ہے اور انھین لزومون مین باعتبار وضوح اور خفا کے اختلاف ہوا کرتا ہے اور لزوم بعضی جاے مین دونون طرف سے ہوتا ہے جیسے امام اور مقتدی کا لزوم کہ امام جب کہینگے کہ مقتدی موجود ہونگے اور مقتدی جب کہینگے کہ امام موجود ہوگا کسواسطے کہ اگر امام نہو کسکو پیچھے کھڑے ہونیوالے کو مقتدی کہین اور اگر مقتدی نہون کسکے آگے کھڑے ہونیوالے کو امام کہا جاوے اور بعض جا ایک طرف سے لزوم ہوتا ہے جیسے علم اور زندگی مین اس مثال مین ایک طرف سے لزوم ہے کسواسطے کہ علم کو زندگی لازم ہے جس جگہہ ہوگا زندگی ضرور ہوگی کیونکہ علم بے زندگی نہین ہوتا اور زندگی کہ علم لازم نہین کیونکہ یہ ضرور نہین کہ جو زندہ ہو اوسکو علم بھی ہو اور جیسے لزوم بہادری او شیر مین کہ شیر کو بہادری لازم ہے اور بہادر کو شیر کا ہونا ضرور نہین بلکہ جائز ہے کہ سوا شیر کے مرد مین پائی جاوے بعد اوسکے یہ جاننا چاہیے کہ لفظ جس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے اگر اوس لفظ سے وہ معنے مراد نہین بلکہ وہ مراد ہون کہ اوسکے معنی کو لازم ہوں پس دیکھنا چاہیے کہ کوئی قرینہ بھی ایسا پایا جاتا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ معنے مراد نہین یا ایسا قرینہ نہین پایا جاتا اگر وہ قرینہ پایا جاتا ہے تو اوس لفظ کو مجاز کہتے ہین اور اگر ایسا قرینہ نہین پایا جاتا تو اوسکو کنایہ کہتے ہین اور ان دونون کے نام رکھنے کی وجہ انکی بحث مین معلوم ہو جاویگی اور قید قرینہ ہونے کی مجاز مین اور قرینہ نہونیکے کنایہ مین اسواسطے ہے کہ ان دونون مین ملزوم سے لازم کی طرف انتقال ہوتا ہے اگر یہ قید نہو تو دونون مین امتیاز حاصل نہو اور

جس شخص نے یہ کہا ہے کہ کنایہ مین لازم سے ملزوم کی طرف انتقال ہوتا ہے
یہ بات غلط ہے کسواسطے کہ دلالت التزامی لازم پر دلالت کرنے کا نام ہے نہ ملزوم پر
دلالت کرنے کا چنانچہ مفصل معلوم ہوچکا اور چونکہ مجاز مین فقط ارادہ لازم کا ہوتا ہے
اور کنایہ مین ملزوم دونون کا ارادہ جائز ہے پس مجاز حکم جزو رکھتا ہے اور کنایہ حکم
کل کا اور جزو کل پر مقدم ہوتا ہے اسیواسطے مناسب ہے کہ مجاز کی بحث کنایہ کی بحث
سے پہلے بیان کیجاوے اب جاننا چاہیے کہ مجاز کی قسمون مین سے ایک قسم کو
استعارہ کہتے ہین یعنی مشبہ بہ کو ذکر کرین اور مشبہ مراد رکھین پس استعارہ کی بناء
تشبیہ پر ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ مجاز کے بیان سے پہلے تشبیہ کو بھی بیان کرین
اس تقریر سے ثابت ہوا کہ علم بیان کا مقصد فقط دو چیزین مجاز اور کنایہ اور تشبیہ
مقدمہ ہے استعارہ کا کہ وہ مجاز کی ایک قسم ہے لیکن تشبیہ مین از بسکہ فائدے بہت ہین
اور اوس سے بہت بحث کیجاتی ہے اسواسطے تشبیہ کو بھی ایک مقصد مقرر کردیا ہے اور
علم بیان کے تین مقصد ٹھہرائے ہین ایک تشبیہ دوسرا مجاز تیسرا کنایہ لیکن تشبیہ کے
مقصد ٹھہرانے کی یہ وجہ خوب نہین کسواسطے کہ بہت بحث ہونے سے کوئی چیز مقاصد مین
داخل نہین ہوجاتی اور فی الحقیقت تشبیہ علم بیان کے مقاصد مین سے ایک مقصد ہے
نہ مقدمہ استعارہ کا پس یہ تقریر کرنی چاہیے کہ لفظ جس معنی کے واسطے بنایا گیا ہے
اگر اوس لفظ سے سوا اوس معنی اور شے مراد رکھین یہ دو حال سے خالی نہین یا یہ ہے
کہ ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے ارادہ کو منافی ہو یا موضوع لہ کے
ارادہ کو منافی نہو پس قسم اول یعنی جسمین ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے
ارادہ کے منافی ہوتا ہے اگر اوسمین علاقہ مشابہت کا ہے تو اوسکو استعارہ کہتے ہین

اور اگر سوا مشابہت کے کوئی اور علاقہ ہو اوسکو مجاز مرسل اور قسم دوسری یعنی جسمین ارادہ کرنا خلاف موضوع لہ کا موضوع لہ کے ارادہ کو منافی نہیں ہے اوسمین بھی اگر علاقہ مشابہت کا ہی اوسکو تشبیہ کہتے ہین اور اگر سوا مشابہت کے کوئی اور علاقہ ہی اوسکو کنایہ کہتے ہین اس صورت مین علم بیان کے چار مقصد ہوگئے اور تشبیہ بذاتہ مقصد ٹھہر گئی یہ افادہ بعضے فضلا کا ہی کہ میر شریف قدس سرہ نے مطول کے حاشیہ مین نقل کیا ہے اور اگر کوئی کہے کہ تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تشبیہ مین بھی سوا معنی موضوع لہ کے اور شئی مراد ہوتی ہے اور یہ غلط ہی کسواسطے کہ جب کوئی کہے کہ مونہہ اوسکا چاند کی مانند ہی صریحاً اوسمین دلالت مطابقی پائی جاتی ہے اوسکا جواب یہ ہی کہ بعضے فضلا نے لکھا ہی کہ جب کہتے ہو کہ وجہہ کالبدر یعنی مونہہ اوسکا مانند چاند کے ہی مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ شخص نہایت حسن اور لطافت رکھتا ہے پس معنی لازمی مراد ہوگئے لیکن معنی لازمی کا مراد ہونا یعنی موضوع لہ کے ارادہ کا منافی نہیں ہی چنانچہ اوپر کی تقریر سے معلوم ہو چکا اب سنا چاہیے کہ علم بیان کی چار اصلین ہین اور ہم ان چارون اصل کو چار فصل مین بیان کرتے ہین اور ہر فصل کا نام شجرہ ہے حدائق البلاغت کی مناسبت سے

## شجرہ پہلا تشبیہ کے بیان مین

تشبیہ لغت مین دلالت ہی اوپر اس بات کی کہ ایک شئی دوسری شئے کی ساتھ ایک معنی مین شریک ہی شئے اول کو مشبہ کہتے ہین یعنی مانند کیا گیا اور دوسری شئے کو مشبہ بہ یعنی اوسکے ساتھ مانند کیا گیا اور وہ معنے کہ جسمین وہ دونون شریک ہین اوسکو وجہ تشبیہ کہتے ہین یعنی وجہ مانند ہونے کی کیونکہ اگر وہ معنی اون دونون چیزونکو آپس مین مشابہت نہ دین اور علم بیان کی اصطلاح مین تشبیہ دلالت ہی دو چیز کی ایک معنی مین

شریک ہونی یہ اصطلاح ہے کہ بطور استعارہ کے نہو اور استعارہ کا حال آگے آویگا اور بطریق
تجرید کے بھی نہو اور تجرید علم بدیع کی اصطلاح مین یہ ہی کہ شے ذی صفت سی ایک
اور شی مانند اوسکے یعنی متصف اوسی صفت کیساتھ حاصل کرین واسطے مبالغہ کے
تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ شی ذی صفت پہلی اوس صفت مین ایسی کامل ہے کہ اوس سے
ایک اور شی موصوف باین صفت حاصل ہوسکتی ہے اسکی مثالین عربی اور فارسی مین
بہت ہین اردو مین یہ مثال ہوسکتا ہی شعر آتش غم ایسی کچھ بھڑکی کہ دل مین ہوگیا
داغ دل سے آفتاب روز محشر آشکار۔ حاصل یہ ہے کہ اسجگہہ مبالغہ منظور ہے سوزش بر
داغ دل کو یعنے داغ دل کا سوزش مین اس مرتبہ کو پہونچا کہ اوس سے آفتاب
حاصل ہوگیا ظاہر مین یون متبادر ہوتا ہے کہ داغ کو آفتاب سی تشبیہ دی ہے لیکن
چونکہ بطریق تجرید کے ہی تشبیہ نہین ہے اور یہ ضرور ہی کہ مشبہ بہ آپسمین کسی ایک وجہ سے
باہم شریک ہون اور کسی اور وجہ سے آپس سی جدا ہون جیسے کوئی دو چیزین ایسی ہون
کہ اون دونون چیزون مین صفت ایک پائی جاتی ہو اور حقیقت اون دونون کی
جدا ہو جیسے بال اور درخت سنبل کا کہ حقیقت مین دونون جدا ہین اور سیاہی اور
باریکی اور پیچیدگی دونون مین ہے یا صفت دونون کی جدا ہی ہو اور حقیقت دونون
کی ایک جیسے دو انسان اور اگر دونون مین کسیطرح سے جدائی اور غیریت نہو تو تشبیہ
باطل ہوجاوے کیونکہ تشبیہ کو دو چیزین غیر چاہئین اور تشبیہ کے بیان مین
پانچ چیزون سی بحث ہوتی ہے اول مشبہ اور مشبہ بہ انکو طرفین تشبیہ کی کہتے ہین
ظاہر ہی کہ اگر یہ دونون نہون تو کسکو کسکے ساتھ مانند کرین دوسری وجہ تشبیہ کی اور
یہ اگر نپائی جاوے تو ایک کو دوسری سی مشابہت نہو تیسری وہ حرف کہ ایک کو

دوسری سی مانند کرنے کا واسطہ چوتھی غرض تشبیہ کی کسواسطی کہ اگر کچھ غرض نہو تو تشبیہ
فعل عبث ہو جاوی اور ان چار امر کو تشبیہ کا ارکان کہتے ہین پانچوین تشبیہ کی
قسمین کسواسطی کہ بعضی تشبیہ ایسی ہوتی ہے کہ اوسمین مشابہت کی وجہ مثلاً جلد
سمجھ مین آجاتی ہے اوسکو تشبیہ قریب کہتے ہین اور بعضی ایسی ہوتی ہے کہ اسمین
وہ وجہ بعد تامل کی معلوم ہوتی ہے اسکو تشبیہ بعید کہتے ہین اور اسیطرح سے حال ہے
تشبیہ کی مردود اور مقبول ہونیکا اسکا حال مفصل آگے آویگا اور بسبب ان حالات
کے تشبیہ کی بہت قسمین ہو جاتی ہین اور یہ پانچون چیزین پانچ فصل مین بیان کیجاتی ہین
اور ہر فصل کا نام فرع ہے کسواسطی کہ یہ پانچ قسمین ہین تجرہ کی اور شجرہ کو فرع یعنی شاخ لازم ہے

## پہلی فرع تشبیہ کی دو طرف یعنی مشبہ مشبہ بہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ اور مشبہ بہ یا ایسی ہوتی ہین کہ دونون کو پانچون حواس مین سی
کسی حس کے ساتھ معلوم کر سکین مراد پانچون حواس سے دیکھنا اور سننا اور چکھنا اور
سونگھنا اور چھونا کسی چیز کا ہی یا اون دونون کو حواس سے نہ معلوم کر سکین بلکہ
عقل سی یا دونون مختلف ہوین یعنی دونون قسم پر ہے ایک یہ کہ مشبہ کو عقل سی معلوم کر سکین اور
مشبہ بہ کو حس سی دوسری یہ کہ مشبہ کو حس سی اور مشبہ بہ کو عقل سی پس مشبہ اور مشبہ بہ
باعتبار حسی اور عقلی ہونے کے چار قسم ہو گئے پہلی قسم یعنی دونون حسی ہون اوسمین سی
ایک یہ ہی کہ دونون دیکھنے سی معلوم ہون جیسے رخسار مشبہ اور گل مشبہ بہ ان دونون مین
دیکھنے کو دخل ہے دوسری یہ کہ سننے سے محسوس ہون مثلاً ایک ضعیف آواز کو کہ پاس
بیٹھنے والا اوسکو سن سکتا ہی ایسی آواز نرم کی ساتھ تشبیہ دین کہ وہ منہ سے بھی
باہر نہ نکلی ہو تیسری یہ کہ سونگھنے سی معلوم ہو مثلاً ایک بو کو کسی اور بو کے ساتھ تشبیہ دیویں

چوتھی چکھنے سے جیسے کہین کہ معشوق کے آب دہن کا مزہ مانند شراب کے ہے پانچوین چھونے
سے جیسے بستر کی نرمی کو گل کی نرمی سے تشبیہ دیجاوے یا بدن کی ملائم جلد کو حریر سے
اوران پانچون کی مثال مین علی الترتیب اشعار اردو کے لکھے جاتے ہین مثال دیکھنے کی
شعر سودا کا شعر سنکے یہ مژدۂ جان بخش جو مین کھولی آنکھہ ؎ اشعۂ نور کی سی مجکو نظر آئی
جھلک ؎ معشوق کے حسن کو روشنی کے ساتھ تشبیہ دی ہے مثال سننے کی شعر سودا
کا شعر بلبل خوش نغمہ ہون لیک وس گلستان مین جہان ؎ نالۂ مرغ چمن سے کم نہین
فریاد زاغ ؎ زاغ کی آواز کو بلبل کی آواز سے تشبیہ دی ہے مثال سونگھنے کی شعر سودا کا
شعر چمن مین کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم ؎ کہ صبح غنچون کو سب عطردان کھولدیے ؎
غنچہ کی بو کو عطر کی بو سے تشبیہ دی ہے اور اگر عطردان کی شکل مین تشبیہ اعتبار کرین تو
دیکھنے کی چیزون کی مثال مین داخل ہوجاوے مثال چکھنے کی شعر سودا کا شعر خون
جگر شراب ترشح سے چشم تر ؎ ساغر مرا کرو نہین ابر بہار کا ؎ خون جگر کے مزہ کو تشبیہ دی ہے
شراب کے مزہ سے مثال چھونے کی شعر میر کا شعر جب کف پا کو برگ گل ہی خار ہے جیسے
گر ہو خار سے وہ فگار ؎ برگ گل و ملایمت کو تشبیہ دی ہے خار کی سختی سے دوسری قسم
یعنی دونون عقلی ہون مثلاً علم کو زندگی سے تشبیہ دین اور جہل کو موت سے ان
ساری چیزون کے معلوم کرنے مین حواس کو دخل نہین بلکہ عقل سے معلوم ہوتی ہین
تیسری قسم یعنی مشبہ عقلی ہو اور مشبہ بہ حسی مثلاً عمر کو رشتہ اور موت کو گرگ اور خلق
نیک کو عطر اور غضب کو آگ اور آہ کو کمند اور نالہ کو شرار اور خنجر اور ایمان کو شمع
اور کفر کو ظلمت سے تشبیہ دین مثال مین دو تین شعر سودا کے لکھتا ہون اشعار
نہین ہے بحث کو طوطی ترا وہ من مجھسے ؎ سخن ہی سن لے تو رنگین ترا چمن مجھسے ؎

مری زبان ہے ملک سخن مین اک خیاط ٭ عروس معنی کا ہو ٹھیک پیرہن مجھ سے ٭
سک اوسکو گوش کرہی تھا جہانین اہل کمال ٭ یہ سنگریزہ ہوا ہے دُرِ عدن مجھ سے ٭
پہلے شعر مین سخن کو باعتبار رنگینی کے چمن سے اور دوسرے شعر مین معنی کو عروس سے
اور تیسرے مین سنگریزہ یعنے سخن کو دُرِ عدن سے تشبیہ ہے اس جاے مین دو شبہہ نظر مین
ہوتی ہین ایک تو یہ کہ سخن بسبب شنائی وغیرہ کے چاہیے کہ مسموعات سے ہو اسکا جواب
یہ ہے کہ شنائی و شنا شنان سے صوت کی ہے اور سخن بواسطۂ اوس صوت کے مدرک
ہوتا ہے عقل سے چنانچہ یہ بات عقلا پر واضح ہے اور دوسرے یہ کہ سنگریزہ اور دُرِ عدن
مین دونون طرف دیکھنے کی چیزون سے ہون یعنی دونون حسی نہ یہ کہ مشبہ عقلی اور
مشبہ بہ حسی اسکا جواب یہ ہے کہ سنگریزہ استعارہ ہے مشبہ بہ یعنی سنگریزہ مذکور ہے
اور مراد اوس سے مشبہ ہے یعنی سخن اور سخن کا عقلی ہونا ظاہر ہے چوتھی قسم یعنی مشبہ حسی
اور مشبہ بہ عقلی ہو مثلاً زلف کو سیاہی مین آہ یا گنہگارون کے نامۂ اعمال سے
اور چہرۂ معشوق کو نیکبختون کے نامۂ اعمال سے یا گندھی ہوئی چوٹی مصرعۂ پیچیدہ سے
مشابہت دیوین معلوم کیا چاہیے کہ جیسے پانچ حواس ظاہر کے ہین چنانچہ سابق
دریافت ہوا اسیطرح سے پانچ حواس باطن کے ہین ایک اونمین سے حس مشترک ہے اوسکا
کام یہ ہے کہ جو شے حواس ظاہر سے محسوس ہوتی ہے وہ حس اسکو لے لیتی ہے
دوسری حس خیال ہے اور وہ حس مشترک کا خزانہ ہے کہ جو صورتین حس مشترک لیتی ہے
خیال مین رکھدیتی ہے تیسری متخیلہ ہے اور اوسکو متفکرہ بھی کہتے ہین ان دو ناموں کی
وجہ اپنے محل مین مذکور ہے اسکا کام یہ ہے کہ جو صورتین خیال مین جمع ہین کبھی اونکو
ایک دوسرے سے مرکب کرتی ہے اور کبھی ایک دوسرے سے علحدہ اور ایسے ہی اون

صورتون مین جو معنی ہین مثلاً گرگ کی دشمنی گوسپند سے یا باپ کی دوستی بچے سے ان
معنیون کو مرکب کریں یا علیحدہ مثلاً ایک آدمی دس سر کا تصور کرے اسمین ترکیب ہے
یا آدمی بن سر کا اسمین تفصیل ہے اور علی ہذا القیاس اور کبھی بعضی چیزین کہ اونکی
کچھ اصل نہین ہے اپنی طرف سے اختراع کرتی ہے مثلاً سنا جاتا ہے کہ غول ایسی چیز ہے
کہ آدمیون کو راہ مین ہلاک کرتا ہے متخیلہ نے یہ اختراع کیا کہ وہ بہ شکل جانور درندے
کے ہوگا اور اوسکے واسطے دانت پنجہ کر لیے یا سنا جاتا ہے کہ فرشتے حق تعالے کی
تسبیح و تہلیل بہت کرتے ہین متخیلہ نے یہ اختراع کیا کہ اونکے پاس تسبیح بھی ہوگی
کہ اوسپر پڑھتے ہونگے اور علی ہذا القیاس آور چوتھی حس وہم ہے اوسکا کام یہ ہے کہ
خاص صورتون مین جو خاص معنی ہین اونکو ادراک کرے مثلاً کوئی بھیڑیا خاص
اوسکو کسی خاص گوسپند کے ساتھ عداوت تھی ظہور مین آئی ہو اوسکو معلوم کرے پانچوین
حس حافظہ اور وہ خزانہ وہم کا ہے جیسے خیال خزانہ ہے حس مشترک کا جب یہ معلوم ہوا
اب سنا چاہیے کہ جس چیز کو متخیلہ نے مرکب کیا ہے اون چیزون سے کہ وہ حس مشترک کے
واسطے سے حاصل ہوئی ہین اوسکو خیالی کہتے ہین مثلاً ایک نیزہ تصور کرین کہ یاقوت
کا ہو یا ایسا جانور تصور کرین کہ اوسکے پر زمرد کے اور منقار یاقوت کی اور آنکھین
موتی کی ہون پس یہ دونون چیزین خارج مین نہین پائی جاتین اور معدوم ہین
لیکن متخیلہ نے اونکو جن چیزون سے مرکب کیا ہے مثلاً نیزہ اور یاقوت اور مرغ
اور پر اور منقار اور آنکھین اور زمرد اور یاقوت اور موتی وہ چیزین البتہ خارج میں
موجود ہین اور حس مشترک کے واسطے سے خیال مین پہونچی ہین اور جس چیز کو متخیلہ
اپنی طرف سے اختراع کرے کہ اوسکی کچھ اصل نہو اوسکو وہمی کہتے ہین مثلاً غول دانت

چنانچہ پہلے معلوم ہوا خیالی اور وہمی کی حقیقت یہ ہے جو بیان ہوئی اور خیالی اوس
صورت کو نہین کہتے کہ حس مشترک سے خیال مین حاصل ہوئی ہو اور اسیطرح سے وہمی
اون معانی کو کہ وہم اونکو ادراک کیا ہو کس واسطے کہ حس مشترک سے زبرجد یاقوت اور مرغ
موصوف کی صورت خیال مین کبھی نہین پہونچی ہان مگر مادہ اونکا سو یہ امر دوسرا ہے
اور نہ دس سر کا آدمی اور نہ دانت غول کے اور نہ تسبیح فرشتون کی معنی جزئیہ ہین
کہ وہم سے ادراک ہوئی ہون کس واسطے کہ اگرچہ محسوس نہین ہوئی لیکن ایسے ہین کہ
اگر بالفرض پائی جاوین تو البتہ بصر سے مدرک ہو سکین پس اس صورت مین
یہ بھی صورت ہوئی نہ معنی پھر کیف خیالی کو علم بلاغت والون نے حسی مین داخل کیا ہے
اسواسطے کہ حسی سے مراد وہ چیز ہے کہ یا وہ خود حواس سے ادراک کیجاتی ہو یا اوسکا
مادہ پس خیالی کا مادہ حواس سے مدرک ہوتا ہے چنانچہ معلوم ہوا اور وہمی کو عقلی مین
داخل کیا ہے کس واسطے کہ نہ وہ بھی مثل معقولات کے حواس سے ادراک نہین کیجاتی لیکن ہے
ایسی کہ اگر پائی جاوئے تو البتہ حواس سے مدرک ہو اور اسی امر کی جہت سے عقلی اور
وہمی مین امتیاز ہوتا ہے وگرنہ دونون ایک ہو جاوین مخفی نرہے کہ حدائق البلاغت
کے مصنف نے تشبیہ وہمی کی مثال مین تصور دس سر کے آدمی کا غول کے تصور کے
ساتھ مذکور کیا اور بعد اسکے خود اس امر پر اعتراض کیا کہ بادی النظر مین ان دونون
قسم یعنی وہمی اور خیالی مین فرق نہین معلوم ہوتا کس واسطے کہ دس سر کے آدمی کا تصور
مثل علم یاقوت کے ہے کہ اجزا ان دونون قسمون کے محسوسات سے ہین مترجم کلام ہذا
کہتے ہین کہ دس سر کے آدمی کی تصور کو تشبیہ وہمی مین ذکر کرنا ضرورت نہین رکھتا
بلکہ خیالی کی مثال ہے اس واسطے کہ خیالی وہی ہے کہ جسکو متخیلہ نے ترکیب دیا ہو اور اوسکا

اونکو ہی کہ حواس سے مدرک ہوئی ہون اور ایمین ہی ترکیب ہی اور متخیلہ کے اختراع کی
مثال دندان غول ہین کہ اوسکی اصل نہین حقیقۃً اور ذکر کرنا مثال وہمی مین شاید
اسواسطے کہ صاحب مطول نے جس جگہ متخیلہ کے بیان مین ذکر کیا ہے کہ اوسکی شان سے ہی
ترکیب و تفصیل اور اختراع اون چیزون کا کہ حقیقت مین نہون تو اوس مثال کو
کہ اختراع الخ کے ذکر کیا ہی مصنف کو ذہن مین یہ آیا کہ یہ مثال اختراع کی ہے او
در واقع مین مثال ترکیب کی ہی اور اسی قرآن ہی یہ کہ صاحب مطول نے دو چار سطر کی بعد
متخیلہ اختراع کی مثال مین غول کا شمع تصور کرنا بیان کیا ہی اور مثال ترکیب کی
چھوڑ دی ہی پس معلوم ہوا کہ ترکیب کے باب مین اوس مثال مذکورۂ بالا پر اعتماد کیا
اور چونکہ اختراع کی مثال نہ تھی اسواسطے بیان کر دی یہ بیان غایت توضیح کا
وہمی اور خیالی کے باب مین اور بعضی چیزین ایسی ہین کہ اوسکو انسان دل مین پاتا ہے
مثلاً شیرین چیز کے کھانے سے یا ایک شی ملائم کے ہاتھ لگانے سے یا آواز ملائم اور پسندیدہ
کو سننے سے یا ایک ملیح چیز کے دیکھنے سے یا خوشبو کو سونگھنے سے دل مین ایک فرحت اور لذت
حاصل ہوتی ہے یا ان چیزون کے مقابل سے دل مین ایک الم پہونچتا ہی اور مثلاً
بھوکا ہونا یا سیر ہونے کو ادراک کرنا ان سب امرون کو وجدانیات کہتے ہین یعنی
منسوب بوجدان اور وجدان واوکو سے یعنی جاننے کو ہی اہل بلاغت نے مثل وہمیات
کے وجدانیات کو بھی عقلیات مین داخل کیا ہی جیسے اس شعر مین شعر زاہد کو کیا ہی
نعمت جنت کی ذکر سے وہ جو لطف ہی شراب مین کوثر مین ہی کہان وہ شراب کا لطف
وہ لذت ہی کہ اوسکے پینے کے بعد دل مین حاصل ہوتی ہے اور خیالی کا حسی مین
اور وہمی اور وجدانی کا عقلی مین داخل کرنا واسطے اختصار کے ہی تاکہ قسمین بہت

نہو جاتین اور اونکا ضبط کرنا طالبین کو سہل ہو والا ظاہر ہے کہ تینون قسمین نفسہ علحدہ چیزین ہین

## فرع دوسری وجہ شبہ کے بیان مین

وجہ شبہ وہ معنی ہین کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون اوسمین شریک ہون مثلاً گل اور رخسار مین سرخی رنگ کی اور زید اور شیر مین شجاعت لیکن یہ تعریف ناتمام ہے واسطے کہ رخسار اور گل موجود ہوتی اور جسم ہین اور زید اور شیر وجود اور جسمیۃ اور حیوانیۃ مین بھی شریک ہین پس موافق تعریف کے لازم آتا ہے کہ یہ چیزین بھی وجہ شبہ ہون اور حالانکہ فقط رنگ اور شجاعت وجہ شبہ ہے اس صورت مین تعریف وجہ شبہ کی یون کرنی چاہیے کہ وجہ شبہ وہ معنی ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ سے بہت خصوصیت رکھتی ہو اور اون دونون کا اوسمین شریک ہونا قصد کیا جاوے اب معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ اور مشبہ بہ یا حقیقت مین شریک ہوتی ہین اور صفت مین جدا جیسے دو جسم کہ ایک کالا ہو اور دوسرا سفید یا دو طویل چیزین مثلاً ایک خط ہو اور دوسرا جسم مثال اول مین حقیقت دونون کی واحد ہے یعنی جسمیت اور صفت علحدہ ہے یعنی سیاہی اور سفیدی مثال دوسری مین صفت یعنی طول مین دونون متحد ہین اور حقیقت دونون کی جدی ہے کسواسطے کہ خط وہ ہے کہ فقط ایک جانب یعنی طول مین بٹ سکے اور جسم وہ ہے کہ تینون جانب یعنی طول اور عرض اور عمق مین بٹ سکتا ہو اور صفت کہ جسمین ان دونون کو اشتراک ہو یا افتراق تین طرح پر ہے پہلی صفت حقیقی یعنی ایسی ہیئت کہ ذات مین متمکن اور متقرر ہو دوسری صفت اضافی کہ ذات مین متمکن اور متقرر نہو بلکہ دو چیزون سے متعلق ہو اور تیسری صفت اعتباری کہ اوسکا مفہوم واقع مین متحقق نہو بلکہ فقط عقل نے اوسکو اعتبار کر لیا ہو جب یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہیے کہ صفت حقیقی دو قسم ہے ایک حسی اور ایک عقلی

صفت حسی مثل کیفیت جسمانیہ کی ہے مثل اون کیفیتون کے کہ جسم سے مختص ہون
مخفی نرہے کہ صفت کو منقسم ہونے سے بطرف حقیقی اور حسی کے اور صفت حسی کی مثال
مین کہنے سے یہ قول مثل کیفیات جسمانیہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کیفیات جسمانیہ سے اصطلاح علم
معقول کی مراد نہین ہے بلکہ کیفیات جسمانیہ سے صفات جسمانیہ مراد ہین کسواسطے کہ اگر
کیفیت اصطلاحی مراد ہو پس مقادیر اور حرکات مین کہ اسجگہہ وہ دونون مذکور ہوئی
جیسے آگے آتا ہے اشکال واقع ہوویگا کسواسطے کہ مقدار کمیت ہے کہ وہ بذاتہ قسمت کو تقا
کرتی ہے اور حرکت اعراض نسبیہ سے ہے اور کیفیت نہ قسمت کو بذاتہ تقاضا کرتی ہے
اور نہ نسبیہ کو اور یا مقادیر سے اوصاف مقادیر کے مراد ہون یعنی طویل اور عریض
اور قصر اور اسکے بین بین ہونا اور حرکت سے خود حرکت مراد نہو بلکہ وہ چیز کہ حرکت کو
لاحق ہوتی ہے مثل سرعۃ اور بطوء اور بین بین اسکے پھر کیفیت جسمانیہ باعتبار حواس کے
پانچ قسم ہین قسم اول یہ ہے کہ بصر سے ادراک کیجاوے مثل رنگ کو اور شکل کے اور شکل
اوس ہیئت کو کہتے ہین کہ جسم کی ایک نہایہ کو یا دو کو یا زیادہ کو احاطہ کرے اول
جیسے دائرہ اور دوسرے جیسے آدھے دائرے کی شکل اور تیسرے جیسے مثلث یا مربع
یا مخمس علی ہذا القیاس اور مثل مقادیر کے اور مقدار عبارت ہے کمیت متصل ثابت الا
سے کم سے مراد ایسا عرض ہے کہ وہ بالذات تکثر ہونے کو قبول کرے ا
متصل سے یہ کہ اوسکے اجزاء کے واسطے حد مشترک ہووے کہ وہ اوسکو پاس سے ملاتے ہون
اور ثابت الاجزاء سے یہ کہ وہ اجزاء فرض کیے ہوئے مستقر اور ثابت ہون اور جسم
اگر طول اور عرض اور عمق مین منقسم ہوسکے اوسکو جسم تعلیمی کہتے ہین اور اگر فقط طول
عرض مین اوسکو سطح کہتے ہین اور اگر فقط طول مین اوسکو خط کہتے ہین اور مثال

حرکات کو اور حرکت جسم کی ایک جای سی دوسری جای مین حاصل ہونی کو کہتے ہین
اور مثل اون چیزون کے کہ ان امور کے قریب ہون جیسے حسن اور صبح کہ اون دونون
سے شخص متصف ہوتا ہی باعتبار خلقت کے اور خلقت عبارت ہی مجموع شکل اور لون سی
یا جیسے ہنسنا اور رونا کہ یہ دونون باعتبار شکل اور حرکت کی حاصل ہوتی ہین یا جیسے
سیدھا ہونا اور ٹیڑھا ہونا یا اوپر سے کٹ نکلنا اور نیچے سے گر پڑنا کہ یہ بھی شکل کی
بحث مین داخل ہین قسم دوسری یہ ہے کہ گوش سے ادراک کیجاوی جیسے آواز
خواہ قوی ہو خواہ ضعیف خواہ اسکے بین بین قسم تیسری یہ کہ ذائقہ سے ادراک
کیجاوی مثل طعوم کے اور طعوم کے نو اصول ہین ایک حرافت یعنی تیزی دوسری تلخی
تیسری نمکینی چوتھی ترشی پانچوین کسیلا پن چھٹے قبض یعنی بستگی ساتوین دسومت یعنے
چکنائی آٹھوین مٹھاس نوین پھیکا پن قسم چوتھی یہ کہ قوت شامہ سی معلوم ہو مثل
خوشبو اور بدبو کے قسم پانچوین یہ کہ قوۃ لامسہ سی معلوم ہو جیسی خشونت یعنی کھردرا پن
کہ کہین اونچان اور کہین نیچان ہو اور ملاست یعنی صاف ہونا کہ سارے اجزاء
برابر ہون اور لینت یعنی نرمی اور ثقل اور یہ ایسی کیفیت ہی کہ بسبب اوسکے جسم
اپنے مرکز کی طرف کو مائل ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی روکنے والا نہو مثلاً پتھر اگر اوپر سے
کوئی چیز اوسکو نروکے خود بخود نیچے آپڑے اور خفت اور وہ ایک کیفیت ہے
کہ جسم اوسکی سبب سی اپنے محیط کی طرف مائل ہوتا ہی جیسے آگ اور حرارت یعنی گرمی
اور برودت یعنی سردی اور رطوبت یعنی تری اور یبوست یعنی خشکی صفت عقلی جیسے
کیفیات نفسانیہ یعنی وہ کیفیتین کہ ذی نفس کے ساتھ مختص ہین یعنی اجسام مین سے
اوسی جسم مین پائی جاتی ہین کہ وہ ذی نفس ہو مثلاً ذکا ذال معجمہ کی فتحہ سی اسام

فہم کی تیزی اور مثل علم اور معرفت اور قدرت اور کرم اور سخاوت اور حلم اور غضب
اور شجاعت اور مثل انکے اور چیزین کہ عقل سے ادراک کیجاوین یہانتک بیان
صفت حقیقی کا تمام ہوا صفت اضافی کہ ذات مین متمکن اور متقرر نہو بلکہ دو چیز و نسبت
متعلق ہو مثلاً کوئی شخص دلیل کو آفتاب سے تشبیہ دیوے اس نظر پر کہ دونون مین صفت ازالۂ
حجاب کی ہے اور یہ صفت حجت اور آفتاب کی ذات مین متقرر نہین بلکہ دونون سے
متعلق ہے یا کوئی شی اس امر کے ساتھ متصف ہو کہ اوسکا وجود مطلوب ہے یا عدم
مطلوب ہے صفت اعتباری کہ اوسکا مفہوم واقع مین متحقق نہوا اور محض عقل نے
اوسکو اعتبار کر لیا ہو جیسے درندہ کی شکل اور دانت کا اختراع کرنا غول کے واسطے
کہ یہ مختص صورت وہمیہ ہے اور واقع مین اوسکے واسطے کچھ تحقیق نہین اور صفت کا مجموعہ
کبھی ایک چیز ہوتی ہے اور کبھی کئی چیزین اور اسیطرح حقیقت بعضی مفرد ہوتی ہے
اور بعضی مرکب اجزاء مختلفہ سے پس وجہ مشبہ باعتبار ان انواع کے کئی نوع ہو جاتی ہے
جب یہ جان لیا اب سُنا چاہیے کہ وہ معنی کہ جسمین مشبہ اور مشبہ بہ شریک ہون یا ایک
امر ہو یا کئی اور یہ کئی امر دو قسم پر ہین ایک یہ کہ سب آپسمین اکٹھی ہو کر بمنزلہ واحد کے
ہو جاوین یا ہر ایک اونمین سے علحدہ تشبیہ ہوا اور یہی ترکیب کہ جس سے کوئی شے
بمنزلہ واحد کے ہو جاوے یا حقیقی ہوتی ہے یا اعتباری حقیقی جیسی ترکیب کئی امور
مختلفہ سے مثلاً ترکیب حیوان اور ناطق کی کہ ان دونون سے ایک شی بمنزلہ واحد کے
حاصل ہوئی یعنی انسان اور اعتباری جیسے کئی امور سے عقل ہیئت انتزاع کر لے اور
حقیقت مین وہ سب ملکر بمنزلہ واحد کے نہوئی ہون اسکی مثال آگے آویگی معلوم
کیا چاہیے کہ وجہ شبہ مین دونون ترکیب کا اعتبار کرنا مذہب مفتاح العلوم کے

مصنف یعنی سکاکی کا ہے اور حدائق البلاغت کے مصنف نے بھی سکاکی کی اتباع سے
ترکیب حقیقی کو اعتبار کیا ہے چنانچہ کہا کہ یا در حکم واحدست بسبب آنکہ حقیقت از چند
چیز ترکیب یافتہ یعنی وجہ شبہ یا واحد کے حکم میں ہے اس سبب سے کہ ایک حقیقت کئی چیز
سے مرکب ہوئی ہو لیکن تعجب یہ ہے کہ ترکیب اعتباری کو بالکل چھوڑ دیا پھر کیف
اعتبار کرنا ترکیب حقیقی کا اس جگہ میں محل نظر ہے اسواسطے کہ ایسی چیزونکو مرکب
نہیں اعتبار کرتے بلکہ واحد مثلاً کہیں کہ زید شیر کے مانند ہے تو یہ نکہیں گے کہ مشبہ
اور مشبہ بہ اسکے مرکب ہیں بلکہ مفرد ہیں اور مثلاً کہیں کہ زید مانند عمرو کے ہے انسانیت میں
ہر چند انسانیت مرکب ہے حیوانیت اور ناطقیت سے لیکن یہ نکہیں گے کہ یہ وجہ شبہ
مرکب بمنزلہ واحد کے ہے بلکہ واحد ہے بہر صورت وجہ شبہ میں قسم ہے واحد یا بمنزلہ
واحد کے یا متعدد قسم پہلی یعنی وجہ شبہ واحد یا حسی ہوتی ہے یا عقلی اور وجہ شبہ حسی
میں لازم ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ بھی دونون حسی ہوں اسواسطے کہ وجہ شبہ حاصل ہوتی ہے
مشبہ اور مشبہ بہ سے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عقلی سے جو چیز حاصل ہوگی عقلی ہوگی پس
اگر مشبہ اور مشبہ بہ عقلی ہوں اور وجہ شبہ حسی یعنی ایسی چیز ہو کہ اوسکو حس کے
ساتھ ادراک کر سکیں تو لازم آوے کہ حس سے عقلی کو بھی ادراک کر سکے ہیں اور حال
یہ ہے کہ حس غیر حسی میں سے کسی شے کو ادراک نہیں کر سکتے اور یہ لازم نہیں کہ اگر
وجہ شبہ عقلی ہو تو مشبہ اور مشبہ بہ بھی عقلی ہوں بلکہ عام ہے خواہ وہ دونون عقلی
ہوں خواہ حسی خواہ ایک حسی ایک عقلی اسواسطے کہ یہ امر جائز ہے کہ کسی شی حسی کے
ساتھ بعضا وصف عقلی قائم ہو جیسے جرأت زید اور شیر میں کہ وہ صفت عقلی ہے اور
اون دونون کے ساتھ قائم ہے باوجودیکہ وہ دونون حسی ہیں جیسا یہ معلوم ہو چکا

پس جاننا چاہیے کہ وجہ شبہ واحد حسی مثل سرخی کے رخسار اور گل کی تشبیہ مین او
آواز کا پوشیدہ ہونا صوت ضعیف اور ایسی صوت کی تشبیہ ہین کہ دہن سے با
نہ نکلی ہو اور خوشبو زلف و عنبر کی تشبیہ ہین اور حلاوت شراب اور کوثر کی تشبیہ
ہین اور نرمی جلد بدن اور حریر کی تشبیہ ہین اور وجہ شبہ واحد عقلی مثل وجہ
کی شجاع اور شیر کی تشبیہ ہین اور ہدایت علم اور نور کی تشبیہ ہین اور طبیعت کا جوش
ہونا عطر اور خلق کی تشبیہ ہین قسم دوسری یعنی وجہ شبہ منزلہ واحد کے ہو اسکو وجہ شبہ
مرکب بھی کہتے ہین پہلے معلوم ہوا کہ وجہ شبہ مرکب وہ ہے کہ کئی چیزین اکٹھی ہو کر صورت
واحد کی حاصل کرین اور یہ بھی یا حسی ہوتی ہے یا عقلی اور وجہ شبہ مرکب حسی کی دونون
طرفین کبھی مثل وجہ شبہ واحد حسی کے ہوتی ہین اب معلوم کیا چاہیے کہ وجہ شبہ مرکب حسی
چار قسم ہے اول یہ ہے کہ دونون طرف اوسکے مفرد ہون جیسے انگار کو چشم خروس کے
ساتھ تشبیہ دیوین گول ہونے اور سرخی اور مقدار مین یہ تینون چیزین ہیئت واحد
حاصل کرکے شبہ واقع ہوتی ہین یا موتی اور ژالہ مین مدور ہونا اور سفیدی اور چمکنا
اور مقدار خاص سب ہیئت مجموعی سے وجہ شبہ ہین اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا
شعر سنجاب ہی ہر مشق اوڑایا کرے ہے برق یہ گولی ہی ڈھالتا ہے سحاب تگرگ بار
مصرع اول مین سنجاب اور برق دونون مفرد ہین اور اسیطرح سے مصرع ثانی مین گولی
اور تگرگ لیکن اول مین روشنی اور دفعۃً چمکنا اور پھر بعد اوسکے جاتی رہنا اور اسکا
انعکاس فضا مین اور اوس سے دیکھنے والون کی آنکھون کا جھپکنا پانچ چیزین
مرکب ہو کر وجہ شبہ واقع ہوتی ہین اور دوسرے مین مدور ہونا اور مقدار مخصوص
فقط دو چیزین قسم دوسری یہ ہے کہ دونون مرکب ہون مثلاً لڑائی مین غبار کا بلند ہونا

اور اسمین شمشیرون کا چمکنا مشبہ ہوا اور شب تاریک اور اوسمین مسلسل ساقط ہو شہاب
ثاقب کا مشبہ بہ ہے دونون مرکب ہین اور ہر واحد سے ایک ہیئت مجموعی مشبہ مشبہ بہ واقع
ہوئی ہے اور وجہ شبہ اسمین ایک کالی چیز کی جوانب اور اطراف مین روشن چیزون
دراز اور پراگندہ کا حرکت کرنا یا معشوق صبیح کا رقص کرنا اور اوسکا کبھی آگے بڑھنا
اور کبھی پیچھے ہٹنا اور ہاتھ دراز کرنا اور چکپھیری لینا اور سمٹ کر بیٹھ جانا مشبہ اور
آفتاب کا عکس دریا مین اور پانی کی حرکت مضطرب سے اوسکا کبھی آگے جانا اور کبھی
پیچھے آنا اور کبھی دراز ہو جانا اور سمٹنا اسطرح کہ پھر وہ قرص سالم معلوم ہونے لگے
اور کبھی چھپانا مشبہ بہ ہوا اوسمین ایک شی روشن کا کسی شی صاف مین نمودار ہونا حرکات
مختلفہ کے ساتھ وجہ شبہ ہی یہ مضمون شعر مین اسطرح سے موزون ہی شعر رقص مین
وہ مہروش ہی اسطرح سے جلوہ گر ٭ جیسے آب موج زن مین عکس ہو خورشید کا ٭ اسی
قبیل سے ہین یہ اشعار سوداکے شعر یون منعکس صفائی عمارت سے ہو چمن ٭ جو ایک دو
مکان ہو سو معلوم ہو دو رو ٭ چادر تلے ہو آب کی یون سنگ آبشار ٭ چین جبین
نقاب تلے جون رخ نکو ٭ پانی کی چادر اور سنگ ویکھا ہوا ہونا سنگ کا مجموعہ مشبہ ہی
اور نقاب و چین جبین اور رخ معشوق مشبہ بہ اور وجہ شبہ ظاہر ہی شعر یون جلوہ گر ہے
سرو کا سایہ کہ جسطرح ٭ کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو ٭ یہ سمجھا جاوے کہ مصرع اول مین
اس شعر کے سایہ سرو مشبہ مفرد ہی بلکہ از بس اوسکا جلوہ گر ہونا حوض پر منظور ہے
چنانچہ ان چند شعر کا حوض کی تعریف کے تحت مین وارد ہونا قرینہ قوی ہی پس یہ
مرکب ہے ایضاً نجشتی ہی گل نورستہ کو رنگ آسیری ٭ پوشش چھیٹ قلم کار ہر نوشت
دجبل ٭ تار بارش مین پروتی ہین گہر ہائے تگرگ ٭ ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

آب جو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہے * خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول ** ان اشعار مین
مشبہ مشبہ بہ اور وجہ شبہ کا مرکب حسی ہونا تامل سے ظاہر ہے قسم تیسری یہ ہے کہ مشبہ مفرد
حسی اور مشبہ بہ مرکب حسی ہو جیسے آفتاب کو ایسے آئینہ سے تشبیہ دیتے ہین کہ رعشہ دار ہاتھ
مین ہو آفتاب مفرد ہے اور آئینہ کا دست رعشہ دار مین ہونا مرکب ہے اور ایسی ہیات
کہ گول ہونے اور روشنی اور حرکت سریع سے حاصل ہوئی ہے اسمین وجہ شبہ ہے اور
حرکت کا ہونا مشبہ یعنی آفتاب مین بھی ظاہر ہے مثال اوسکی یہ شعر ہے شعر ہے چشم
اوسکی یا گل نرگس ہے باغ مین * ہے زلف اوسکی یا کہ مین آتش پہ ہے دخان ** چشم اور
زلف مفرد ہے اور نرگس کا باغ مین ہونا اور دھوئین کا آگ پہ ہونا مرکب اور
وجہ شبہ اسمین ہے ہونا ایک شئے خرد مدور کا ایسی فضا مین کہ وہان طراوت اور شگفتگی
ہو اور ہونا ایک شئی سیاہ اور دراز اور پیچیدہ کا ایک شئی روشن پر قسم چوتھی کہ مشبہ مرکب اور
مشبہ بہ مفرد ہو اسکی مثال ہے یہ شعر سودا کا شعر شاخ مین گل کی نزاکت یہ ہے پہونچی ہے تو
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہے پگھل * شاخ گل کی مرکب ہے باعتبار شاخ اور
گل کے اور شمع مفرد ہے اور اسمین وجہ شبہ ہے ہونا ایک شئی کا راست اور دراز اور
اوسکے سر پر ایک شئی سرخ کا نصب ہونا پوشیدہ نہ ہے کہ وجہ شبہ مرکب حسی مین سے نادر
اور بدیع وہ ہے کہ تشبیہ ایسی ہیئت مین واقع ہو کہ اوسمین حرکات ہون اور
یہ دو طرح پر ہے کہ ساتھ حرکتون کے بعضے اوصاف جسم کے اور بھی شامل ہون جیسے
شکل مستدیر اور مستطیل اور عریض اور جیسے لون سرخ یا سفید مشرق یا سیاہ وغیرہ
اسکی مثال قسم دوسری یعنی اوس وجہ شبہ مین کہ مشبہ اور مشبہ بہ دونون مرکب
ہون بیان ہو چکی دوسری یہ ہے کہ فقط حرکت ہو اور اوصاف جسم کے اوسکے

ساتھ نہون اس صورت مین ترکیب جب متصور ہو کہ حرکتین مختلف ہو جائین مثلاً
مثلاً کسی شی کا حرکت کرنا کبھی بطرف چپ کے اور کبھی بطرف بالا کے اور کبھی بطرف
پائین کے مثلاً رقص کی حرکتون کو تشبیہ دیجاوے شاخون کے ہوا سے متحرک
ہونے کے ساتھ اور جسکی حرکتون مین اتحاد ہو اوسمین ترکیب نہین ہو سکتی جیسے حرکت
چکی اور دولاب کی اور تیر کی حرکت فقط اوپر جانے کی یا نیچے آنے کی اور اگر دونو
حرکت بالا و پست کو اعتبار کرین ترکیب ممکن ہے اور جیسی حرکتون کی ہیئت مین
ترکیب واقع ہوتی ہے چنانچہ معلوم ہوا اسیطرح کبھی سکون ہیئت مین بھی ترکیب
واقع ہوتی ہے مثلاً کتے کا بیٹھنا مشبہ ہو اور گوارون کا آگ کی تاپنے کے واسطے بیٹھنا
مشبہ بہ اسمین کئی سکون واقع ہوئے ہین کسواسطے کہ بیٹھنے مین کتے کے ہر عضو کا ایک
موضع علیحدہ ہوتا ہے اور ایسے ہی آگ کی تاپنے کے واسطے بیٹھنا گوارون کا کہ اونکے
دونون پانون آگے پھیلے ہوئے اور موضع سُرین کا اوس سے تفاوت کے ساتھ یہ کئی
سکون مجتمع ہوئے ہین وجہ شبہ و مرکب عقلی جیسے فائدہ صفر نہ ہونا بڑی نفع کرنے والی
چیز سے باوجود متحمل ہونے مصائب کے اور کھینچنے لغت کے عالم بے عمل کی تشبیہ مین ایسے
گدھے سے کہ اوسپر کتابین لادا کرتے ہون معلوم کیا چاہیے کہ وجہ شبہ جب مرکب
بمنزلہ واحد کے ہو اس صورت مین چاہیے کہ کوئی جزو اوسکا ترک نکرین اور سارے
اجزاء مین مشبہ کو مشبہ بہ سے تشبیہ ہو اور اگر ایسا نہوگا تو تشبیہ مین غلطی واقع ہوگی
جیسے وجہ شبہ مرکب کی دوسری قسم مین مذکور ہوا وہان غور کرین تاکہ خوب ذہن نشین
ہو جاوے یہان تک تمام ہو چکا بیان وجہ شبہ مرکب حسی کا۔ وجہ شبہ متعدد تین قسم پر
ہے ایک قسم یہ ہے کہ وہ وجہین سب حسی ہون جیسے رخسار اور گل کی تشبیہ مین سُرخی

رنگ کی اور ملایمت اور زلف اور سنبل کی تشبیہ مین شاخ کی درازی باریکی اور پیچیدگی
اور ساغر اور آفتاب کی تشبیہ مین مدور ہونا اور روشنی اور گردش دوسری قسم یہ ہے
کہ وہ سب عقلی ہون جیسے شعر سلو مین شعر بسان دانہ روئیدہ ایکبار گرہ ⁂ کھلی جو کام کے
سیر ہو پڑی ہزار گرہ ⁂ وجہ شبہ اسمین قدری آسان ہونا ایک امر پہلی دفعہ اور بعد اوسکے
زیادہ تر ہو جانا یہ دو امر ہین علیحدہ اپنی کام کے دونون حال کو دانہ کے دونون حال
سے جدا جدا تشبیہ دی ہے نہ مجموع کو مجموع سے چنانچہ کرنیوالون پہ مخفی نہین ہے
تیسری قسم یہ ہی کہ بعضی اونمین سے حسی ہون اور بعضی عقلی شعر سعدا کا شعر یا وہ معجون
مبہی کی ہین ڈبیان دونون ⁂ آتی ہے جان ہین جنمین سے روح ملک ⁂
پستان کو معجون مبہی کی ڈبیا سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ اسمین کئی چیزین ہین
ایک مدور ہونا اور دوسرے ابھرا ہوا ہونا یہ دو امر حسی ہین اور رغبت دلانا مرد کو
عورت کی یہ امر عقلی ہے شعر آفتاب صبح محشر داغ پہ دل کے مرے ⁂ حکم رکھتا ہے طبیبون
مرہم کافور کا ⁂ اسمین وجہ شبہ ہے سفیدی رنگ کی اور راحت کا پہونچانا پہلا امر
حسی ہے اور دوسرا عقلی اور شاید مدور ہونے کو بھی دخل ہو کسواسطے کہ جب مرہم داغ پر
رکھتے ہین پھایا مدور تراش کر رکھا کرتے ہین اس صورت مین دو امر حسی ہوئے اور
ایک امر عقلی دانشمندان خبیر پر ظاہر ہے کہ عادت اہل بلاغت کی اسطرح جاری ہوئی ہے
کہ کبھی دو شے کو ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہین اسمین تشبیہ دیتے ہین اور وہ معنی کہ شئین
مین موجود ہین اوسکو وجہ شبہ کرتے ہین اور مقصود اوس سے وہ معنی ہوتے ہین
کہ مشبہ مین ہے نہ وہ معنی کہ جسکو ظاہر اوجہ شبہ کیا ہے اور اوسکو وجہ شبہ کرنا اس سبب
سے ہے کہ بطریق استہزا کے ٹھہرا لیا ہے کہ یہ معنی مشبہ مین بھی ہے اور حالانکہ نفس الامر مین

اوسکے اندر نہین ہے مثلاً نامرد کو کہین کہ شیر ہے یا رستم ہے اور بخیل کو کہین کہ حاتم ہے
پس وجہ شبہ اس جگہ جرأت اور بخشش ہو از روی اعتبار کے نہ از روی نفس الامر کے اوسکے
اور وہ ضدیت کہ اون دونون مین ہے اس جگہ بمنزلہ تناسب کے ہے نہ خود وجہ شبہ
کسواسطے کہ جب ہم کہینگے کسی نامرد کو کہ وہ شیر کے مانند ہے یا بخیل کو کہ وہ حاتم کے مانند اور
ارادہ کرینگے کہ وجہ شبہ کو بھی ظاہر کرین تو یہ نہ کہین گے کہ تضاد مین بلکہ یون کہین گے
کہ جرأت مین یا بخشش مین

## فرع تیسری حرف تشبیہ کے بیان مین

حرف تشبیہ کے ہین مانند و مثل اور ہندی مین جیون اور جیسے اور سوا اسکے

## فرع چوتھی غرض تشبیہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ تشبیہ کی غرض اکثر مشبہ کی طرف راجع ہوتی ہے یعنی اکثر تشبیہ سے
غرض یہ ہوتی ہے کہ مشبہ کا حسن یا قبح یا اور امر بیان کیا جاوے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ غرض مشبہ بہ کی طرف راجع ہوتی ہے قسم پہلی کئی قسم پر ہے اول یہ کہ غرض تشبیہ سے بیان
اس امر کا ہو کہ مشبہ کا وجود ممکن ہے اور یہ امر اوس جاے پر ہوتا ہے کہ جس جگہہ غیر
اوسکے ممتنع ہونیکا بھی دعوے کر سکتے ہون اوسکی مثال یہ دو شعر شیخ ابراہیم ذوق سلمہ
اللہ تعالے کے ہین شعر تجھسے دیکھا سبکو اور تجھکو نہ دیکھا چون نگاہ * تو رہا آنکھون مین
اور آنکھون سے نہان ہی رہا * علم ہے کچھ اور شے اور آدمیت اور ہے *
کتنا تو نے گو پڑھا پر وہ حیوان ہی رہا * پہلے شعر مین یہ دعوی کیا ہے کہ معشوق
باوجود آنکھون مین ہونے کے آنکھون سے پوشیدہ ہو اور اس جاے مین یون
کہہ سکتے ہین کہ یہ امر ممتنع ہے کیونکہ جو شے آنکھون سے ایسی قریب ہو کہ خود آنکھ

یہ بعید ہو کہ وہ دکھائی نہ دے جب اوسکا وسر اوسکو تشبیہ دی تو وہ دعوی ثابت اور اوسکا
امکان معلوم ہو گیا اور دوسرے شعر مین یہ دعوی کیا کہ آدمیت کا حاصل ہونا علم کی
تحصیل پر موقوف نہین اور اس جگہ بھی یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ امر ممتنع ہے کسواسطے
کہ علم ہی سے آدمیت حاصل ہوتی ہے جب تو تو سے تشبیہ واقع ہوئی ثابت ہو گیا
کہ یہ امر ممکن ہے شعر زبان پیدا کردن چون آسیا سینہ بین پیکان سے ٭ دہن کا
ذکر کیا یان سر ہی غائب ہو گریبان سے ٭ ظاہر یہ امر ممتنع ہے کہ جسکا سر گریبان کے
پاس سے کٹ گیا ہو وہ شخص سینہ مین پیکان کی زبان بناکر گویائی پر قادر ہو جاے
پس امکان اسکا آسیا کی تشبیہ سے ثابت ہو گیا کسواسطے کہ آسیا کے بیچ کے حلقہ کو
گریبان سے تشبیہ ہے اور وہان سے اوسکے اوپر ایسی چیز نہین ہوتی کہ مشابہت
سر سے رکھتی ہو گویا گریبان کے پاس ہی اوسکا سر کٹا ہوا ہے اور اوسکے سینہ یعنی
بیچ مین لوہے کی ایک کیل ہوتی ہے اوسکے سبب وہ پھرتی ہے اور اوس سے آواز
نکلتی ہے اس شعر مین کمال بلاغت ہی اور اوسکا حال مثال پر ظاہر ہے دوسرا یہ
مشبہ کا حال بیان کرنا مقصود ہو جیسے ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے سے سیاہی یا
سفیدی مین مثلاً تشبیہ دیجاوے اور اس قسم کے اندر مشبہ بہ مین وجہ شبہ بہت ظاہر
اور مشہور چاہیے تاکہ حال مشبہ کا خوب واضح ہو جائے مثال اوسکی شعر سودا کا ہے
آسمان کی مذمت مین شعر رکھتا ہے پر غرور کو جون نیزہ سر بلند ٭ جون جادہ خاکسار
کو دیوے زمین پہ ڈال ٭ پر غرور کی سر بلندی رکھنے کا حال اور خاکسار کے زمین پر
ڈالنے کا حال نیزہ اور جادہ کی تشبیہ سے واضح ہو گیا تیسرے یہ کہ مشبہ کے حال
مقدار کا بیان کرنا مقصود کی تشبیہ سے واضح ہو گیا تیسرے یہ کہ مشبہ کے حال کے مقدار کا

بیان کرنا مقصود ہو کمی اور زیادتی اور قوت اور ضعف مین مثلاً کالے کپڑے کو زاغ کے
پر سے تشبیہ دیوین سیاہی کی شدت مین یا سفید کپڑے کو برف سے اور دہن معشوق
کو ذرہ سے کمی مین اور زلف کو عمر خضر سے درازی کی زیادتی مین اور چوتھے یہ کہ
تشبیہ دینے سے غرض یہ ہو کہ مشبہ کا حال سننے والے کی دلنشین کر دے مثلاً سعی
بیفائدہ کو پانی پر کھینچی ہوئی لکیر سے تشبیہ دیوین چونکہ بیفائدہ ہونا اور جلد مٹنا اس
لکیر کا ظاہر ہے ہر گاہ سعی کو اس سے تشبیہ دین اوسکا بیفائدہ ہونا ذہن مین خوب
متمکن ہو جائے گا اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کا نفس بہ نسبت عقلی کے حسی کی طرف
بہت مائل ہوتا ہے اور اسی قبیل سے ہے کسی شخص کے اقرار واثق کے حق مین
کہنا کہ یہ بات پتھر کی لکیر ہے اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر نہین ہون طالب
رزق آسمان سے کہ مجھے یقین ہے کاسۂ واژون مین کچھ نہین ہوتا ۞ آسمان کا
نعمت سے خالی ہونا کاسۂ واژون کی تشبیہ دلنشین ہو گیا پانچوین یہ کہ مشبہ کی
زینت منظور ہو سننے والے کی نظر مین یا برائی اور زشتی اوسکی اول جیسے دانتون
کی تشبیہ موتی سے اور لب کی یاقوت سے اور دوسری جیسے بدصورت کی تشبیہ
دیو سے چھٹے یہ کہ مشبہ کا نادر اور طرفہ ہونا ثابت ہو وے یا مشبہ کی ایسی صورت
بیان کیجائے جو موافق عادت کے محال ہو مثلاً کوئلے بعضے افروختہ اور بعضے غیر افروختہ
ہون اونکو مشک کے دریا سے تشبیہ دین کہ اوسکو موج سونے کی ہو ایسا دریا از روے
عادت کے محال ہے شعر سودا کا شعر چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل مشکفام دو ۞ حسن
بتان کے دور مین ہے سحر ایک شام دو ۞ دو شام مین ایک سحر کا ہونا طرفہ اور نادر ہے
اور یہ بیشتر تشبیہ خیالی اور وہمی مین پایا جاتا ہے چنانچہ اہل فہم پر ظاہر ہے۔

معلوم کیا چاہیے کہ مشبہ کا نادر اور طرفہ ہونا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ مشبہ بہ
جسکے واسطے سے مشبہ نادر اور طرفہ ہو جاتا ہے فی نفسہ نادر اور طرفہ ہو جیسے مشک کا
دریا کہ اوسمین سونے کی موج ہو چنانچہ پہلے بیان ہوا اور دوسرا یہ کہ فی نفسہ نادر اور
طرفہ نہین بلکہ جسوقت مشبہ حاضر ہوا وسوقت اوسکی ندرت اور طرفگی متحقق ہوا ور
ظاہر ہے کہ جب مشبہ بہ نادر اور طرفہ ہو خواہ اسطرح سے ہو خواہ اسطرح سے مشبہ بھی
طرفگی اور ندرت پیدا کریگا مثال دونون قسم کی یہ دو شعر میرزا رفیع السودا کے ہین
شعر فندق پا لگی کینے کہ نہ دیکھا ہوگا ٭ سرو کی بیخ سے پھولا گل اور رنگ ابتک ٭ زلف
یون بکھری ہوئی چہرہ پہ مانگے تھی دل ٭ جسطرح ایک کھلونے پہ ہین دو بالک ٭
سرو کی بیخ سے گل اور رنگ کا کھانا فی نفسہ نادر اور طرفہ ہے اور دو لڑکون کا ایک
کھلونے پہ ہٹ کرنا فی نفسہ کچھ نادر نہین لیکن جب زلفون سے دل مانگنے کا اور دو
لڑکون سے ایک کھلونے پہ ہٹ کرنے کا تصور ہوا دو صورتین تباعدہ کو متصل
ہونے سے ایک ندرت حاصل ہو گئی جاننا چاہیے کہ جب غرض تشبیہ کی یہ ہو کہ
مشبہ ممکن ہونا یا اوسکا حال بیان کیا جاوے تو چاہیے کہ مشبہ وجہ شبہ کے ساتھ
بہت مشہور ہو تا کہ مشبہ کے ممکن ہونے پہ دلیل ہو یا اوسکے حال پر اوسی سے
آگاہی ہو اور جب غرض یہ ہووے کہ اوسکے حال کی مقدار بیان ہو تو چاہیے کہ مقدار
مشبہ کی حال کی مشبہ بہ کے حال سے برابر ہو نہ کم نہ زیادہ تا کہ مشبہ حال کی مقدار
جیسی ہے ویسی ہی معین کیجاوے اور جس جگہہ مشبہ کے حال کو خاطر نشین سننے والے
کی کرنا منظور ہو وہان چاہیے کہ وجہ شبہ اکمل اور اشہر ہووے کسواسطے کہ طبیعت کامل
اور مشہور کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اور جس جگہہ تشبیہ سے زینت اشتی یا ناد

اور طرفہ ہو مشبہ کا مقصود ہو وہان نہ اکمل ہونا وجہ شبہ کا لازم ہو نہ سب مشہور ہونا کسواسطے
کہ مثلاً ہندی کے چہرہ کو کہ بہت سیاہ ہوا ہو کی آنکھہ سی تشبیہ بنا زینت کرو اسطے
صحیح ہے باوجودیکہ نہ سیاہی ہرن کی آنکھہ مین کامل ہے اور نہ ہندی کے چہرے کی
سیاہی کی بہ نسبت مشہور زیادہ ہو اور ایسی ہی تشبیہ بنا اسطرح کے چہرہ کو کہ داغ
چیچک اوسپر بہت ہون ایسے سرگین سے کہ اوسمین جابجا کسی جانور کے ٹھونگا مارنی
کے سبب سی سوراخ پڑگئے ہون جو ہیئت کہان دونون مین مشترک ہو نہ وہ سرگین
مین اکمل ہے اور نہ سرگین اس ہیئت کے ساتھ بہ نسبت چیچک والے چہرہ کے مشہور ہی
زیادہ ہے اور جسقدر مشبہ بہ مخفی تر اور نادر تر ہو وے اوسیقدر مشبہ کی ندرت اور طرفہ
ہونے کی غرض زیادہ حاصل ہوگی اور حدائق البلاغت کے مصنف سی تعجب ہو کہ
انھین تین چیزون مین وجہ شبہ کے اکمل اور مشہور ہونے کو واجب لکھا ہو واللہ اعلم
بالصواب بہرکیف یہ بیان اون قسمون کا تھا کہ جنمین غرض تشبیہ کی مشبہ کی طرف
راجع ہوتی ہے صنف دوسری یعنی تشبیہ کی غرض کا مشبہ بہ کی طرف راجع ہونا یہ
دو طرح پر ہے اول یہ ہو کہ جس چیز مین وجہ شبہ ناقص ہوا وسیکو مشبہ بہ کہین او ر
اوس سے اس امر کا ادعا مقصود ہو کہ وہ ناقص کامل ہو جیسے اس شعر مین سودا
کے شعر آئینہ خانہ اوسمین ہوا ایسا کہ ایک بیت پہ موزون نہ اس صفا سی گلستان
ہو کبھو گلستان اس شعر مین یعنی مشہور کے ہی حاصل یہ ہو کہ صفائی آئینہ خانہ مین
بہ نسبت بیت شعر کے اکمل ہے اور بنا بر ادعا کے بیت کی صفائی کو کامل قرار دیا ہے
اس جگہہ ادعا اس بات کا ہو کہ بیت کی صفائی اس مرتبہ مین ہے کہ آئینہ خانہ کو
اوس سی تشبیہ دی سکتے ہین اور اسیطرح سے ماہ اور آفتاب اور گل کے رخسار او ر

سنبل کی زلف اور نرگس کی چشم سے مثلاً تشبیہ دینی اور دوسری یہ کہ جسکی طرف زیادہ
اہتمام ہو اوسی مشبہ کرین اور غرض تشبیہ کی بیان اوس اہتمام کا بیان کرنا ہے مثلاً
ہلال عید کو روٹی کے ٹکڑے سے تشبیہ دین اسکو اظہار المطلوب کہتے ہین جیسے میرزا رفیع السودا
کے ان شعرون مین کہ آسمان کی مذمت مین کہتے ہین شعر ہاتھ سے خست کے اسکے
جگ مین ہے پیش خاص و عام ❊ حال روشندل کرے یون مطلع ثانی بیان ❊ ماہ کی خاطر
منتظر رہ وقت شب ہے ایک نان ❊ پر جو یہ چاہے سدا ساری دہ ہووے سو کہان ❊
ایک نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر ❊ مثل ماہ نو بڑے پھرتے ہین عالی ہمتان
پر تشبیہ دینا ہے کہ تشبیہ اس جا ہی مین متحقق ہوتی ہے کہ مشبہ باعتبار وجہ شبہ کے
مشبہ سے کامل تر ہو خواہ از روے ادعا کے اور جہان وجہ شبہ مین مشبہ اور مشبہ بہ دونون
کا ہونا مراد ہو اور یہ مقصود نہو کہ ایک زاید ہے اور دوسرا ناقص عام ہے
اس سے زیادتی اور کمی پائی جاوے یا نہ پائی جاے بہتر یہ ہے کہ وہان تشبیہ کو
ترک کرین کیونکہ تشبیہ مین ایک کی زیادتی اور ایک کے نقصان کا قصد ہوتا ہے
اور جہان دونون کے مساوات کا قصد ہو اوسکو تشابہ کہتے ہین یعنے یہ اوسکے
مشابہ ہے اور وہ اسکے کیونکہ تشابہ تفاعل کے وزن پر ہے اور یہ اشتراک کے
واسطے موضوع ہے مثال اسکی چنانچہ سودا کہتا ہے شعر جسکے تو پاس نہووے
تو اوسے عالم مین ❊ مجلس و شادی و تنہائی و غم چارون ایک ❊ کر دیا ایک مین
کرشمہ نے ترے آنکھون کے ❊ مسجد و میکدہ و دیر و حرم چارون ایک ❊ اس
جا سے مین تشبیہ مجلس کی تنہائی سے اور شادی کے غم سے منظور نہین اور
اسیطرح دوسرے شعر مین بلکہ دونون چیزون مین مساوات مقصود ہے اسکے

ان دونون شعرون مین زیادہ تر واضح ہے شعر تیرے رو عرق آلودہ اور کانون کے
موتی کا ؛ بیان کیا کیجیے ہر لطف دونون مین برابر کا ؛ گہر سے تیرے کانون مین
ویا قطرہ عرق کا ہے لا ہے یہ قطرہ عرق کا یا کہ ہے دانہ یہ گوہر کا ؛

## فرع پانچوین تشبیہ کی قسمون کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ تشبیہ از بسکہ باعتبار مشبہ اور مشبہ بہ او ر وجہ او ر غرض کے یہ نوع پر ہے اسواسطے انواع تشبیہ کی چند شعبون مین بیان کیجاتی ہے شعبہ پہلا تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار مشبہ اور مشبہ بہ کے اور وہ کئی قسم ہے ایک یہ کہ مشبہ او ر مشبہ بہ دونون مفرد ہون اور اون دونون مین کوئی قید نہ لگی ہو جیسے تشبیہ خسار کی گل سے اور شجاع کی شیر سے اور علم کی نور سے دوسری یہ کہ وہ دونون مفرد ہون اور کچھ قید اون دونون کو ساتھ بھی ہو جیسے سعی بیفائدہ کی تشبیہ نقش روی آب سے مشبہ مین بیفائدہ کی اور مشبہ بہ مین روی آب کی قید ہے تیسری یہ کہ ایک اون دونون مین سے مفرد غیر مقید ہو اور ایک مفرد مقید خواہ اول مقید اور دوسرا غیر مقید اور خواہ دوسرا مقید اور اول غیر مقید مثلاً تشبیہ شرار جستہ کی شمشیر سے چوتھے یہ کہ دونون مرکب ہون اسکی مثال وجہ شبہ مرکب کی بحث مین ہو چکی اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر ہے گل رنگ حنا پہ یون عرق دیتا ہے بہار ؎ لالہ زار او پہ ہو شبنم جسطرح گوہر فشان ؎ یہ شعر [illegible] کی تعریف مین واقع ہوا ہے یعنے رنگ حنا کے جو گل اوسکے بدن پر ہین اونپر عرق اسطرح سے زیبا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لالہ زار پہ شبنم رنگ حنا کے گل مع قطرات عرق کی تشبیہ مین اور لالہ زار مع شبنم کے مشبہ بہ پانچوین یہ کہ ایک مفرد ہو اور دوسرا مرکب

مثلاً صراحی کی تشبیہ ایسے کباب سے ہی کہ خون اوسکی منقار سے لگا ہوا اور اوسکے
لب سے نالہ کبوتر نکلتا ہوا ور جیسے اس شعر مین شعر نکر ساقی مجھے مائل کہ مینا میری
نظرون مین ؛ لگی ہے مثل خاکستر کہ اوسمین آگ پنہان ہے ؛ چھٹی یہ کہ دونون
متعدد ہون اور یہ قسم ہے اول یہ کہ کئی مشبہ ایکجا مذکور کرین اور بعد اوسکے کئی
مشبہ بہ چنانچہ میان نصیر مرحوم اللہ کے شعر مین ہے شعر نہا کے افشان جنون جبین پر
نچوڑ و زلفون کو بعد اوسکے ؛ دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ
باران ؛ ہے ہی کوٹھے پہ یوسف اپنے مین زیر دیوار رو رہا ہون ؛ عزیزو دیکھو مری
نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران ؛ اور اس شعر مین سودا کے شعر خورد و
بزرگ دہر مین نسبت جام و شیشہ جان ؛ بادہ انھون مین ایک ہی گو کہ ہوئے
بنام دو ؛ اس قسم کو ملفوف کہتے ہین کسواسطے کہ لف معنی پیچیدہ کرنے کے ہے
اور اسمین کئی مشبہ اور کئی مشبہ بہ باہم پیچیدہ ہوگئے ہین دوسری یہ ہی کہ ایک مشبہ
مشبہ بہ باہم ذکر کرین اور بعد اوسکے ایک اور مشبہ مشبہ بہ مذکور کرین علی ہذا القیاس
شعر زلف سنبل رخ ہے گل اور چشم بادام سیاہ ؛ قد ہے سرو بوستان و لب ہی
یاقوت مین ؛ ساتوین یہ کہ ایک واحد ہو اور دوسرا متعدد یہ دو قسم ہے پہلی قسم
یہ کہ مشبہ واحد ہو اور مشبہ بہ متعدد چنانچہ سودا کے شعر مین شعر سمور و قاقم و سنجاب
سے سرا مین منعم کے ؛ رکھین ہین آسرا سکین ؛ پنج و لنگ آتش کا ؛ آتش کی اون
چند چیزون سے تشبیہ منظور ہے کسواسطے کہ اس شعر کے معنی یہ ہین کہ اگر منعم کے
پاس وہ اشیاء نفیس اور گرم موجود ہین غریب کو آگ ہی مثل اون چیزون کے
دوسرا شعر اس چشم خونچکان کا احوال کیا کہون مین ؛ گر زخم ہے تو یہ ہے

تا سو ہی تو یہ ہو پس اس قسم کو تشبیہ جمع کہتے ہیں دوسری قسم یہ کہ مشبہ متعدد ہو اور مشبہ بہ
واحد ہو اسکی مثال یہ شعر سودا کا ہی شعر دل کو بچان خط و زلف جو رکھے ہے عارض نے
ایک یہ مرغ ناتوان جسکے لیے ہیں دام دو ہی مشبہ یعنی خط و زلف دو چیزیں ہیں
اور مشبہ بہ یعنی دام ایک چیز ہے اس قسم کو تشبیہ تسویہ کہتے ہیں دوسرا شعبہ تقسیم میں
تشبیہ کو باعتبار وجہ شبہ کے اور قسمیں تشبیہ کی اس اعتبار سے چھ ہوتی ہیں تمثیل
غیر تمثیل مجمل مفصل قریب بعید تشبیہ تمثیل وہ ہے کہ وجہ شبہ اوسمین کئی چیزوں سے
حاصل ہوئی ہو اسکی مثالیں وجہ شبہ مرکب میں بہت بیان ہوئی ہیں اور سکاکی نے
کہا ہے کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ کئی امور سے حاصل ہوتی ہو اور
وصف حقیقی نہو یعنی وہمی متوہم جیسے عالم بےعمل کی تشبیہ میں ایسے گدھے سے
کہ اوسپر کتابیں لادی ہوں وجہ شبہ ہی فائدہ مند نہونا بڑے نفع کی چیز سے
باوجود متحمل ہونے مصائب کے اور کھینچنے تعب کے پس اگر ایک وصف ہو مرکب کئی چیزوں سے
ہوا و حقیقی نہیں ہے بلکہ توہم کیا گیا ہے اس صورت میں یہ تفسیر خاص ہوئی
اور پہلے عام اور شیخ عبد القاہر جرجانی نے کتاب اسرار البلاغت میں لکھا ہے
کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمین وجہ شبہ مرکب ہو جسوقت وجہ شبہ عقلی نہوگی اوسکو
جو کہیں گے وہ تشبیہ کو متضمن ہے اور اوسکو تمثیل اور ضرب المثل نہ کہینگے
اور جب عقلی ہوگی اوسوقت اوسپر اطلاق کرنا تمثیل کا درست ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب تشبیہ میں وجہ شبہ مرکب حسی ہو اوسکو تمثیل کہنا بیجا ہے
تمثیل وہی ہے کہ جسمین وجہ شبہ عقلی ہو پس اس شعر میں شعر دلا پردرد دکھاوے
اتنک اومین رشک مسیحا کی بات مجھے یا کوٹ ڈھو سرا کہ دل میں سنگ موسیٰ کی ؛

بقول شیخ کے تمثیل نہین ہی کسواسطے کہ اس شعر مین یا ہین ایک سیاہ کو سفید چیز
سے براق کا محاط ہونا وجہ شبہ ہے اور یہ امر مرکب حسی ہے اور از بسکہ یہ وصف حقیقی ہی
سکاکی کے نزدیک بھی تمثیل نہین اور ان اشعار مین سودا کے شعر مشبہ بہت اگر
ہون نہ زیر چرخ ضعیف ہلال عید ہو عالم کا کیونکہ روزہ کشا ٭ جو ناتوان نہ کرین
دستگیری دشمن ٭ تو خار و خس نکر شعلہ کو کبھو برپا ٭ فتادگی مین یہ عزت ہے
دیکھ اے سرکش ٭ کہ نیاے بدل گیا نقش پا کو راہ نما ٭ سب کی نزدیک تمثیل ہے
شیخ کو نزدیک باعتبار عقلی ہونے کے اور سکاکی کے نزدیک باعتبار غیر حقیقی ہونیکے اور جمہور کے
نزدیک اسواسطے کہ انکی تعریف مین یہ قیود معتبر نہین بلکہ عام ہی اس سی کہ حسی ہو یا عقلی حقیقی ہو
یا غیر حقیقی تشبیہ غیر تمثیل موافق جمہور کے یہ ہی کہ وجہ شبہ مرکب نہو اور سکاکی کے
نزدیک یہ کہ وہ مرکب نہو یا وصف حقیقی ہو اور شیخ کے نزدیک یہ کہ مرکب عقلی نہو
پس وہ عام ہے کہ واحد ہو یا متعدد یا مرکب حسی اور مثالین اسکی وجہ شبہ کی
بحث سی مثال پر واضح ہونگی تشبیہ مجمل وہ تشبیہ ہی کہ جسمین وجہ شبہ مذکور نہو
جیسے رخسار اوسکا گل ہے یا مثل گل کے ہی اور تشبیہ مجمل کئی قسم ہے ایک یہ کہ
وجہ شبہ اوسمین ابتدا سے نظر مین سب پر ظاہر ہوجاوے مثل جرأت اور رنگ کا
اس مثال مین کہ رخسار اوسکا گل ہے یا زید شیر ہے دوسرے یہ کہ وجہ شبہ پوشیدہ
ہو اور سوا خواص کے اوسکو کوئی معلوم نکر سکے مثلاً نالہ کی تشبیہ دیا دود سیاہ
سے یا شبنم کی برق سے اساتذہ فارس کے کلام سے نسبت سیاہی کی نالہ کی طرف
مفہوم ہوتی ہے چنانچہ شیخ العارفین علی حزین طاب ثراہ کے ایک شعر مین
نالہ مشکین ہی اور طالب آملی کے ایک شعر مین نالہ کے نیچے سیاہی مین غرق ہونا

دل کا اور ایک اور شعر مین تشبیہ نالہ کی شب دیز سے وارد ہی جو شخص دیکھا چاہے
بہار عجم مین نالہ کے لفظ کے معنی مین دیکھہ لے اور تبسم معشوق کا ازبسکہ بسبب
شوخی کے واقع ہوتا ہے یا بسبب اسکے کہ تبسم مین دندان کی سفیدی اور چمک
ظاہر ہو جاتی ہے اسواسطے اوسکو برق کے ساتھہ تشبیہ دیتے ہین اور یہ امور بجز
خواص اور کوئی دریافت نہین کر سکتا تیسرے یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ مین سے کسی کا
وصف مذکور ہو اور وصف سے مراد وہ چیز ہے کہ وجہ شبہ پر اوس سے اشارہ ہو
جیسے زید شیر ہے یا زید فاضل شیر ہے پس فاضل ایسا وصف نہین ہے کہ
اوس سے جرأت پر اشارہ ہو چوتھے یہ کہ وصف مشبہ کا فقط مذکور کرین جیسے
روی روشن مثل آفتاب کے ہے یا موی سیاہ مانند شب کے ہے روشن اور سیاہ
دال ہے فروغ اور ظلمت پر کہ وجہ شبہ ہی پانچوین یہ کہ وصف مشبہ بہ کا فقط ذکر
کرین جیسے چہرہ اوسکا مثل گل شگفتہ کے ہے چھٹے یہ کہ وصف دونون کا مذکور
کرین جیسے روی منبسط اوسکا مانند گل شگفتہ کے ہے تشبیہ مفصل وہ تشبیہ ہے کہ وجہ شبہ
یا وہ چیز کہ وجہ شبہ اوسکو لازم ہو اوسمین مذکور کرین مثال اول کی رخسارہ اوسکا
شگفتگی مین گل کے مانند ہے اور زلف اوسکی سیاہی اور پیچیدگی مین مثل
سنبل کے مثال دوسری کی کلام فصیح شیرین مین مانند شہد کے ہے وجہ شبہ
اسمین رغبت ہے اور یہ شیرینی کو لازم ہے تشبیہ قریب مبتذل کہ وہ عام مین
بہت مستعمل ہوئی ہو اور وہ یہ ہے کہ مشبہ سے مشبہ بہ کی طرف خیال جلد جاوے
تشبیہ وجہ شبہ کے اظہر ہونے کی اور تشبیہ مبتذل کئی سبب سے ہوتی ہے ایک یہ
کہ وجہ شبہ واحد ہو جیسے سیاہی زنگی کی تشبیہ مین کوئلے سے یا سفیدی شہد کی

تشبیہ میں پائی جائے دوسرا یہ کہ مشبہ مشبہ بہ سے نسبت قریب رکھتا ہو جیسے بیر سیب سے تیسرا یہ کہ
مشبہ بہ اکثر ذہن میں گذرتا ہو جیسے زلف کی تشبیہ شب سے اور تشبیہ روئے خوب
کی آفتاب سے حاصل کلام کا یہ ہے کہ تشبیہ قریب وہ ہے کہ اوس میں وجہ شبہ
تفصیل نہ رکھتی ہو اور اگر رکھتی ہو کم مثالیں اول کی گذریں اور مثال دوسرے کی
مثلاً تشبیہ آفتاب کی آئینہ سے گول اور روشن ہونے میں تشبیہ بعید غریب
وہ تشبیہ ہے کہ مشبہ سے مشبہ بہ کی طرف بعد فکر اور دقت کے ذہن منتقل ہو اور اسکا
بعید اور غریب ہونے کے بھی کئی ہیں ایک یہ کہ وجہ شبہ متعدد یا مرکب ہو چنانچہ
سابق معلوم ہوا دوسرا یہ کہ مشبہ بہ کو مشبہ کے ساتھ نسبت بعید ہو جیسے اسکو زاغ
کے ساتھ بجز سیاہی کے اور کچھ نسبت نہیں تیسرا یہ کہ مشبہ بہ ذہن میں ندرت کے
ساتھ حاضر ہو جیسے وہمی اور خیالی میں چنانچہ دانت غول کے اور نیزہ یاقوت کا
اور جاننا چاہیے کہ وجہ شبہ میں جسقدر ترکیب زیادہ ہوگی اوسیقدر تشبیہ میں بُعد
اور غرابت بھی زیادہ ہوگی اور تشبیہ بلیغ وہی ہے کہ بعید اور غریب ہو اور قریب
مبتذل میں چندان لطف نہو اور کبھی تشبیہ مبتذل اندک تصرف کرنے سے
غریب ہو جاتی ہے جیسے زلف کو سیاہ و دوش پر افتادہ ہونے کے شب دراز سے
کہیں اور اگر تشبیہ مبتذل میں تصرف بطریق شرط کے ہو اوسکو تشبیہ مشروط
کہتے ہیں مثلاً یوں کہیں کہ تجکو سرو کہہ سکتے ہیں اگر سرو میں ماہ کا ثمر لگتا ہو یا
تجکو ماہ کہہ سکتے ہیں اگر ماہ میں سرو کا قد ہو تیسرا اقسام تشبیہ کی تقسیم میں باعتبار
غرض کے یہ دو قسم ہیں ایک مقبول دوسرا مردود تشبیہ مقبول یہ ہے کہ غرض
اوس سے اچھی طرح ادا ہو اور مردود وہ کہ ان امروں میں ناقص ہو چکا

تشبیہ کی تقسیم مین باعتبار ادات کے اور حرف تشبیہ کے جس تشبیہ مین حرف تشبیہ
کے مذکور نہون اوسکو موکد کہتے ہین اور جسمین مذکور ہون اوسکو مرسل اور موکد
دو طرح ہے ایک یہ کہ فقط حرف تشبیہ کے محذوف ہون جیسے رخسار گل سے ہے
اور دوسری یہ کہ حرف تشبیہ کو محذوف کر کے مشبہ بہ کی طرف اضافت کرین جیسے
گل رخسار اور تشبیہ مرسل جیسے رخسار اوسکا مانند گل کے ہے جب یہ بیان مفصل معلوم
ہوچکا اب سنا چاہیے کہ تشبیہ آٹھ قسم سے خالی نہین ہوتی اول یہ کہ مشبہ و مشبہ بہ
مذکور کرین اور وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کو محذوف مثلاً زید شیر ہے دوسرے یہ
کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف کرین مثلاً کوئی پوچھے زید کون ہے جواب
دیوین کہ شیر ہے تیسرے یہ کہ فقط حرف تشبیہ کو حذف کرین مثلاً زید شیر ہے
شجاعت مین چوتھے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف کرین مثلاً کوئی
پوچھے زید کون ہے جواب دیا جاوے کہ شیر ہے جرأت مین پانچوین یہ کہ وجہ
شبہ کو حذف کرین مثلاً زید مانند شیر کے ہے چھٹے یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو بھی حذف
کرین مثلاً زید مانند شیر کے ہے ساتوین یہ کہ چارون کو مذکور کرین جیسے زید
مانند شیر کے ہے جرأت مین آٹھوین یہ کہ پوچھنے کے وقت مشبہ کو حذف کرین
جیسے پوچھنے کے وقت جواب دین کہ مانند شیر کے ہے جرأت مین اور ان آٹھ
قسمون مین سے قسم پہلی یعنی ذکر مشبہ بہ کا فقط اور قسم دوسری یعنی
حذف کرنا مشبہ کا بھی پوچھنے کے وقت اقوی ہے اور دو قسم پچھلی یعنی چارون کا
ذکر کرنا اور وقت پوچھنے کے مشبہ کا حذف کرنا اضعف ہے اور بیچ کی قسمین
بین بین ہین قوی اور ضعف مین وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کے حذف کرنے ہین

قوت کی وجہ یہ ہے کہ جسوقت حرفون کو حذف کیا اور کہا کہ زید شیر ہے کرنے مین قوت کو وجہ شبہ جرأت مین گویا زید کو بعینہ شیر فرض کر لیا اور جسوقت وجہ شبہ کو حذف کیا اور کہا زید شیر ہے عمومیت حاصل ہوگئی پس جس تشبیہ مین ان دونوں کو ترک کرینگے وہ بہت قوی ہوگی اور جسمین ان دونون مین سے کوئی مذکور ہوگا وہ بہ نسبت پہلے کے ضعیف ہوگی اور جسمین دونون مذکور ہونگے وہ سب سے زیادہ ضعیف ہوگی یہ جو کچھ تحریر ہوا پورا بیان ہے تشبیہ کے باب مین کہ حق جل وعلی کے تفضل سے انصرام کو پہونچا اور شجرہ پہلا تمام ہوا

## شجرہ دوسرا استعارہ کے بیان مین

ازبسکہ استعارہ مجاز کی اقسام مین سے ایک قسم ہے اسواسطے لازم آیا کہ مجاز اور حقیقت کی تعریف اول بیان کیجائے ہرچند علم بیان مین مقصد اصلی بحث مجاز کی ہے اسواسطے کہ معنی واحد کا مختلف طریقون مین ادا کرنا مجاز مین ممکن ہے نہ حقیقت مین لیکن عادت علما کی یون جاری ہوئی کہ حقیقت سے بحث کرتے ہین اور حقیقت کو پہلے بیان کرتے ہین اسواسطے کہ حقیقت مین لفظ کو استعمال کرتے ہین بمعنی موضوع لہ کے اور مجاز مین لفظ استعمال کرتے ہین اوس معنی مین کہ موضوع نہین ہے پس حقیقت اصل ہے اور مجاز فرع اور اصل فرع پر مقدم ہوتی ہے حقیقت وہ کلمہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وضع کیا گیا ہو اوسی معنی مین اوسکو استعمال کرین اور وہ وضع کرنا اوس اصطلاح مین ہو کہ جس اصطلاح مین کلام کرتے ہین نہ اور اصطلاح مین اور وہ اصطلاح کہ اوسمین کلام کرتے ہین مثلاً اصطلاح لغت کی یا شرع کی حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر اصطلاح لغت مین مثلاً کلام

کرتے ہین پس جو لفظ اوسی اصطلاح مین کسی معنی کے واسطے بنایا گیا ہو اور اوس معنی مین استعمال کرین وہ حقیقت ہے چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے اب سنا چاہیے کہ اس تعریف مین سے استعمال کی قید سے وہ لفظ نکل گیا کہ ابھی اوس استعمال مین مستعمل نہین ہوا اسواسطے کہ جو لفظ ابھی اوس اصطلاح مین مستعمل نہین ہوا اوسکو نہ حقیقت کہتے ہین نہ مجاز اور وضع کی قید سے دو چیزون سے احتراز ہوا اول اوس چیز سے کہ بھول سے غیر موضوع لہ کے واسطے استعمال کی گئی ہو جیسے سامنے رکھی ہوئی کتاب کو کوئی شخص گھوڑا کہے پس گھوڑا اس محل مین معنی موضوع لہ کے غیر کیواسطے مستعمل ہوا وہ جیسے مجاز نہین ایسے حقیقت بھی نہین اور دوسرے اوس مجاز سے کہ موضوع لہ مین استعمال نہین کیا گیا نہ اوس اصطلاح مین کہ جسمین کلام کرتے ہین اور نہ دوسری اصطلاح مین مثلاً استعارہ اسد کا واسطے رجل شجاع کے اسد واسطے رجل کے کسی اصطلاح مین موضوع نہین ہے اور اگر کہین کہ اسد علم بیان مین رجل شجاع کے واسطے موضوع ہے باعتبار تاویل کے گو وضع باعتبار تحقیق کے نہین ہم کہتے ہین کہ لفظ وضع کا جب مطلق ہوتا ہے اوس سے وضع تحقیقی سمجھی جاتی ہے نہ وضع تاویلی اور اس قید سے کہ جس اصطلاح مین کلام کرتے ہون احتراز ہوا اوس مجاز سے کہ دوسری اصطلاح مین معنی موضوع لہ مین مستعمل ہوا ہو جیسے صلواۃ کہ شرع کے استعمال مین دعا کے معنی مین استعمال کرین لفظ اس معنی مین شرع کی اصطلاح مین حقیقت نہین ہے بلکہ مجاز ہے کسواسطے کہ شرع مین معنی نماز کے وضع کیا گیا ہے اور لغت مین دعا کے معنی مین موضوع ہے اور مجاز وہ کلمہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وضع کیا گیا ہے

اوس معنی مین استعمال نکرین اور کوئی قرینہ ایسا قائم ہو کہ جس سے یہ معلوم ہووے
کہ وہ کلمہ معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے اور ازبسکہ حقیقت مین
وضع کا ہونا مجاز مین نہونا معتبر ہے وضع کے معنی کا جاننا بھی ضرور ہے پوشیدہ
نرہے کہ وضع لفظ کی معین کرنا ہے لفظ کا کسی معنی پر دلالت کرنے کے واسطے
بذاتہ یعنی کسی قرینہ کے واسطہ سے اوس معنی پر دلالت نکرے بلکہ خود بذاتہ دلالت
کرے بذاتہ کی قید سے وضع کی تعریف سے مجاز خارج ہو گیا اسواسطے کہ مجاز معنی مراد
پر بواسطہ قرینہ کے دلالت کرتا ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ حقیقت بمعنی ثابت ہونے
کے ہے اور اوس کلمہ کو کہ اپنے معنی موضوع لہ مین مستعمل ہو حقیقت اسواسطے کہتے ہین
کہ وہ اپنے مکان اصلی مین ثابت ہے اور مکان اصلی کلمہ کا وہ معنی ہے کہ جسکے واسطے
وہ لفظ بنایا گیا ہے اور مجاز مصدر میمی ہے بمعنی اسم فاعل کے یعنی گذرنے والا اور
اوس کلمہ کو کہ اپنے معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے مجاز اسواسطے
کہتے ہین کہ اوسنے اپنے مکان کو چھوڑ دیا ہے جاننا چاہیے کہ حقیقت اور مجاز
دونون چار قسم ہین قسمین حقیقت کی حقیقت لغوی حقیقت شرعی حقیقت
عرفی خاص حقیقت عرفی عام یعنی کوئی لفظ اگر لغت مین کسی معنی کے واسطے
وضع کیا گیا ہے اوسکو حقیقت لغوی کہتے ہین اور اگر شرع مین وضع کیا گیا ہے
اوسکو حقیقت شرعی کہتے ہین اور اگر کسی خاص فرقہ کی اصطلاح مین وضع کیا گیا
جیسے نحوی یا صرفی یا منطقی یا سوا اسکے اوسکو حقیقت عرفی خاص کہتے ہین اور اگر
کسی خاص فرقہ کی اصطلاح مین وضع نہین کیا گیا بلکہ عام اوس لفظ سے
وہ معنی سمجھے ہین اوسکو حقیقت عرفی عام کہتے ہین اور اسیطرح سے قسمین مجاز کی

یعنی کلمہ اگر لغت کی اصطلاح مین اوسکی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہو وہ مجاز
لغوی ہے اور اگر شرع کی اصطلاح مین تھا ایک معنی کے واسطے اور استعمال کیا گیا
کسی اور معنی مین وہ مجاز شرعی ہے اور اگر اصطلاح خاص مین کسی معنی کے واسطے
موضوع تھا اور اوسکے غیر مین وہ مجاز ہوا وہ مجاز عرفی خاص ہے اور اگر عام کی
اصطلاح مین موضوع تھا کسی اور معنی کے واسطے مستعمل ہوا اور معنی مین وہ مجاز
عرفی عام ہے اوسکی مثال یہ ہو کہ شیر لغت مین جانور درندہ مشہور کیواسطے بنایا گیا
اس معنی مین استعمال کرنے کو حقیقت لغوی کہتے ہین اور معنی مرد بہادر کو استعمال
کرنے کو مجاز لغوی اور لفظ صلوٰۃ کا شرع کی اصطلاح مین نماز کیواسطے موضوع ہو
اور لغت مین بمعنی دعا کی شرع کی اصطلاح مین بمعنی نماز کے استعمال کرنا حقیقت
شرعی ہے اور اوسی اصطلاح مین بمعنی دعا کے مجاز شرعی ہے اور لفظ فعل کا
علم نحو مین موضوع ہے لفظ خاص کے واسطے یعنی ماضی اور مضارع اور امر اور
نہی اور لغت مین بمعنی کرنے کے ہو پس نحو کی اصطلاح مین لفظ خاص کے معنی مین
حقیقت عرفی خاص ہے اور کرنے کے معنی مین مجاز عرفی خاص اور لفظ دابہ کا
عام کے نزدیک بمعنی چارپایہ کے ہے پس اس معنی مین حقیقت عرفی عام ہے اور
بمعنی انسان کے مجاز عرفی عام جب یہ معلوم ہو گیا پس سننا چاہیے کہ لفظ کو معنی
مجاز مین استعمال کرنیکے واسطے کسیطرح کا علاقہ ضرور ہے کیونکہ اگر معنی حقیقی اور
معنی مجازی مین کوئی علاقہ نہو پس اوس معنی مین استعمال کرنا اوس لفظ کا غلط
ہوگا مثلاً کتاب کی طرف اشارہ کرکے کہا جاوے کہ لے تو اس گھوڑے کو یہ استعمال
غلط ہے کیونکہ کتاب اور گھوڑے مین کچھ علاقہ نہین ہے اور [illegible] حقیقت [illegible]

اگر علاقہ سوای مشابہت کی کوئی اور چیز ہے اوسکو مجاز مرسل کہتے ہین جیسے لفظ ہاتھ
کا ہندی مین اور دست کا فارسی مین بمعنی قدرت کی ہاتھ اور قدرت مین علاقہ سبب
کا ہے یعنی ہاتھ قدرت کا سبب ہی اسیواسطے ہاتھ کے لفظ کو قدرت کی معنی مین
مستعمل کرلیا ہے اور پتّا ہندی مین نام خلط صفرا کا ہے اور مستعمل ہے عام مین
بمعنی غیرت کی اسواسطے کہ مزاج صفراوی مین حدت اور تیزی بہت ہوتی ہے
اور غیرت طبیعت کی حدت سی حاصل ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس اور اگر علاقہ
مشابہت کا ہے اوسکو استعارہ کہتے ہین پس اگر مشبہ بہ کو مذکور کرین اور مشبہ کو
ترک اوسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین مثلاً ماہ یا آفتاب کہین اور اوس سے رخسارہ
یا معشوق مراد ہو یا نرگس اور بادام اور صاد کہین اور چشم مراد ہو علی ہذا القیاس
چنانچہ اس شعر مین شعر صنم بتا ذرا خدائی مین تجکو کیا نہ ہوا ۞ ہزار حیف کہ تو بت ہوا
خدا نہوا ۞ صنم بمعنی بت کی ہے اور یہان مراد مشبہ ہی یعنی معشوق اسکو استعارہ
بالتصریح کہتے ہین اسواسطے کہ مانگ لینا لفظ صنم کا مثلاً واسطے معشوق کی صریح ہی
اور اگر مشبہ بہ کو ترک کرین اور مشبہ کو مذکور اوسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین جیسے
اس شعر مین شعر جو سی جیب ہین ہم سرنگون سبب یہ ہی ۞ کہ دل کے زخم تو مژگان
سے ہین رفو کرتے ۞ ظاہر ہی کہ مژگان کو حقیقتہً صلاحیت رفو کرنے کی نہین ہے پس یہ
معلوم ہوا کہ اوسکو سوزن سے تشبیہ دی ہے لیکن مشبہ بہ یعنی سوزن کو ترک کیا ہی
اور مشبہ یعنی مژگان کو مذکور اور اسکو استعارہ بالکنایہ اسواسطے کہتے ہین کہ اوسکا
استعارہ ہونا صریح نہین معلوم ہوتا ہے اور تصریح نکرنے کا نام کنایہ ہے پس یہ
استعارہ بطریق کنایہ کے ہوا اور اس استعارہ کی مثالین اسکے موقع مین آوینگی

معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ہونے کا ادعا کرتے ہین یعنی
زید کو بعینہ شیر ہونے کا دعوی کرتے ہین مشبہ بہ خواہ مذکور ہو جیسے استعارہ بالتصریح
مین خواہ متروک ہو جیسے استعارہ بالکنایہ مین اور دونون صورتون مین مشبہ بہ کو
مستعار منہ کہتے ہین اور اوس لفظ کو کہ مشبہ بہ کے معنی پر دلالت کرے مستعار کہتے ہین
اور مشبہ کے معنی کو مستعار لہ کہتے ہین حاصل یہ ہے کہ شیر یعنی جانور درندہ معروف
مستعار منہ ہے یعنی مانگا ہوا اوس سے اور لفظ شیر کا مستعار یعنی مانگا ہوا ہے واسطے
کہ شیر اصل مین خاص ہے جانور معروف کے واسطے اور جب بمعنی شجاع کے کہا گویا
اس لفظ کو اوس سے مانگ لیا اور معنی زید کے یعنی شخص خاص مستعار لہ ہے یعنی
مانگا ہوا واسطے اوسکے اسواسطے کہ لفظ شیر کا زید کے واسطے مانگا گیا ہے اور زید کے
لفظ کا کچھ نام نہین پوشیدہ نرہے کہ علما کو اختلاف بڑا ہے اس امر مین کہ استعارہ
کونسا مجاز ہے آیا مجاز لغوی ہے یا عقلی اور مجاز عقلی سے یہ مراد ہے کہ ایک امر
عقلی مین تصرف کیا گیا ہو پس جمہور اس بات پر ہین کہ استعارہ مجاز لغوی ہے
یعنی وہ ایسا لفظ ہے کہ جس معنی کیواسطے بنایا گیا ہے اوس معنی کے غیر مین مستعمل
ہوا ہے مشابہت کے علاقہ سے اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً ہمنے کسی کو
شیر کہا بسبب شجاعت کے پس لفظ شیر کا جانور درندہ معروف کیواسطے وضع کیا گیا
ہے نہ مرد شجاع پر بھی اوسکا اطلاق درست ہوا اور شیر پر بھی بلکہ وہ لفظ شجاع کا ہے
کہ دونون پر صادق آتا ہے حاصل یہ ہے کہ شیر نہ بمعنی شجاع کے ہے اور نہ بمعنی لفظ
مرد شجاع کے بلکہ بمعنی جانور درندہ معروف کے ہے اگر وہ لفظ اون دونون مین
سے کسی کے واسطے موضوع ہوتا او نپر اطلاق اوسکا حقیقتہً ہوتا اور چونکہ وضع

اسکے واسطے جانور معروف کے ہے پس اطلاق اوسکا اوسپر باعتبار مجاز کے ہے اور یہ اطلاق
اوس شئے پر ہے کہ معنی لغوی کی غیر ہے پس مجاز لغوی ہوا اور بعضون نے یہ کہا ہے
کہ وہ مجاز عقلی ہے یعنی استعارہ امر عقلی مین تصرف کرنے کا نام ہے اسواسطے کہ جب
ہمنے کسیکو شیر کہا اوسکو بعینہ شیر ٹھہرالیا مانند شیر کے اس صورت مین گویا شیر کے
لفظ کا وہ شخص موضوع لہ ہوا پس یہ دعوی کرنا تعلق عقل سے رکھتا ہے نہ لغت سے
ماحصل یہ ہے کہ زید مثلاً واقع مین شیر نہ تھا اور اوسکو اپنے نزدیک شیر ٹھہرالیا ہے
اور جو چیز کہ واقع مین نہوا اوسکو واقعی ٹھہرالینے کو مجاز عقلی کہتے ہین پس یہ استعارہ مجاز
لغوی نہوا بلکہ مجاز عقلی ہوا اور اگر مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ نہ ٹھہراتے ہوں تو بعضے مقام
مین تعجب کرنا اور بعضی مقام مین تعجب کو منع کرنا صحیح نہو مثلاً اگر معشوق شب کو عاشق
کے گھر مین آوے تو عاشق از روی تعجب کے کہے کہ آفتاب کا شب مین طلوع کرنا باعث
تعجب کا ہے اگر معشوق کو بعینہ آفتاب نہ ٹھہرایا تو اس جاے مین تعجب کرنا نہ چاہیے تھا
کسواسطے کہ جلوہ گر ہونا ایسے آدمی کا کہ جو مشابہت آفتاب سے رکھتا ہو شب مین
عجب نہین ہے بلکہ طلوع آفتاب ہی کا عجیب ہے یا معشوق کو شب کو جلوہ گر ہونیکی
تاویل کرین کہ اوسکے جلوہ گر ہونے سے تعجب کرنا نچاہیے کہ آفتاب شب مین جلوہ گر
نہین ہوتا اور اس مذہب کو علما نے اسیطرح رد کیا ہے کہ مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ
ٹھہرانے سے یہ نہین لازم آتا کہ مشبہ موضوع لہ ہو جاوے کسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے
کہ لفظ آفتاب کا بنایا گیا ہے جرم روشن معروف کے واسطے اور شخص حسین کے معنی مین
استعمال کر لیا گیا ہے اور تعجب کرنا اور تعجب سے منع کرنا اسواسطے ہے کہ گویا مشابہت کو
قطعاً فراموش کیا ہے تاکہ مبالغہ کما حقہ ادا ہو جاوے اس سے ثابت ہوا کہ استعارہ

مجاز اللغوی ہے یعنی معنی موضوع لہ کے غیر مین استعمال کیا گیا ہے معلوم کیا چاہیے
کہ استعارہ مین دو امر ہوتے ہین ایک تو یہ کہ مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے ٹھہرا لیتے ہین بطریق
تاویل کے اور دوسرے یہ کہ ایک ایسا قرینہ قایم ہوتا ہے کہ اوس سے یہ معلوم ہو
کہ یہان جو شی متعارف ہو وہ مراد نہین بلکہ خلاف اوسکے مراد ہے یہ امر بہت توضیح
چاہتا ہے تاکہ حقیقت اوسکی بوجہ حسن ذہن نشین ہو جاوے معلوم کیا چاہیے کہ
مشبہ کو مشبہ بہ کی جنس سے قرار دینا اسطرح سے ہے کہ جو شخص شیر کی لفظ کو رجل شجاع
کے واسطے استعارہ کرتا ہے وہ شیر کی افراد کو بطریق تاویل کے دو قسم کرتا ہے ایک
قسم متعارف یعنی وہ کہ جسمین نہایت دلاوری ہے اس جسم اور ہیئت اور چنگل اور
دانت اور حملہ وغیرہ کے ساتھ اور دوسری قسم غیر متعارف کہ اوسمین نہایت جرأت اور
دلاوری ہے لیکن اوس بدن اور ہیئت وغیرہ کے ساتھ نہین ہے بلکہ بدن آدمیت
اور ہاتھ اور دندان وغیرہ مثل انسان کے ہین اور لفظ شیر کا موضوع ہے اوس
متعارف کے واسطے پس جب شیر کے لفظ کو استعمال کیا غیر متعارف کے واسطے کہ یہ
موضوع لہ نہین ہے تو یہ استعمال غیر موضوع لہ مین ہوا اور قرینہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ موضوع لہ یعنی متعارف مراد نہین ہے بلکہ غیر متعارف مراد ہے جب یہ معلوم ہوچکا
تو اب جاننا چاہیے کہ کذب مین یہ دونون امر نہین ہوتے یعنی مشبہ کو مشبہ بہ کی
جنس سے ٹھہرانا اور متعارف کی مراد نہونے پر قرینہ قایم کرنا اور یہی فرق ہے استعارہ
اور کذب مین بعد فرق معلوم ہونے کے سنا چاہیے کہ قرینہ استعارہ کا کبھی ایک چیز
ہوتی ہے اور کبھی کئی چیزین اول کی یہ مثال ہے شعر آفتاب روز مشتاقان ہو یار
جلوہ گر ہ شام تنہائی بسر ہوتی ہے کیونکر دیکھیے ؂ اور دوسری کی مثال یہ ہے شعر

بزم مین خورشید اپنا محو مدہوشی رہا ۞ شام سے تا صبح گرم شغل مے نوشی رہا ۞ پہلی
شعر مین روز مشتاقان اور دوسری مین بزم مدہوشی اور شام سے صبح تک گرم
مے نوشی رہنا قرینہ ہی اس امر کا کہ آفتاب اور خورشید سے معشوق مراد ہے
پوشیدہ نرہے کہ جیسے تشبیہ باعتبار چند چیزون کے کئی نوع ہو گئی تھی اسیطرح سے
استعارہ بھی چند چیزون کے اعتبار سے کئی قسم ہوتا ہے اول باعتبار مستعار اور مستعار لہ
کے دوسری باعتبار وجہ شبہ کے کہ اوسکو استعارہ کی بحث مین وجہ جامع کہتے ہین
تیسری باعتبار ان تینون کے چوتھی باعتبار اون چیزون کے کہ سواے ان تین
کے ہین اور ہم ان چارون قسمون کو چار ثمرہ مین بیان کرتے ہین

## ثمرہ پہلا

استعارہ کی تقسیم مین باعتبار دونون طرف یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ کا اور یہ دو قسم ہے
اول یہ کہ مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شی مین اکٹھی ہو سکتے ہون مثلاً لفظ زندگی کا کہین
اور مراد اوس سے ہدایت ہو اور آنکھون والا کہین اور مراد اوس سے صاحب علم ہو کیونکہ زندگی اور
ہدایت یا آنکھین اور علم ایک شخص مین اکٹھی ہو سکتے ہین یعنی جائز ہے کہ ایک شخص
زندہ ہو اور ہدایت بھی رکھتا ہو یا ایک شخص آنکھین اور علم دونون رکھتا ہو اس
استعارہ کو وفاقیہ کہتے ہین اسواسطے کہ وفاق معنی موافقت کرنے کے ہی اور اس
استعارہ مین بھی مستعار منہ اور مستعار لہ ایک شی مین اکٹھی ہو سکتے ہین گویا ان
دونون مین موافقت ہی دوسری قسم یہ ہی کہ اون دونون کا ایک شی مین اکٹھا ہونا
محال ہو مثلاً ایک شخص مرگیا ہو اور اوسکو بسبب نام نیک اور شہرت کو زندہ کہین
اسکو عنادیہ کہتے ہین اسواسطے کہ عناد معنی دشمنی کے ہی اور مستعار منہ اور مستعار لہ

یعنی موت اور زندگی اس استعارہ مین ایک شی مین جمع نہین ہوسکتی گویا آپس مین دشمنی رکھتے ہین اور عنادیہ کے قبیل سے ہو بخیل کو حاتم یا نامرد کو رستم کہنا اور مثلاً کہا جاوے کسی شہر کے حاکم کو نوشیروان اور مراد اوس سے یہ ہو کہ ظالم ہے اور یہ بطریق ظرافت اور استہزا کے ہوتا ہے اسکی تفصیل تشبیہ مین گذری

## ثمرہ دوسرا استعارہ کی تقسیم مین باعتبار وجہ جامع یعنی وجہ شبہ کو

جاننا چاہیے کہ استعارہ باعتبار وجہ جامع کے چار قسم ہے قسم اول یہ کہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہ کے مفہوم مین داخل ہو یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ کے معنی کا جزو ہو مثلاً دوڑنے کو استعارہ کرین اوڑنے کے ساتھ اور کہین کہ فلانا قاصد اوڑ گیا یعنی دوڑ کر گیا وجہ جامع آمین قطع مسافت ہو اور یہ دوڑنا اور اوڑنے دونون کے مفہوم مین داخل ہے کیونکہ دوڑنا اور اوڑنا ایسی حرکت کو کہتے ہین کہ اوس سے بلد مسافت قطع ہو لیکن اسقدر ہے کہ مستعار منہ مین شدید ہے اور مستعار لہ مین نسبت اوسکے ضعیف قسم دوسری یہ ہے کہ جامع اونکے مفہوم سے خارج ہو مثلاً استعارہ شیر کا مرد شجاع کے واسطے پس شیر موضوع ہے واسطے حیوان مشہور کے اور شجاعت اوسکا وصف ہے اور اوسیطرح سے مرد موضوع ہے واسطے مذکر کے اور شجاعت اوسکا بھی وصف ہے پس یہ وصف دونون کے مفہوم سے خارج ہے اور اگر کوئی کہے کہ لفظ مرد کا عرف مین معنی رجل شجاع کو ہے اس سے معلوم ہوا کہ شجاعت اوسکے مفہوم مین داخل ہے اور تم کہتے ہو کہ شجاعت خارج ہم کہتے ہین کہ مرد اصل مین ترجمہ رجل کا ہے اور معنی رجل شجاع کے مجاز مستعمل ہے پس وہ وصف اوسکی مفہوم مین داخل نہوا اور اگر خارج کی جگہ پہ داخل نہونیکا لفظ کہا جاوے یعنی دوسری قسم

یہ کہ جامع اونکی مفہوم مین داخل نہو تو یہ زیادہ تر مناسب ہے کسواسطے کہ اگر جامع
ایک کی مفہوم مین داخل ہو اور دوسری کی مفہوم سے خارج ہو تو وہان بھی صادق
آویگا کہ دونون کی مفہوم مین داخل نہین ہے مثلاً یہ مان لیوین کہ مرد یعنی رجل
شجاع کے موضوع ہے اور شجاعت اوسکا جزو ہے یا کہین کہ مجموع رجل اور شجاع مستعمل
ہے نہ تنہا رجل کہ موصوف ہو وصف شجاعت سے اور اوس صورت مین بھی شجاعت
اوسکے مفہوم مین داخل ہوتی ہے تو بھی کہا جاویگا کہ دونون کے مفہوم مین داخل
نہین ہے کسواسطے کہ اگر ایک کی مفہوم مین داخل ہے تو دوسری کی نہین ہے یہ
مطلب دقیق ہے یہان تامل اور فکر کو کام فرمانا چاہیے اور اسی قبیل سے ہے
گل کہنا رخسار کو اور لعل اور یاقوت لب کو اور سرو قد کو اور زنگی زلف اور خال کو
علے ہذا القیاس کہ اونمین سرخی اور راستی اور سیاہی بطریق لف و نشر مرتب کی جامع ہے
اور وہ ان سب چیزون کی مفہوم مین داخل نہین ہے قسم تیسری یہ ہے کہ جامع ابتدائے
نظر مین معلوم ہو جاوے بغیر فکر اور غور کے جیسے تشبیہ مین گذرا مثلاً ماہ اور آفتاب سے
استعارہ کرین رخسار کو یا گل سے اور علی ہذا القیاس یہ بات ظاہر ہے کہ روشنی اور
رنگینی جامع ہے اور اسی قسم سے استعارہ ہے سرو اور زنگی اور اسد وغیرہ کا قد اور
زلف اور رجل شجاع کے واسطے اس استعارہ کو عامیہ اور مبتذلہ کہتے ہین عامیہ
اسواسطے کہ وجہ جامع اسکی بسبب کمال ظہور کے سب پر ظاہر ہے اور مبتذلہ
اسواسطے کہ ابتذال یعنی خرچ کرنے اور بہت صرف مین لانے کو سے اور ایسا استعارہ
بھی بہت مستعمل ہوتا ہے اور کچھ نادر نہین ہوتا کہ سوا ایک دو جاے کے اور کہین
استعمال نہ پایا ہو قسم چوتھی یہ کہ جامع کو سواے خواص اور اہل فہم اور کوئی دریافت

نکرسکے اس استعارہ کو غریبہ کہتے ہین مثلاً صراحی کی آواز کو ہچکی سے استعارہ کرین جیسے
اس مصرع مین ع تری محفل مین شیشہ ہچکیان لے لے کے روتا ہے ٭ جامع اسمین
ہے آواز کا اچھی طرح سے نہ نکلنا اور بند ہو جانا اور یہ خوب ظاہر نہین ہے اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر ہوا یہ جوش مین سودا کہ میری آنکھون سے ٭ بجاے لعل
نکلتے ہین اب سلیمانی ٭ جوش سودا سے سیاہ ہونے کے سبب اشک خونی کو دانہ سلیمانی
سے استعارہ کیا ہے اور سودا ایک خلط ہے کہ اوسکا رنگ سیاہ ہے اور چونکہ دانہ
سلیمانی قدرے سفیدی بھی رکھتا ہے اوسمین اشک کی رطوبت کا ہونا بھی معتبر ہے
یہ بات بجز خواص کے اوروں کو معلوم نہین ہوتی اور یہ شعر شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالیٰ
کا شعر جسکی آواز سے ہون رونگٹے سوہان کے کھڑے ٭ وہ محبت نے دیا سلسلہ یا ہاے
سوہان کے دندانہ اوبھرے ہوئے ہونے کو رونگٹے کے کھڑے ہونے سے
استعارہ کیا ہے وجہ جامع اسمین بن مو کا اندک اونچا ہو جانا رونگٹے کھڑے ہونیکے
وقت چنانچہ یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہے اور اسطرح کی حالت سوہان اندر بعینہ
پائی جاتی ہے اور خفا اسکا ظاہر ہے اور کبھی استعارہ عامیہ مبتذلہ مین ایک ایسا
تصرف کرتے ہین کہ وہ غریب ہو جاتا ہے مثل تشبیہ کے کہ پہلے اس سے مفصل مذکور
ہو چکی اوسکی مثال ہے یہ شعر شعر بجاے قصد ہر کس خون گرفتہ کا کرتی ہے ٭
علم شمشیر زہر آلودہ سر چشم فتان کے ٭ ابرو کو تیغ سے استعارہ کیا اور یہ استعارہ
مبتذل ہے لیکن زہر آلودہ کہنے سے ایک گونہ غرابت اسمین پیدا ہو گئی کیونکہ زہر کو
سبزی سے نسبت ہے اور سبزی اور سیاہی مین چندان تفاوت نہین ہے پس
ابرو کو بسبب سیاہی رنگ کے تیغ زہر آلودہ سے استعارہ کرنا غریب ہے

## ثمرہ تیسرا استعارہ کی تقسیم مین

باعتبار ان تینون چیزون یعنی مستعار منہ اور مستعار لہ اور جامع کے معلوم کیا چاہیے
کہ مستعار منہ اور مستعار لہ یا دونون حسی ہون اور اس قسم مین وجہ جامع حسی اور
عقلی دونون ہو سکتی ہے اسواسطے کہ جو چیز حسی ہو اسمین امر عقلی کا ہونا منع نہین
جیسے اسد مین جرأت اور رجل مین علم یا قدرت یا جہل پس یہ دو قسم ہے اول یہ کہ
تینون حسی ہون دوسری یہ کہ دونون حسی ہون اور وجہ جامع عقلی یا مستعار منہ اور
مستعار لہ دونون عقلی ہون یا مستعار منہ حسی اور مستعار لہ عقلی یا بالعکس اور وجہ
جامع ان تینون قسمون مین حسی نہین ہوتی بلکہ عقلی ہوتی ہے یہ سب پانچ قسمین ہوئین
اور بعضون نے ایک قسم چھٹی اسطرح سے حاصل کی ہے کہ مستعار منہ اور مستعار لہ دونون
حسی ہون اور وجہ جامع مختلف یعنی وجہ جامع مرکب ہو بعض امر عقلی اور بعض امر حسی سے ہم ان
چھ قسمون کی مثالین بیان کرتے ہین قسم اول یعنی تینون حسی ہون جیسے گل سے
یا آفتاب سے اور ماہ سے رخ کا شراب سے معشوق کے آب دہن کا اور آواز صور سے
صدای مہیب ناک کا اور مشک سے بالون کا اور سطح آب سے شکم کا استعارہ کرین اول
دیکھنے کی چیزون سے ہے اور دوسری چکھنے کی چیزون سے اور تیسری سننے کی چیزون سے
اور چوتھی سونگھنے کی چیزون سے اور پانچوین چھونے کی چیزون سے کسواسطے
کہ وجہ جامع پانچوین مین ملایمت ہے چنانچہ ان شعرون مین سودا کا شعر ؎ شعر
چمن مین غنچونکو آتے سنکر باد سحر یہ گھبرائی ؎ ساغر جبتک لاوین لاوین تو سبو کو
جام کیا ؎ اس شعر مین غنچہ کا استعارہ سبو سے اور گل کا جام سے ہے شکل اور ہیئت
مین اور اسیطرح سے ہے شیخ ابراہیم ذوق کا شعر ؎ شعر گرہ تری فریادیون کی نامہ پیچیدہ کا

لب پر رکھکر پھونکنے سے پیدا ہوتا ہے صور کا بہ دہن کی آواز کو صور کے نالے کے ساتھ استعارہ
کیا ہے اور زیادہ مثالون کی کچھ حاجت نہین قسم دوسری یعنی دونون حسی
ہون اور وجہ جامع عقلی جیسے استعارہ مرد شجاع کا شیر سے کہ جامع اسمین جرأت
ہی علی ہذا القیاس قسم تیسری یعنی مستعار منہ و مستعار لہ عقلی اور وجہ جامع بھی
عقلی ہو مثلاً کوئی شخص ایک امر کی تلاش سے بعد تردد اوٹھالے کے باز آوے
تو کہین کہ اب وہ شخص بیٹھ رہا بیٹھنا حسی ہے اور باز رہنا عقلی اور وجہ جامع اسمین
سکونت اور اطمینان ہے اور اسی قبیل سے ہی استعارہ شراب کا کوثر سے بشرطیکہ
وجہ جامع اسمین کمال مرغوب ہونا شراب کا ہو مثل کوثر کے اس صورت مین مستعار لہ
یعنی کوثر اور وجہ جامع عقلی ہوتی ہین اور اگر مزہ ہو تو جامع چکھنے کی چیزون سے
ہو جاویگی چنانچہ اس شعر مین شعر مجھے جنت سی ساقی کم نہین ہے بزم خوبان کی
کہ یان حورون کے ہاتھون سے ملا ہے جام کوثر کا قسم چوتھی یعنی مستعار لہ حسی
او مستعار منہ اور جامع عقلی ہو مثلاً معشوق کے قد کا استعارہ قیامت سے اور قسم
پانچوین یعنی تینون عقلی ہون مثلاً خواب کو موت سے استعارہ کرین قسم چھٹی یعنی دو
حسی ہون اور وجہ جامع مرکب ہو بعض امر حسی اور بعض عقلی سے چنانچہ شخص
جلیل القدر کو آفتاب سے استعارہ کرین حسن اور بزرگی شان کی مجموع وجہ جامع ہے

## ثمرہ چوتھا استعارہ کی تقسیم مین باعتبار اور چیزونکے سوا ان تین کے

معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ باعتبار لفظ مستعار کے دو قسم ایک اصلیہ اور دوسرا
تبعیہ اصلیہ وہ ہے کہ لفظ مستعار یعنی وہ لفظ کہ جسکے معنی مشبہ بہ واقع ہوئی ہین
اسم جنس ہو اور اسم جنس وہ ہی کہ دلالت کری ایسی شے پر کہ اوسکو بہت چیزونمین

صادق آنے کی صلاحیت ہو بغیر اعتبار کسی وصف کے جیسے شیر اور گل اور سرو اور رجل
اور مرد اور اسی میں داخل ہے مصدر مثل قتل اور ضرب وغیرہا اور اسم جنس کے
قبیل سے ہے کسی شخص خاص کا نام کہ بسبب کسی وصف کے تاویل کر کے اسم جنس میں
داخل کر لیں مثلاً حاتم اور رستم کہ اول کو بمعنی سخی کے اور دوسرے کو بمعنی بہادر کے
استعمال کرتے ہیں مثلاً کہیں کسی شخص کو حاتم یا رستم اور اسم جنس کا استعارہ واقع ہو
پہلی مثالوں سے واضح ہے اور ایذاے شدید کو قتل سے استعارہ کرنا مصدر کی
مثال ہے اور ہم کو استعارہ اصلیہ اسواسطے کہتے ہیں کہ بنا استعارہ کی تشبیہ پر ہے
یعنی مستعار لہ کو تشبیہ ہوتی ہے مستعار منہ کے ساتھ اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہ مشبہ کا
وصف ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ مشبہ بہ کے ساتھ وجہ شبہ میں شریک ہے اور موصوف
ہونے میں حقائق اور ذاتیں اصل ہوتی ہیں مثلاً چشم سفید اور بیاض صاف
اور چونکہ شیر اور گل اور سرو وغیرہا ذاتیں ہیں اور تشبیہ کے وصف سے موصوف
ہوئی ہیں اسواسطے اس استعارہ کا اصلیہ نام رکھا ہے اور استعارہ تبعیہ وہ ہے
کہ لفظ مستعار فعل ہو یا شبہ فعل یا حرف اور فعل اوس لفظ کو کہتے ہیں کہ وہ
اپنے معنی پر اور تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ پر دلالت کرے یعنی یا گذرے ہوے
زمانہ پر مثلاً کہا اور سنا یعنی زمانہ سابق میں یا زمانہ آیندہ پر مثلاً کہیگا اور سنیگا
یعنی آگے کو یا زمانہ حال پر مثلاً کہتا ہے یا سنتا ہے یا کہہ یا مت کہہ اور تشبہ فعل
بمعنی اوس چیز کے ہے کہ فعل سے مشتق ہو یعنی اسم فاعل جیسے کہنے والا یا اسم مفعول
جیسے کہا گیا ہوا اور حرف اوسے کہتے ہیں کہ جبتک کچھ اور شے اوسکے ساتھ شامل
نہو معنی پر دلالت نکرے اور زمانہ بھی اوسمیں نہ پایا جاتا ہو جیسے کلمہ سے کا کہ ہندی ہے

ابتدا کے واسطے ہو یا ہین ظرف کیواسطے یا تک انتہا کے واسطے جبتک یون نہ کہین
کہ بازار سے آیا اور گھر مین گیا یا دروازہ تک پہونچا تو ان حرفون سے فائدہ
نہ حاصل ہوگا پس فعل ماضی یا مضارع یا امر یا نہی یا اسم فاعل یا اسم مفعول یا حرف
کے مستعار واقع ہونے کو استعارہ تبعیہ کہتے ہین اور اوسکو تبعیہ اسواسطے کہتے ہین
کہ فعل حرف کی معنی کو یہ صلاحیت نہین کہ تشبیہ کو وصف سے موصوف ہوسکے
یعنی نہ فعل اور مشبہ فعل کے معنی مشبہ ہوتے ہین اور نہ حرف کی معنی بلکہ فعل کا
مصدر اور حرف کی معنی کا متعلق مشبہ ہوتا ہے پس فعل اور حرف کی تئین مستعار
کہنا بطریق تبعیہ کے ہے نہ بطریق اصالۃ کے یعنی فعل اور حرف مستعار ہو نہین
مصدر اور متعلق کے تابع ہے اور خود مستعار نہین ہوسکتے تفصیل فعل اور حرف
کے استعارہ ہونے کی یہ ہے کہ کبھی فعل ماضی یا مضارع یا نہی یا امر یا اسم فاعل
یا اسم مفعول کے ساتھ کسی معنی کو تعبیر کرتے ہین اور مقصود اوس سے وہ معنی
نہین ہوتے کہ جس معنی کے واسطے وہ بنائے گئے ہین بلکہ غیر اوسکا مقصود ہوتا ہے
اور ان لفظون سے غیر معنی موضوع لہ کا مستعار ہونا باعتبار اونکے مصدر کے
ہوتا ہے مثلاً کہین کہ فلان شخص نے اوسکو مار ڈالا اور مراد یہ ہو کہ اوسکو
ایذای شدید پہونچائی یا کہین کہ ہمنے اوسکو بھگا دیا یعنی الزام دیا اور اوس قیاس پر
مضارع وغیرہ جاسے ہین حقیقۃ تشبیہ دونون کی مصدرون مین ہے یعنی ایذا
دینے کو مارنے سے اور الزام دینے کو بھگانے سے یا کہین کہ اوسکا چہرہ کہہ دیتا ہے
یعنی دلالت کرتا ہے اور علی ہذا القیاس اور کبھی حرف مذکور کرتے ہین اور اوسکو
معنی جس سے متعلق ہوتے ہین وہ مستعار لہ ہوتا ہے اور کوئی اور سے مستعار منہ

اور حرف کے معنی کا متعلق وہ شے ہے کہ حرف کی معنی بیان کرنے کی وقت اوس چیز سے تعبیر کرین اوس معنی کو مثلاً کہتے ہین کہ لفظ سے کا ابتدا کے واسطے ہے اور مین ظرفیت کی واسطے اور تک انتہا کے واسطے اور لفظ تو کا تے مفتوح سے غرض کے واسطے پس ابتدا اور ظرفیت اور انتہا اور غرض اون حرفون کی معنی کا متعلق ہین یعنی اونکے معنی اونسے تعلق رکھتے ہین اسکی مثال جیسے کہین کہ ہمنے اپنی مطلب سے ہاتھ دھویا اس مقام مین لفظ سے کا ابتدا کے واسطے نہین ہے بلکہ دور کرنے کے معنی مین ہے چنانچہ فارسی از اور عربی مین عن کا لفظ اس معنی مین آتا ہے اور یہ بات دونون فن کے جاننے والون پر واضح ہے مراد اس جگہ یہ ہے کہ ہمنے اپنے مطلب کو دور کیا پس مستعار لہ اسجگہہ مطلب کا دور کرنا ہے کہ متعلق ہے لفظ سے کا اور ہاتھ دھونا مستعار منہ ہے یعنی باعتبار ظاہر کے یہ ہے کہ لفظ سے کا مستعار لہ ہے پس سے کا کلمہ متعلق کے اتباع سے مستعار لہ کہا گیا ہے یا مثلاً زید آیا ہو تحصیل علم کے واسطے اور بسبب لہو ولعب مین مشغول رہنے کے جاہل رہا تو اوسکو کہین کہ تو یہان آیا تو جاہل رہنے اوسکی غرض آنی سے تحصیل علم تھی اور غرض کو بطریق استہزا کے علم حاصل نہونے سے استعارہ کر لیا اور یہ اوسی قبیل سے ہے کہ تشبیہ مین مفصل بیان ہوچکا یعنی کبھی دو ضدون کو آپس مین تشبیہ دیتے ہین چنانچہ مطالعہ کرنیوالون پر واضح ہوگا اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر بات ہے تونگری اور غیرون سے تپاک ﴿ ہم مگر اس بزم مین آئے تھے ذلت کی لیے ﴿ اس شعر مین کا حرف غرض کے واسطے موضوع ہے پس مستعار لہ ظاہر مین لیے کا حرف ہے اور وقع مین غرض بزم مین آنے کی یعنی عزت اور

مستعار منہ ذلت ہو یہ استعارہ بھی بطریق استقرا کے واقع ہوا ہے معلوم کیا چاہیے کہ تقریر کرنا اسطرح سے کہ مستعار لہ متعلق کو اور مستعار منہ مثلاً ہاتھ دھونے یا ذلت کو ٹھہرانا حدائق البلاغت کے مصنف کی تقریر کے موافق ہے یعنی اونسے بھی متعلق کو کہ وہ باعتبار لفظون کے متروک ہوتا ہے مستعار لہ قرار دیا ہے اور جو لفظ کہ اوسکے مقابل مین واقع ہوا ہے اوسکو مستعار منہ چنانچہ یہ امر اون لوگون پہ کہ جنھون نے اوس کتاب کو دیکھا ہے واضح ہے اور تلخیص المفتاح کے مصنف نے متعلق کو کہ متروک ہے مشبہ بہ اور اوس لفظ کو کہ مذکور ہے مشبہ قرار دیا ہے لیکن چونکہ اوسکو مذہب کے موافق استعارہ بالتصریح مین خواہ اصلیہ ہو خواہ تبعیہ مشبہ متروک ہوتا ہے اور مشبہ بہ مذکور غایت یہ ہے کہ استعارہ تبعیہ مین بعینہ لفظ کے مفہوم مین تشبیہ نہین ہوتی اور اصلیہ مین ہوتی ہے چنانچہ اوپر کی مثالون سے ظاہر ہے پس متعلق متروک کو مشبہ بہ قرار دیتے ہین استعارہ بالتصریح مقصود نہین ہوتا ہو واسطے کہ مشبہ کا متروک ہو جانا چاہیے اور مشبہ بہ کا مذکور ہونا البتہ استعارہ بالکنایہ ہو سکتا ہے کسواسطے کہ استعارہ بالکنایہ مین مشبہ مذکور ہوتا ہے اور مشبہ بہ متروک اور وہ چیز کہ مشبہ بہ کے ساتھ اختصاص رکھے اوسکو مشبہ کے ساتھ مذکور کرتے ہین اسیطرح سے ہی بیان کہ مشبہ بہ یعنی متروک ہوا اور مشبہ یعنی ذلت و تحیر مذکور ہے اور جو چیز کہ خاص مشبہ بہ کے واسطے ہے یعنی حرف کہ دلالت کرتا ہے اوس مشبہ بہ پر مشبہ کے ساتھ مذکور کیا گیا ہے اس صورت مین یہ استعارہ تبعیہ نہوا بلکہ بالکنایہ ہوا اور یہی ہے مذہب سکاکی کا اور صاحب مطول نے اوسکو تبعیہ ٹھہرانے کے واسطے ایک تقریر کی ہے اوسکا بیان بیان کی مثالون کے موافق یہ ہے

مثلاً ذلت کا حاصل ہونا بزم مین وارد ہونے کے بعد مشبہ ہے اور عزت کا حاصل ہونا
بزم مین آنے کے بعد مشبہ بہ ہے یعنی بزم مین آنے کے بعد ذلت اسطرح حاصل ہوئی جیسے
بعد آنے کی عزت حاصل ہوتی ہے مشبہ یعنی ذلت کے ساتھ وہ حرف مذکور کیا کہ مشبہ بہ
یعنی عزت کے حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی حرف لیے کا کہ غرض کے واسطے موضوع ہے
اس صورت مین پہلے استعارہ جاری ہوا سبب علت اور غرض ہونے مین یعنی غرض
ہونا عزت کا مشبہ بہ ہے بعد اوسکے استعارہ کے اتباع سے حرف مین استعارہ ہوا یعنی
لیے کے حرف کو مثلاً استعارہ کیا ایسی شے کے واسطے کہ جو غرض ہونے سے تشبیہ
دی گئی ہے یعنی ذلت کا حاصل ہونا حاصل یہ ہے کہ لیے کے حرف سے موضوع لہ
نہ سمجھا گیا بلکہ وہ چیز سمجھی گئی جو اوس سے تشبیہ رکھتی ہے جیسے شیر کے لفظ سے استعارہ
مین جانور درندہ نہین سمجھا جاتا بلکہ وہ چیز سمجھی جاتی ہے کہ جو اوس سے تشبیہ
رکھتی ہے یعنی شجاع خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر تشبیہ اوس چیز مین فرض کرین کہ جسکے
حروف آتا ہے یعنی لفظ مذکور استعارہ بالکنایہ اور حرف کا مذکور ہونا اس استعارہ کا
قرینہ ہو جاویگا اور اگر اس حرف کے معنی متعلق مین کہ متروک ہے تشبیہ فرض کرین
استعارہ تبعیہ ہوگا یہ مطلب مشکل ہے اسکے سمجھنے کیواسطے غور اور فکر دقیق چاہیے
اب سنا چاہیے کہ فعل کا فاعل یا فعل کا مفعول استعارہ تبعیہ کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً
اوسکا چہرہ کہے دیتا ہے یا فلانے بادشاہ نے ستم کو مار ڈالا ہے اور عدل کو جلایا
پہلی مثال مین چہرہ کہنے کا فاعل ہے اور دوسری مثال مین مار ڈالنے کا مفعول
ستم اور جلانے کا مفعول عدل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کہنے کی صلاحیت چہرہ
اور مرنے اور جینے کی صلاحیت ستم اور عدل کو حقیقت مین نہین ہے اس سے

معلوم ہوا کہ اون فعلون میں استعارہ واقع ہوا ہے اور کبھی مضاف الیہ بھی اس
استعارہ کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً جب دشمن مقید ہو جاوے تو کہیں کہ ہماری طرف
سے مقید ہو جاوے مقید ہونے کی مبارکباد پہونچی اس مثال میں مبارکباد مقید
ہونے کی طرف مضاف ہے اور تشبیہ مبارکباد کی طرف قید کی ظاہر ہے کہ باعتبار
حقیقت کے ممکن نہیں مگر بسبیل استعارہ کے اور استعارہ سوا ان امور مذکورہ کے
تین قسم اور ہے قسم پہلی یہ ہے کہ اوسمین نہ مستعار لہ کی مناسبات مذکور ہون اور نہ
مستعار منہ کی اس قسم کو مطلقہ کہتے ہین مثلاً کہین کہ ہمنے ایک شیر دیکھا تھا اور مراد
شیر سے بہادر ہو قسم دوسری وہ ہو کہ فقط مستعار لہ کی مناسبات مذکور کرین اس استعارہ
کو مجردہ کہتے ہین جیسے یہ کہ ہمنے میدان جنگ مین شیر دیکھا تھا لفظ میدان جنگ کا
مناسب شیر کے اسی قبیل سے ہے یہ شعر سودا کا شعر گل نے شبنم سے الماس تو کھایا
لیکن ٭ ہاتھ مین غنچہ پر لالہ کے ابھی افیون ہے ٭ داغ افیون سے استعارہ کیا ہے
اور فقط مناسب مستعار لہ کا مذکور ہے یعنی لالہ قسم تیسری وہ ہے کہ فقط مستعار منہ
کی مناسبات مذکور کیجاوین اور اوسکو مرشحہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر دکھلائیے جا کر تو تجھے مصر کا بازار ٭ پر وان کوئی خواہان نہین اس جنس
گران کا ٭ بازار اور گران مناسب مستعار منہ یعنی جنس کے ہے اور کبھی تجرید اور
ترشیح دونون ایک جامی مین جمع ہو جاتی ہین یعنی مستعار لہ اور مستعار منہ دونون
کی مناسبات مذکور ہوتی ہین چنانچہ اس شعر مین سودا کے شعر تیرا ہے ٭ بزمہر
خریدار فلک پر ٭ یوسف کی نہ تھی گرمی بازار فلک پہ ٭ مستعار لہ شعاع آفتاب ہے
اور مستعار منہ زر پس مناسب مستعار لہ کے فلک اور مہر ہے اور مناسب مستعار منہ کے

خریدار بعد گرمی بازار ہی قبیل سے ہے یہ شعر بھی سودا کا کہ پہلے بھی اور امر کی مثال مین
مذکور ہو چکا ہے شعر چمن مین تجکو آتے سنکر باد سحر یہ گھبرائی ، ساغر جب تک لاوین
لاوین ہین تو سبو کو جام کیا ، مستعار لہ غنچہ اور گل ہے اور مستعار منہ سبو اور جام
مناسب اول کے ہے چمن اور باد سحر اور مناسب دوم کے ہے معشوق کا آنا کہ شراب نوشی
اوسکو لازم ہے اور ذکر ساغر کا آور جانا چاہیے کہ استعارہ مین یہ نسبت تجرید کے
ترشیح مین زیادہ تر بلاغت ہے کسواسطے کہ مستعار لہ کی مناسبات کو ذکر کرنیکو کہتی ہین
اور ترشیح مستعار منہ کی اور یہ معلوم ہے کہ استعارہ مین مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہراتے ہین
جب مشبہ بہ کی مناسبات مذکور کی گئی اوس اوجا مین زیادہ تر تاکید ہو گئی اور
ایک قسم استعارہ کی ہے کہ اوسکو تمثیل بسبیل استعارہ کہتے ہین اسواسطے کہ اسمین
ذکر مشبہ بہ کا اور ارادہ مشبہ کا ہوتا ہے اور یہی طریق ہے استعارہ کا اور کبھی مطلق
تمثیل بھی کہتے ہین بے قید استعارہ کے اور اسی کو مجاز مرکب کہتی ہین بہر کیف تمثیل وہ
استعارہ ہے کہ اوسکی وجہ جامع کئی چیز سے حاصل ہو اور اوس استعارہ مین مستعار لہ
و مستعار منہ بھی کئی چیز سے حاصل ہوتے ہین مثلاً کوئی شخص ایک امر کا کبھی اقبال
کرے اور کبھی انکار تو اوسکے حق مین کہین کہ وہ کبھی گریز کرتا ہے اور کبھی پھر مستعد
ہوتا ہے اوسکے قبول اور انکار کی نیت مجموعی کو ایسی حالت سے استعارہ کیا ہے کہ
کوئی شخص کبھی میدان جنگ سے بھاگ جاوے اور کبھی پھر مقابلہ مین آمادہ ہووے
اور اسی قبیل سے ہے یہ مثل مشہور کہ اوسنے اونگلی کے پکڑتے پہونچا پکڑا یہ ایسے محلمین
کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی سے اول ایک امر سہل طلب کرے جب وہ اوسکو انصرام
کر دے تو وہ بعد اوسکے اوس سے زائد اور سوال کرے یا کہین کہ اوسکا کچھری کے

کھانے سے پہونچا اوترا یہ ایسے محل مین کہتے ہین کہ تھوڑے سے بوجھ اوٹھانے سے
ضعف پیدا ہو جاوے اون حالتون کو ایسی حالتون کے ساتھ استعارہ کیا ہے
یا کہین کہ چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا یہ ایسے موقع مین کہتے ہین کہ کوئی کام اچھی طرح
جاری ہو اور ناگہان اوسمین ہرج واقع ہو جاوے اسی قبیل سے ہے جیسا کہ دل لگنا
دلنا یعنی مشقت پہونچانا اور ہمارا ارادہ چلگیا یعنی ارادہ پورا ہوا اور اوسکا چراغ گل
ہوگیا یعنی اقبال جاتا رہا اور سنگ آمد وسخت آمد یعنی بہت مشکل در پیش آئی اسی
قبیل سے ہے یہ شعر؎ شعر سر اوترتے ہی سبکدوش ہوئے ورنہ ہنوز؛ اپنا سا منہ لیے
پھرتے تھے خجل قاتل سے؛ شعر میر کا شعر؎ تھی لاگ اوسکی تیغ کو ہمسے سو عشق نے؛
دونون کو معرکہ مین گلے سے ملا دیا؛ پہلے شعر مین سبکدوش ہونا عبارت ہے خجالت
کے رفع ہونے سے اور توجیہ شعر کی یہ ہے کہ چونکہ سر ہمارا اوسکے کام نہین آیا تھا سو
ابتک قاتل سے انفعال تھا اور جب سر اوتر گیا وہ انفعال رفع ہو گیا اور خجالت کے دور
ہونے کی حالت کو بوجھ کے سر سے اوترنے کے ساتھ استعارہ کیا ہے اور سر کے
اوترنے سے سبکدوش ہونا باعتبار معنی حقیقی کے مناسبات سے ہے چنانچہ متامل پر
ظاہر ہے اور دوسرے شعر مین تلوار کے گلے پر رکھنے کو گلے ملنے سے استعارہ کیا ہے
بیان استعارہ بالکنایہ کا پوشیدہ نہ رہے کہ جس وقت کہ مشبہ کو ترک کرین اور مشبہ
مذکور اور وہ شے کہ مشبہ بہ سے خصوصیت رکھتی ہے اوسکو ثابت کرین مشبہ کیواسطے
اوسکو بالکنایہ کہتے ہین مثلاً کہین کہ موت کے چنگل سے بچنا محال ہے موت کی
تشبیہ منظور ہے جانور درندہ کے ساتھ اور جو چیز درندہ سے خصوصیت رکھتی ہے
یعنی چنگل اوسکو موت کے واسطے ثابت کیا ہے پس مشبہ بہ متروک کے ساتھ دلمین

تشبیہ دینی کو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین یعنی استعارہ ہے کنایہ کے ساتھ اسواسطے کہ
مشبہ بہ کی تصریح نہین کی اور اوسپر اوسکے لوازم نے دلالت کی ہے اور تصریح
نکرنے کا نام کنایہ ہے یہ وجہ بالکنایہ کہنے کی ہوئی اور استعارہ کہنا اوسکا اس مناسبت
سے خالی ہے اور مشبہ بہ کی خواص کو مشبہ کیواسطے ثابت کرنے کا نام استعارہ تخییلیہ ہے
اسکو استعارہ اسواسطے کہتے ہین کہ وہ امر کہ مشبہ بہ کے خواص سے تھا مانگا گیا ہے
مشبہ کے واسطے اور تخییلیہ اسواسطے کہ وہ مانگا گیا ہے بسبب اس تخییل کے کہ مشبہ بعینہ
مشبہ بہ کی جنس سے ہے جب یہ خیال مین ٹھہرا کہ موت جنس سے درندہ کے ہے
پس چنگل کہ خصوصیت درندہ سے رکھتا ہے بالضرورت اوسکے واسطے ثابت ہوا اسی
قبیل سے ہے یہ شعر شعر بجا نے دلمین تیرے کیون نہین اثر درد ٭ یہ آہ وہ ہے
کہ پتھر کے پار ہوتی ہے ٭ آہ کو تیر سے تشبیہ دی ہے جب یہ معلوم ہوچکا تو اب
سنا چاہیے کہ وہ لوازم مشبہ بہ کی کہ مشبہ کے واسطے ثابت کیے جاتے ہین تین طرح
ہوتی ہین اول یہ کہ وجہ شبہ بدون اون لوازم کے مشبہ بہ مین کامل نہین ہوسکتی
جیسے ذکر چنگل کا مثال مذکور مین کسواسطے کہ جبتک چنگل درندہ کے نہو پکڑنا اور
دابنا شکار کا اچھی طرح سے نہین ہوسکتا اور دوسری یہ کہ وجہ شبہ مشبہ بہ مین
بغیر اونکے قایم نہین ہوسکتی مثلاً کہین کہ اوسکا چہرہ سکھے دیتا ہے بشرطیکہ کہنے مین
استعارہ تبعیہ مقصود نہو اس صورت مین چہرہ مشبہ ہوا اور شخص بولنے والا مشبہ بہ
اور کہنا بولنے والے کے لوازم سے ہے کہ وجہ مشبہ کو مشبہ بہ مین قایم رکھتا ہے
کسواسطے کہ وجہ شبہ دلالت ہے اور دلالت قایم ہوتی ہے بولنے سے اور
تیسری قسم یہ ہے کہ اون لوازم کو نہ وجہ کے کامل کرنے مین کچھ دخل ہو اور ۱۰

نہ قائم کرنے مین جیسے اس شعر مین شعر ہینسا زلف خود آرایان بزم حسن مین جا کر وہ
بنایا شاخ طوبی پر ہے دل نے آشیان اپنا ۔ دل کو اپنے نزدیک شاعر نے مرغ سے
تشبیہ دی ہے اور اوسکے واسطے آشیانہ ثابت کیا اور آشیانہ کو کچھ وجہ شبہ کی
تکمیل اور قوام مین دخل نہین کسواسطے کہ وجہ شبہ یہان بیقراری اور جلد پہونچنا ہے
اور بعض استعارہ تخیلیہ ایسا ہوتا ہے کہ اوسمین احتمال استعارہ تحقیقیہ اور تخیلیہ دونون
کا ہوتا ہے اس استعارہ کو محتملہ للتحقیق والتخییل کہتے ہین یعنی ایسا استعارہ ہے کہ
احتمال تحقیق اور تخییل دونون کا رکھتا ہے مثلاً یہ لفظ عوام کے زبان پر ہے کہ اوسکو
اجل کا تھپیڑا لگا تھپیڑا سرزد ہوتا ہے ہاتھ سے اور ہاتھ شخص کے ساتھ مختص ہے
پس اجل کو پہلے دل مین استعارہ شخص کے ساتھ کر کے اوسکے واسطے ہاتھ ثابت کیا
اور قرینہ ہاتھ ثابت کرنے کا لفظ تھپیڑے کا ہے کسواسطے کہ ہاتھ سبب ہے تھپیڑے کی
واسطے یہان سے معلوم ہوا کہ استعارہ تخیلیہ مین جو چیز کہ مشبہ بہ کے ساتھ مختص ہے بجائے
اوسکے اوسکا سبب بھی قرینہ کے واسطے مذکور ہو سکتا ہے پس یہان اگر استعارہ
اجل اور شخص مین فرض کرین استعارہ بالکنایہ ہے اور ہاتھ اوسکے واسطے ثابت
کرنا استعارہ تخیلیہ ہے اور اگر اجل کے صدمہ کو تھپیڑے سے تشبیہ دیوین یہ استعارہ
تحقیقیہ ہو جاویگا اور استعارہ بالکنایہ باقی نہین رہیگا کسواسطے کہ مثل سابق کے
یہان کسی کے واسطے ہاتھ ثابت نہین کیا اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر عشق نے
جب سے کی جگہ دل مین ۔ عقل کے واسطے جگہ نہ رہی ۔ اگر عشق کو شخص فرض کرین
اور اوسکے واسطے گھر ثابت کرین استعارہ بالکنایہ اور تخیلیہ ہے اور اگر عشق کے
ثبات اور تمکن کو گھر کرنے سے تشبیہ دیوین استعارہ تحقیقیہ ہو جانا چاہیے کہ ایسی

صورتون مین استعارہ تحقیقیہ کی احتمال کے وقت استعارہ بالکنایہ کا باقی نہ رہنا
تلخیص المفتاح کی مصنف کی مذہب کی موافق ہے کسواسطے کہ اوسکے نزدیک استعارہ بالکنایہ
کا قرینہ سوای تخییلیہ کے اور کوئی چیز نہین ہو سکتی اور جنکے نزدیک استعارہ تحقیقیہ بھی
استعارہ بالکنایہ کا قرینہ ہو سکتا ہے اونکے نزدیک استعارہ بالکنایہ باقی رہتا ہے
مثلاً یہ کہین کہ اوسنے عہد توڑ دیا اس سے عہد کا باطل ہونا مراد ہے عہد کو ذہن
مین رسّی سے تشبیہ دی ہے اور باطل ہونا امر تحقیقی ہے کہ عہد اور ٹوٹی ہوئی رسّی
دونون مین متحقق ہے جب یہ معلوم ہو گیا اب معلوم کیا چاہیے کہ استعارہ بالکنایہ
اور تخییلیہ مین مشبہ بہ کی ذکر کرنے سے ثابت ہوا کہ یہ دونون امر مجاز مین داخل ہین کسواسطے
کہ مشبہ اور وہ امر کہ مشبہ بہ سے مختص ہے اپنے معنی حقیقی مین مستعمل ہوتے ہین اور
مجاز اوس لفظ کو کہتے ہین کہ معنی غیر حقیقی مین استعمال کیا جاے مثلاً اجل اور
ہاتھ سے اوپر کی مثال مین بھی اجل اور ہاتھ مراد ہے پس استعارہ بالکنایہ اور تخییلیہ کا
ذکر ذیل مین مجاز کے بے وجہ ہے لیکن اسواسطے مذکور کیا ہے کہ استعارہ کو جن جن معنیوں پر
اطلاق کرتے ہین اونکی تکمیل ہو جائے لیکن قدمانے قرار دیا ہے کہ جو چیز متروک
ہوتی ہے وہ مشبہ بہ اور جو مذکور ہے وہ مشبہ ہے یعنی جانور درندہ کے ساتھ اجل کو تشبیہ
دی ہے پس لفظ مستعار جانور درندہ ہے اور مستعار منہ معنی اوسکے اور مستعار لہ
اجل بعینہ جیسے اسد کا استعارہ واسطے رجل شجاع کے ہے مگر لفظ مستعار کی تصریح
نہین کی اور فقط اوسکا لازم مذکور کیا ہے تاکہ اوسکے سبب سے اوسکی طرف ذہن
منتقل ہو جاوے اور تصریح نکرنا شان سے کنایہ کی ہے پس اب درندہ استعارہ
بالکنایہ ہوا نہ وہ تشبیہ ٹھہرائی ہوئی دل مین جیسے پہلے مذکور ہوا اور سکاکی

مفتاح العلوم کے مصنف نے استعارہ بالکنایہ کے معنی یہ کیے ہین کہ مشبہ مذکور ہو اور مشبہ
مراد ہو بایں معنی کہ یہ مذکور وہی مشبہ ہو مثلاً اجل ذکر کرین اور اوسکو یہ سمجھین کہ یہ
جانور درندہ ہے اور یہی سمجھکر اوسکی طرف چنگل کو مضاف کرین یہ سمجھکر کہ مشبہ
اور مشبہ بہ کے لوازم اسکے واسطے ثابت کیے گئے ہین اس تقریر سے پہلے معنی مین
اور اسمین فرق ثابت ہوا اور اوس فاضل نے استعارہ تخییلیہ کو استعارہ بالتصریح
کی قسم ٹھہرائی ہے اور کہا ہے کہ استعارہ بالتصریح دو قسم ہے تحقیقیہ اور تخییلیہ تحقیقیہ
یہ کہ مشبہ متحقق ہو خواہ باعتبار حس کے خواہ باعتبار عقل کے اور تخییلیہ یہ کہ اوسکے معنی
نہ باعتبار حس کے متحقق ہون اور نہ باعتبار عقل کے جیسے چنگل اس استعارہ مذکورہ
مین کیونکہ چنگل کے معنی مشبہ مین متحقق نہین نہ باعتبار حس کے اور نہ باعتبار عقل کے
اور یہ تحقیق بہت تفصیل رکھتی ہے اس مقام کے مناسب نہین بیان اسی قدر کافی
ہو خلاصہ یہ ہو کہ استعارہ بالکنایہ اور تخییلیہ کی تحقیق مین تین قول ہین ایک قول
تلخیص المفتاح کے مصنف کا دوسرا قول قدما کا تیسرا قول سکاکی کا اول مفصل
بیان ہوا دوسرے اور تیسرے قول کا خلاصہ مذکور ہوا اور اگر تفصیل چاہیے علامہ
تفتازانی کے مطول مین مطالعہ کرلین اوسقدر تفصیل اور جا ہی مین ظاہر امکن نہین

## شجرہ تیسرا مجاز مرسل کے بیان مین

مجاز مرسل اوس لفظ کو کہتے ہین کہ اوسکو استعمال کیا ہو ایسے معنی مین کہ وہ معنی
موضوع لہ کے غیر ہے اور اون دونون معنی مین سوا مشابہت کے کچھ اور علاقہ ہو
مثلاً کہین کہ اوسکا ہاتھ نہین پہونچتا یعنی مقدور ظاہر ہے کہ لفظ ہاتھ کا بنایا گیا ہے
واسطے ایک عضو کے اور قدرت کے معنی مین استعمال کیا گیا ہے ان دونون

معنی مین علاقہ سبب اور مسبب کا ہے کسواسطے کہ ہاتھ سبب ہے قدرت کا اور قدرت
مسبب ہے یعنی ہاتھ سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین کہ قدرت پر دلالت کرتے ہین
اب معلوم کیا چاہیے کہ مجاز مرسل کا علاقہ کئی قسم ہے ایک قسم یہ کہ جو لفظ جزو کیواسطے
موضوع ہے اوسکو کُل پر اطلاق کرین یعنی جز پر اوسکے ٹکڑے کا نام رکھدین مثلاً
لفظ بارود کا وضع کیا گیا ہے بمعنی شورہ کے اور اب اوسکو کہنے لگے ہین کہ شورہ
اور کویلہ اور گندھک ملکر بنتی ہے اور اسی قبیل سے ہے سر بمعنی سردار کے دوسری
قسم یہ ہے کہ جو لفظ کل کے واسطے وضع ہوا ہو اوسکو جز پر اطلاق کرین مثلاً
کوئی شخص کہے کہ میرے ہاتھ یا پانون یا سر مین چوٹ لگی ہے ظاہر ہے کہ سارے
عضو مین چوٹ نہین لگی بلکہ ایک جز مین اوسکے چوٹ لگی ہوگی یا کہین کہ اوسنے
رعد کی آواز سے ڈر کر اونگلی کان مین دی یا تاسف سے اونگلی دانت مین دابی
یہ ظاہر ہے کہ ساری اونگلی نہ کان مین دی ہے اور نہ دانت مین دابی ہے بلکہ
جز اوسکا یعنی پورا اونگلی کی تیسری قسم یہ کہ مسبب پر سبب کا نام رکھین جیسے ہاتھ
بمعنی قدرت کہ اول مذکور ہو چکا یا کہین کہ یہ بادل خوب برسا یہ سنا شان سے
پانی کے ہے اور بادل پانی کے برسنے کا سبب ہے چوتھی یہ کہ سبب پر مسبب کا نام
رکھین یہ سابق کا عکس ہے جیسے بعض آدمی روزمرہ مین کہتے ہین بوقت مینہہ برسنے کے
کہ یہ اناج برستا ہے ظاہر ہے کہ پانی برستا ہے لیکن پانی کا برسنا سبب ہے اناج کے
اوگنے کا پانچوین قسم یہ کہ کسی چیز پر کسی اسم کا اطلاق کرین باعتبار زمان
سابق کے مثلاً حاکم چند یتیم کا مال بسبب اونکے صغر سن کے اپنے خزانہ مین
امانتاً رہنے دیوے اور بعد اونکے بالغ ہونے کے اپنے کارکنون سے کہے

کہ یتیمون کا مال اونکو حوالہ کرو ظاہر ہے کہ بعد بالغ ہونے کے یتیم نہین رہے بلکہ
پہلے بالغ ہونے سے یتیم تھے اسی قبیل سے ہے یہ امر کہ کوئی شخص سابق مین شلاً
عرب مین متوطن تھا اور ایک مدت سے ہند مین اگر بود و باش اختیار کرے اوسکو
عرب کہا کرتے ہین اور ہندوستانی نہین کہتے سوا اسکے اسی قیاس پر چھٹی قسم
کہ کسی شے پر کسی ایسے نام کا اطلاق کرین کہ زمان آیندہ مین وہ نام اوس پر صادق
آجاویگا مثلاً کوئی شخص سونے یا چاندی کی کان کھودے اور کہے کہ مین اس کان
مین سے سونا یا چاندی نکالتا ہون ظاہر ہے کہ بالفعل اوسمین سے خاک نکلتی ہے
اور بعد عمل مقرری کے اوس سے جو حاصل ہوگا اوسکا نام سونا یا چاندی رکھا جاویگا
ساتوین یہ کہ جاے مذکور کرین اور مراد وہ شے ہو کہ اوس جاے مین ہے مثلاً
ہمارا حال سارا شہر جانتا ہے یعنی سارے شہر کو رہنے والے جانتے ہین اور اسی
قبیل سے ہے نہر کا جاری ہونا یا پرنالہ کا چلنا کسواسطے کہ جاری حقیقت مین پانی
ہوتا ہے آٹھوین قسم یہ کہ جاے مین ہونے والی چیز مذکور کرین اور جا مراد رکھین
جیسے نشہ سے شراب مثلاً یون کہین کہ وہ شخص نشہ پیے ہوے تھا ظاہر ہے کہ نشہ
شراب مین ہے اور شراب پی جاتی ہے نوین قسم یہ کہ واسطہ اور آلہ کسی چیز کا مذکور
کرین اور اوس سے وہ چیز مراد ہو مثلاً زبان سے سخن مراد ہو چنانچہ روزمرہ مین
متعارف ہے کہ ولایتیون کی زبان فارسی ہے یا ہندوستانیون کی زبان اردو ہے
ظاہر ہے کہ زبان آلہ سخن کا ہے اور اوس سے سخن مراد ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس

## شجرہ چوتھا کنایہ کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ کنایہ لغت مین پوشیدہ سخن کہنے کو کہتے ہین یعنی بات کھول کر

نکلنے کو اور علم بیان کی اصطلاح مین کنایہ دو چیز کو کہتے ہین اول معنی مصدری یعنی ذکر
کرنا لازم کا اور مراد ہونا ملزوم کا مع جائز ہونے ارادہ لازم کے اور دوسرا وہ لفظ ہے
کہ اوسکے معنی مراد نہ ہون بلکہ وہ چیز مراد ہو کہ اوسکے معنی کو لازم ہے اور اگر اوسکے
معنی بھی مراد رکھین تو بھی جائز ہو جیسے لفظ طویل النجاد کا عربی مین اور اوس کتاب
کی ابتدا مین اسکا ذکر کیا گیا ہو کہ نجاد بمعنی پرتلے کے ہے اور طویل بمعنی دراز کے اور
طویل النجاد بمعنی اوس شخص کو جسکا پرتلا لنبا ہوا ور لنبے پرتلے کو لازم ہے قد کا لنبا
ہونا پس مراد طویل النجاد سے لنبے قد والا ہے اور اگر اوس مراد کو ساتھ پرتلے کی
درازی بھی مراد ہو تو بھی ہو سکتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کنایہ مین معنی حقیقی
اور لازم دونون اکٹھے مراد ہوتے ہین لیکن ہم دیکھتے ہین کہ بعضے وقت طویل النجاد
دراز قد کو باوجودیکہ پرتلا نرکھتا ہو بھی کہنا درست ہو اس صورت مین دونون کا
مراد ہونا متصور نہین پس پہلا مذہب حق ہے اور جن لوگون نے کہا ہو کہ کنایہ مین
لفظ سے معنی مراد ہوتے ہین اور اوسکا لازم مراد رکھنا بھی جائز ہوتا ہے یہ محض غلط ہے
کسواسطے کہ طویل النجاد سے درازی قد کی مراد ہے نہ درازی پرتلے کی اور بعضون نے
اونکا کلام کرنے کو واسطے یہ تاویل کی ہے کہ معنی سے لازم مراد ہے کیونکہ لفظ سے
لازم کا ارادہ کرتے ہین اور لازم سے معنی حقیقی مراد ہے کسواسطے کہ لزوم دونون
طرف سے ہوتا ہے پس لازم ایک وجہ سے ملزوم ہوا اور جب وہ ملزوم ہوا معنی حقیقی
اوسکے واسطے لازم ہوگئے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہے اور شاید اون لوگون کی
یہ مراد ہو کہ نظر اول مین معنی حقیقی مراد ہوتے ہین اور اوس سے انتقال ہوتا ہے لازم کی
طرف لیکن یہ بھی رکاکت سے خالی نہین پھر صورت کنایہ اور مجاز مین فرق یہ ہے کہ کنایہ مین

لازم مراد رکھتے ہیں اور اگر ملزوم مراد رکھیں تو بھی جائز ہے اور مجاز میں فقط لازم ہوتا ہے
اب معلوم کیا چاہیے کہ کنایہ تین قسم پر ہے قسم اول یہ کہ کنایہ سے ذات موصوف کی
مطلوب ہو اور یہ دو قسم پر ہے قریب اور بعید قریب یہ کہ ایک صفت کسی موصوف
معین سے خصوصیت رکھتی ہو اس قسم کو قریب اسواسطے کہتے ہیں کہ بسبب ایک
ہونے صفت کے انتقال موصوف تک دشوار نہیں جیسے عرف میں کالا سرکا آدمی کو
کہتے ہیں اور بعید یہ کہ کئی صفتیں آپس میں ملکر سب کی سب ایک موصوف کے
ساتھ مختص ہوں اگرچہ الگ الگ اور میں بھی پائی جاویں اور اوسکو بعید اسواسطے
کہتے ہیں کہ کئی صفت سے موصوف کی طرف انتقال سہولت سے نہیں ہو سکتا مثلاً
انسان کو کہیں حیوان کہ قد اوسکا سیدھا اور ناخن اوسکے چوڑے ہیں ظاہر ہے
کہ یہ سب چیزیں اکٹھی انسان میں ہیں اگرچہ علیحدہ علیحدہ اور شے میں بھی پائی جاتی
ہیں مثلاً حیوان سوا انسان کے فرس اور بقر اور غنم وغیرہ اور سیدھا قد بن مانس
کا بھی ہوتا ہے کہ اوسکو فارسی میں نسناس کہتے ہیں اور ناخن چوڑے ہاتھی
کے بھی ہوتے ہیں مگر یہ سب اکٹھے بجز انسان کے اور میں نہیں ہیں مثال اول
کی یہ شعر ہے شعر تیر النظیر وہ ہے جسکو تو آئینہ میں ۞ کہتا ہے دیکھ اللہ ایسے بھی
آدمی ہیں ۞ ظاہر ہے کہ معشوق جسکو آئینہ میں دیکھکر ان الفاظ سے یاد کرتا ہے
وہ آپ ہی ہے اور مثال دوسرے کی یہ شعر ہے شعر ساقی وہ دے ہمیں کہ ہوں
جسکے سبب ہم ۞ محفل میں آب و آتش و خورشید ایک جا ۞ ظاہر ہے کہ یہ ساری
چیزیں شراب میں ہیں کسواسطے کہ شراب خود پانی ہے اور باعتبار سرخی رنگ اور
گرمی کے آتش ہے اور باعتبار روشنی کے اور پیالہ میں شکل بدر کے ہونے کے آفتاب ہے

اوسکو تشبیہ ہوتی ہے چنانچہ فارسی جاننے والون پر یہ بات اچھی طرح سے ظاہر ہے
قسم دوسری یہ کہ کنایہ سے فقط صفت مطلوب ہو جیسے بخشش اور کرم اور شجاعت
اور قد کی درازی اور شرارت اور مثل انکے اور صفتین یہ بھی دو قسم ہے قریب
اور بعید قریب وہ ہو کہ لازم اور ملزوم مین کچھ واسطہ نہو یعنی اسطرح نہو کہ لازم سے
اول کچھ اور چیز سمجھین اور بعد اوسکے ملزوم بلکہ لازم سے ملزوم ہی سمجھا جاوے
اور یہ بھی دو طرح پر ہے واضح اور خفی واضح یہ ہو کہ لازم سے ملزوم تک ذہن بے تامل
پہونچ جاوے جیسے سفید ریش کے لفظ سے سمجھنا پیری کا اسی قبیل سے ہے یہ شعر بقا کا
شعر دیکھو جو آئینہ کہتا ہے کہ اللہ رے مین ؎ اوسکا مین چاہنے والا ہون بقا واہ رے
مین ؎ اور یہ شعر ممنون کا شعر آج آفت قہر ہے یون خشمگین تو کب نہ تھا ؎ آستین
مالیدہ گو چین بر جبین تو کب نہ تھا ؎ آئینہ دیکھکر وہ لفظ کہنا کمال غرور پر دال ہے
اور آستین مالیدن آستین چڑھانے کو کہتے ہین اور آستین چڑھانا اور چین جبین
ہونا خشم اور غضب مین ہوتا ہے اور یہ امور واضح ہین اور خفی یہ کہ انتقال ذہن کا
ملزوم تک بعد تامل کے ہو مثلاً کہین لمبے قد کا آدمی یا ٹھنگنے قد کا یا گہری آنکھ والا
یا کوتہ گردن اول سے احمق اور باقی سے شریر مراد ہے اسواسطے کہ کہتے ہین کہ دراز
قد والا احمق اور ٹھنگنے قد اور چھوٹی گردن اور گہری آنکھون والا شریر ہوتا ہے
اور یہ ہر ایک کو نہین معلوم ہوتا لیکن ان مثالون مین بھی شرط ہے کہ بعضی بعضی
بھی پائے جاتے ہون اگرچہ کنایہ میں یہ امر لازم نہین اور بعید وہ ہے کہ لازم
اور ملزوم مین واسطہ ہو یعنی اول کچھ اور چیز سمجھی جاوے اور بعد اسکے ملزوم
اسکی مثال کثیر الرماد اور مہزول الفصیل ہے کہ کنایہ ہے سخی سے ابتدا مین اسکا مفصل بیان

ہو چکا قسم تیسری یہ ہے کہ کسی امر کا اثبات یا نفی اوسکی مطلوب ہو مثال اثبات کی
مثلاً جب زید کی سی فتنہ گری عمرو مین ثابت کرنی منظور ہو تو کہین کہ وہ دونون
ایک سانچے کے ڈھلے ہوئے ہین یعنی ویسی فتنہ گری اسمین بھی ہے یا کہین کہ لباس
فقیر کا شیر کا ہے یعنی فقیرون مین صفت شیر کی ہے اور یہ قدرت سے خالی نہین
ہوتی یا جسوقت کوئی کسی شخص کی کمال حمایت اور رعایت کرے اور ہر کلام اوسکی
بھلائی مین کہتا رہے تو کہین کہ یہ تو اوسی کا جامہ پہنے ہوئے ہے یا کسی کی نامردگی
کے ثابت کرنے کے واسطے کہین کہ اسنے بالکل جامہ عورت کا پہن لیا اسی
قبیل سے یہ شعر میر کا ہے شعر اب کے جنون مین فاصلہ شاید نہ کچھ رہے ٭ دامن
کے چاک اور گریبان کے چاک مین ٭ دونون چاکون مین فاصلہ نہ رہنے سے
مراد یہ ہے کہ گریبان پھٹ پھٹ جاوے مثال نفی کی یہ مثل مشہور کہ کوئین مین بھنگ
پڑی ہے اسکو ایسے محل مین کہتے ہین کہ ایک جاے مین سب لوگ ایک امر نامعقول
پر متفق ہو جاوین اور اوسکی قباحت کسی کے ذہن مین نہ آوے اس سے مراد
یہ ہوتی ہے کہ عقل کسی مین نہین ہے اسواسطے کہ جب بھنگ کوئین مین پڑیگی اوسکا اثر پانی
مین آویگا اور وہ پانی وہان کے سب رہنے والے پینے لگے اور پینے سے سبکو
نشہ حاصل ہوگا اور نشہ سے سب کی عقل زائل ہو جاویگی پوشیدہ نہ رہے کہ اگر کلام
مین موصوف مذکور نہو اوسکو تعریض کہتے ہین مثلاً جب [illegible] سے حرکتین
نالائق سرزد ہون تو کہین کہ آدمی وہ ہے کہ جس سے [illegible] اذیت ہو یا کسی دوست
اذیت پہونچے او اسوقت کہین کہ دوست وہ ہے کہ جس سے کچھ فائدہ پہونچے ان
دونون مثالون سے مقصود یہ ہے کہ اوسمین آدمیت [illegible] فائدہ رسانی

یا جیسے کسی پر طعنہ زنی کے واسطے کہیں کہ اس زمانہ کو یار آشنا کش ہیں یعنی معلوم
ایسا ہے اسکو تعریض اسواسطے کہتے ہیں کہ عرضہ بالضم بمعنی طرف اور جانب کو ہے
گویا اشارہ ایک جانب کرتے ہیں اور مراد اور جانب ہوتی ہے اور اگر کنایہ میں لزوم
تک واسطے بہت ہوں جیسے کثیر الرماد وغیرہ چنانچہ اوپر کی مثالوں میں بیان ہوا
اوسکو تلویح کہتے ہیں اور تلویح کے معنی ہیں دور سے اشارہ کرنا چونکہ اسمیں واسطون
کی کثرت سے لزوم دور پڑ جاتا ہے اسواسطے اسکا نام تلویح رکھا ہوا اور اگر واسطے
بہت نہیں ہیں لیکن کچھ تھوڑی سی پوشیدگی ہے اوسکو رمز کہتے ہیں اور رمز کے
معنی نزدیک سے اشارہ کرنے کے ہیں بطریق پوشیدگی کے ابرو یا لب سے جیسے دراز قد
یا ٹھگنے قد والا اور غیر اسکے چنانچہ پہلے بیان ہوا اور اگر اوسمیں نہ کچھ پوشیدگی ہو
اور نہ کثرت واسطون کی اوسکو ایما اور اشارہ کہتے ہیں جب یہ معلوم ہو چکا اب جاننا
چاہیے کہ مجاز میں نسبت حقیقت کے اور کنایہ میں نسبت تصریح بیان کرنے کے اور
استعارہ میں نسبت تشبیہ کے بلاغت زیادہ ہے اسواسطے کہ مجاز میں معنی حقیقی مراد
نہیں ہوتے بلکہ اوسکا لازم مراد ہوتا ہے اور حقیقت میں معنی حقیقی کہ جسکو موضوع له
کہتے خود مراد ہوتے ہیں مثلاً کوئی کہے کہ میں نے سرو دیکھا تھا یعنی قد معشوق کا
اور ایک کہے کہ میں نے قد معشوق کا دیکھا تھا پس ظاہر ہے کہ اول میں بہ نسبت دوسرے کے
بلاغت بہت ہے اور اسیطرح کنایہ میں ملزوم سے لازم مراد ہوتا ہے پس گویا یہ دونوں بمنزلہ
ایسے دعوی کے ہیں کہ مع گواہ کے ہو کسواسطے کہ ملزوم اپنے لازم کے ہونے پر گواہ
یعنی ملزوم کا ہونا تقاضا کرتا ہے اس امر کا کہ اوسکا بھی لازم ہو یہ نہیں ہو سکتا
کہ ملزوم ہو اور لازم نہو اور تشبیہ میں وجہ شبہ مشبہ کے اندر مشبہ بہ سے کامل تر ہوتی ہے

اور استعارہ مین مشبہ کو بعینہٖ مشبہ بہ ٹھہرا لیتے ہین اور تشبیہ کی بو بھی اوسمین نہین
ہوتی ہے اور ایک قرینہ ایسا ہوتا ہے کہ معنی موضوع لہ کے مراد نہونے پر دلالت
کرے پس یہ امر بھی بمنزلہ ایسے دعوے کے ہوا کہ مع گواہ کے ہو یہان تک پہلا حدیقہ
تمام ہوا اور کیفیت علم بیان کی مفصل ہوچکی اب حدیقہ دوسرا شروع ہوتا ہے

## حدیقہ دوسرا علم بدیع مین

بدیع ایک علم ہے کہ اوس سے چند امور ایسے معلوم ہوتے ہین کہ وہ کلام کی خوبی کے
باعث ہین اور ان امور سے خوبی کلام کی جب ہو کہ پہلے علم معنی اور علم بیان کے قواعد
سے مزین ہوچکا ہو کسواسطے کہ اگر کلام ایسا نہوگا تو اون امور کا کلام مین استعمال کرنا
ایسا ہے کہ جیسے ایک بدصورت کو زیور پہنا دین بیت زشت باشد دیبقی و دیبا
که بود بر عروس نازیبا ۰ اور یہ کہنا کہ وہ امور کلام کی خوبی کے باعث ہوتے ہین
کہ پہلے کلام صفات مذکورہ سے متصف ہوئی اسواسطے کہ یہ بات معلوم ہوجاوے کہ استعمال
ان امور کا واجب نہین بلکہ مستحسن ہے کیونکہ باوجود پہلی زینت کے اگر یہ زیور بھی اوسکے
ہمراہ ہوگا تو کلام کی زینت دوچند ہوجاویگی اور اگر یہ نہوگا تو زینت پہلی اوسکے
واسطے بہت ہے جیسے عروس خوبصورت پر زیور موجب زیادتی رونق کا ہے والا
حسن خداداد بھی دلربائی کی بات مین کم نہین بہرکیف ان امور کو صنائع اور
بدائع بھی کہتے ہین اور صنائع اور بدائع دو قسم پر ہین قسم پہلی صنائع معنوی کہ
اونسے معنی مین خوبی حاصل ہوتی ہے قسم دوسری صنائع لفظی کہ اون سے
لفظ مین خوبی حاصل ہوتی ہے اور چونکہ لفظ معنی کا تابع ہوتا ہے اسواسطے
کہ مقصود اصلی معنی ہے اور لفظ اوسکے واسطے بنایا جاتا ہے اسواسطے صنائع

معنوی کو پہلے بیان کرنا چاہیے اور صنائع لفظی کو بعد اور از بسکہ صنائع اور بدائع دو قسم پر ہین اس حدیقہ بین دو فصل کی گئین اور ہر فصل کا نام حدیقہ کی مناسبت سے چمن رکھا گیا ❊

## چمن پہلا صنائع معنوی ہین

صنعت طباق اسکو تطبیق اور مطابقت اور تکافو اور تضاد بھی کہتے ہین یہ صنعت اسطرح ہے کہ الفاظ دو لفظ کہ ایک کے معنی دوسرے کے معنی کے مخالف ہون ایسا جمع کئے ہین ذکر کئے ہین خواہ دونون فعل ہون خواہ دونون اسم خواہ ایک اسم اور دوسرا فعل ہو صنعت طباق کبھی دو حرفون مین بھی پائی جاتی ہے اس صورت مین صنعت چار قسم پر ہوئی اور پھر صنعت طباق دو قسم پر ہے طباق ایجابی اور طباق سلبی طباق ایجابی وہ ہے کہ باوجود دو لفظ متضاد کے حرف کو حرف نفی کا نہو خواہ دونو فعل ہون خواہ اسم خواہ حرف اور طباق سلبی وہ ہے کہ دو فعل ایک مصدر سے نکالے جائین ذکر کیے جائین اور ان دونون مین سے ایک ثبت ہوا اور دوسرا منفی یا ایک امر ہو اور دوسرا نہی مثال اوس طباق کی کہ دونون فعل مثبت ہون اور دو فعل ثبت کہ موجب طباق کا ہوان ایک مصدر سے مشتق نہین ہو سکتے جیسے آیا اور گیا اور اوٹھا اور بیٹھا اور اوترا اور چڑھا اور سویا اور جاگا جرأت کا

شعر ہم آئے گھر مین تو جا بیٹھے بام پر تم واہ ❊ لگا جو دل تو بتانے لگے اوتار چڑھاؤ ❊

شاہ نصیر غفر اللہ کا شعر توڑے یکبارند یکبا سر خوبان افسوس ❊ ہم ترے حجرے کو سو بار اوٹھے اور بیٹھے ❊ اور مثال طباق سلبی کی یہ شعر سودا کا شعر فرماؤ گے جو تم تو اوٹھاؤ نگا مین پہاڑ ❊ پہ غیر کی نجابگی مجھسے اوٹھائی بات ❊ پہلے مصرع مین

اوٹھانا ثبت ہو اور دوسرے مصرع مین نہ اوٹھایا جانا منفی اور جیسے شعر نہ مل رقیب سے
اور مجھ سے مل ارے نادان ؛ بھلے برے کا سمجھنا ہی آدمیت ہے ؛ نہ مل نہی اور مل امر
اور حدائق البلاغت کے مصنف نے طباق سلبی نام رکھنے پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے
کہ اثبات اور نفی کو اگر کلام مین جمع کرین بسبب اختلاف کے اوسکو طباق کہنا صحیح ہے
اور فقط اثبات یا لفظ نفی کو طباق ہونے مین کچھ دخل نہین اسکا جواب یہ ہے کہ
جس وقت دو فعل کہ ایک مصدر سے مشتق ہون کہ ایک جا ہی مین جمع کیے جاوین جبتک
ایک مثبت اور ایک منفی یا ایک امر اور دوسرا نہی نہوگا اوسکو طباق کہنا درست
نہین ہونیکا خلاف دو اسم یا ایک اسم اور ایک فعل کے یا اون دو فعلون کے کہ
دو مصدر سے مشتق ہون جیسے آیا اور گیا ان مین طباق کے واسطے نفی اور اثبات
کی کچھ حاجت نہین انکا اختلاف خود طباق کے باب مین کافی ہے پس چونکہ اون
دونون فعلون مین طباق بجز نفی اور سلب کے ممکن نہین تھا اس واسطے اوسکا نام
طباق سلبی رکھا اور ازبسکہ اون دون مین نفی اور سلب کو طباق مین کچھ دخل تھا
اوسکے مقابل مین طباق ایجابی نام رکھا اور فقط ایجاب یا فقط سلب کو طباق مین
کچھ دخل نہین اور نہ کوئی اسکا ہے بہرصورت مثال اوس طباق کی کہ دو
اسمون مین ہو یہ شعر سودا کا ہے کہ تیغ کی تعریف مین لکھا ہے شعر پادین اوسکو
گر عدو دیکھ لے اپنے باپ کو ؛ ماسے کہے تجھے ہے حلال ایک حرام دو ؛ اور اسی قبیل
سے ہے چار عنصر کا ذکر کرنا شعر خشم ہے آگ تیغ آب اور عدو ہے برگ کاہ ؛ اسپ تیز
ہوا ہے اور خصم ہے خاک ناتوان ؛ مثال اوس طباق کی کہ فعل اور اسم مین پایا جائے
جیسے اس شعر مین شعر شیفتہ سو مرے دو بزم سے اوٹھنا جلد جی ؛ بیٹھے ہون نا کام

تو اغیا بھی ناکام رہے ❊ بیٹھنا اسم ہے اسواسطے کہ مصدر ہے اور اوٹھے فعل ماضی
شعر نہین حاجت بیان آسکی کچھ حضرت مسیحا کی ❊ یہ مردہ جی اوٹھے گر تو ذرا
ہونٹھون کو جنبش دیے ❊ مثال اوس طباق کی کہ دو حرفون مین پائی جاوے
اسکی مثال اردو مین یہ ہوسکتی ہے کہ ایک کلام مین ایسے دو حرف مذکور کرین
کہ ایک کو معنی دوسرے کے معنی کے ضد ہون مثلاً لفظ سے کا ابتدا کے واسطے ہے
تک انتہا کے واسطے اور ابتدا اور انتہا مین تضاد ہے سودا کا شعر ❊ شعر ❊ مرغ
ناتوان ہون کہ صحن چمن سے ہین ❊ بے نردبان پہونچ نسکون آشیان تلک ❊
واللہ اعلم بالصواب ❊ اور طباق کی ایک قسم اور ہے کہ اوسکو تدبیج کہتے ہین اور
تدبیج بمعنی آراستہ کرنے کو ہے اور تدبیج کا طریق یہ ہے کہ درمیان تعریف یا ہجو کے
کئی رنگ ذکر کرین اور اوس سے بطریق کنایہ کے یا بطریق ایہام کے مقصود حاصل ہو
کنایہ کی حقیقت اول معلوم ہو چکی اور ایہام اوسے کہتے ہین کہ کسی لفظ کے دو معنی
ہون ایک قریب اور دوسرے بعید قریب سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی اوس مقام کے
مناسب ہو اور بعید یہ ہے کہ اوس مقام کو مناسب نہو اور شاعر کو معنی قریب
مقصود نہو بلکہ معنی بعید مقصود ہو مثلاً ماہ اور آسمان اور صبح اور کواکب کے
ذکر مین لفظ مہر کا مذکور کرین اور مہر کے معنی دو ہین آفتاب محبت پس آفتاب
معنی قریب ہے اسواسطے کہ مناسب مقام کو ہے اور محبت معنی بعید ہے اسواسطے کہ مناسب
مقام کے نہین جب یہ معلوم ہو چکا جاننا چاہیے کہ ازبس ایک رنگ دوسرے
رنگ کی ضد اور مقابل ہوتا ہے مثلاً سیاہ اور سفید یا سرخ اور زرد اسواسطے
تدبیج کو طباق کے اقسام مین سے شمار کرتے ہین مثال اوس تدبیج کی کہ بطریق کنایہ کے

مقصود حاصل ہو یہ شعر ہی شعر اوس سے لیکر جام رنگ اپنا ہوا سرخ و سفید ۞ اور
بزم دلربا مین منہ ہوئے لفظون کے زرد ۞ سرخ اور زرد مین طباق ہے اور مقصود
بطریق کنایہ کو حاصل ہوا کیونکہ رنگ کا سرخ اور سفید ہونا کنایہ ہے بشاش ہونے سے اور
اور مونھ کا زرد ہونا کنایہ ہے خوف کرنے سے اور مثال اوس تدبیج کی کہ بطریق ایہام
کے مقصود حاصل ہو یہ ہی شعر دیکھنا منہ لال ہو جاویگا بس کسیکے ابھی ۞ ساتھ
میرے جو برگ سبز پان تو نے دیا ۞ منہ لال ہونے کو دو معنی ہین ایک قریب
یعنی سرخ ہونا منہ کا بسبب پان کے اور دوسری بعید یعنی مونھ کا لال ہونا طمانچہ
سے اور یہی مراد ہے جاننا چاہیئے کہ طباق کی دو قسمین اور ہین قسم اول یہ کہ دو امر
ایسے کلام مین جمع ہون کہ اونکو آپسمین مقابلہ اور تضاد نہین ہے بلکہ ایک کو
اون دونون مین سے دوسری کی ضد کے ساتھ کسی طرح کا علاقہ ہے مثال شعر
استغفار دل سخت مت کر دیکھ تو چاہکر اوسے ۞ رحم کے قابل ہوا ہے حالت تیری دیکھ
رحم اور سخت مین تضاد نہین بلکہ مقابل سخت کی نرم ہے لیکن رحم کو نرمی کے ساتھ
ایک علاقہ ہے یعنی نرمی سبب اور رحم مسبب اسی قبیل سے یہ شعر درد کا شعر اون
لبون سے نہ کی مسیحائی ۞ ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا ۞ مرنے کو مقابل مین لفظ
مسیحائی کا واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ مرنے اور مسیحائی مین کچھ تضاد نہین بلکہ
مرنے اور جینے مین تضاد ہے اور جلانے کو ساتھ مسیحا کو علاقہ ہے یعنی جلانا حضرت
مسیحا کا معجزہ ہے قسم دوسری یہ ہے کہ ایسے دو امر جمع کرین کہ اونکو آپسمین تضاد
نہین ہے لیکن اونکو ایسے الفاظ سے تعبیر کرین کہ اونکے معنی حقیقی مین تضاد ہے
اور ہے یہ شعر مصحفی کا شعر مجھے خندۂ گل پہ آتا ہے رونا ۞ کہ اسطرح ہنسنے کی خو تھی کسو کا

یہاں جمع ہیں کھلنا گل کا اور رونا عاشق کا اور ظاہر ہے کہ ان دونوں میں
تضاد نہیں اور چونکہ کھلنے کو خندہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے اوسکے معنی حقیقی رونیکے
ساتھ تضاد رکھتے ہیں اور اسیطرح ہے یہ قطعہ سودا کا قطعہ ایک جو مانند گل اس
باغ میں ۔ خرم و خندان ہو گذر گیا ۔ انکی شبنم کی طرح دوسرا ۔ شام سحر رو رو کے
سحر گیا ۔ گل کی شگفتگی اور شبنم کے ٹپکنے کو ایک جا میں جمع کیا ہے اور اون
دو امر میں تضاد نہیں لیکن چونکہ اول کو خندہ اور دوسرے کو رونے کے ساتھ تعبیر
کیا ہے باعتبار ان دونوں کے معنی حقیقی کے تضاد حاصل ہو گیا لیکن پہلے شعر
اور اوس قطعہ میں فرق یہ ہے کہ شعر میں ایک کے معنی مجازی اور دوسرے کے
معنی حقیقی کو جمع کیا ہے اور اوس مجازی والے کے معنی حقیقی کو دوسرے کے معنی حقیقی
کے ساتھ تضاد ہوا ہے اور قطعہ میں دونوں کو معنی مجاز کو جمع کیا ہے اور دونوں
کے معنی حقیقی کے اعتبار سے تضاد بہم پہونچایا ہے اس قسم ثانی کو ایہام تضاد کہتے ہیں
کسواسطے کہ ایہام وہم میں ڈالنے کو کہتے ہیں اور اس جا میں بھی الفاظ مذکورہ
کے ساتھ تعبیر کرنا تضاد کا وہم دلاتا ہے صنعت مقابلہ وہ ہے کہ دو معنی یا زیادہ
کہ ایک دوسرے کی ضد اور مخالف ہوں ایک جا میں ذکر کریں اور بعد اوسکے
اور دو معنی ایسے ہوں کہ علی الترتیب ایک پہلے کی اور ایک دوسرے کی ضد ہو
اور یہ مقابلہ کبھی دو دو معنیوں میں اور کبھی تین تین اور کبھی چار چار معنیوں میں
ہوتا ہے مثال دو دو کی یہ شعر میر کا شعر صبح گذری شام ہونے آئی میر ۔ تو نہ چیتا
وان نہایت کم رہا ۔ صبح کے مقابل شام اور گذرنے کو مقابل ہوتا ہے اسی شعر
میں بعضے شخص گذرنے کی جگہہ بیری کا لفظ پڑھتے ہیں اس صورت میں

درست نہین ہوگی شعر سودا کا شعر مہرو مہروش ہر ایک سنبل شگفام دو چمن
کے دو رہین ہے سحر ایک شام و دو سحر کے مقابل شام ہے اور ایک کو مقابل
دو اور آفت قبیل ہے یہ مصرع اسی قصیدہ کا عنوان ہے کہ تجھے حلال ایک ہو اور
حرام دو ہے یہ تمام شعر طباق کی مثال مین بھی گذر گیا ہے مہر کے مخمس کا ایک
بند گویا کی غزل پر پند مسعود غفلت ہم کو کھو یا ہے جو مہر جاگا بخت کم سو یا ہے
کاتب اعمال بھی رو یا ہے بار عصیان سے ہم گو یا ہے کیا اونچا ہے
جھکے جاتے ہین ہم جاگنے کو مقابل مین سویا اور کم کے مقابل مین بہت ہو اور
اسی مخمس کی غزل کا شعر شعر تر کا مطلب لو لیا ہے دنیا سے ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلایا
ہین ہم ہاتھ کے مقابل پاؤن اور کھینچے کو مقابل پھیلانا مثال مین تین تین
اور چار چار کا اشعار اردو مین بہت کم ہے اسواسطے مثال نہین لکھی معلوم
کیا چاہیے کہ تلخیص المفتاح کے مصنف نے اس صنعت کو علحدہ قسم نہین قرار دیا
بلکہ طباق کی قسم قرار دیا ہے اور سکاکی نے اسکو قسم علاحدہ مقرر کرکے طباق سے
جدا بیان کیا ہے اور حق یہ ہے کہ یہ صنعت ایک قسم طباق کی ہے اسواسطے
کہ اس جا بھی مین بھی تضاد معتبر ہوتا ہے خواہ دو امر مین ہو خواہ زیادہ مین
صنعت مراعاۃ النظیر اسطرح پر ہے کہ کئی چیزین ایسے کلام مین مندرج ہون کہ
اونکو باہم مناسبت ہو جیسے باغ اور گلشن اور بلبل اور گل اور نرگس اور نسیم
اور صبا یا شمس اور قمر اور ستارہ اور فلک علی ہذا القیاس اس صنعت کو تناسب
اور توفیق اور ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہین تلفیق کے معنی دشمن کو آشنا کرنا
اور باقی الفاظ کے معنی ظاہر ہین اسکی مثال ہے یہ بند سودا کے مخمس کا

بیت مخمسہ جو گرد چہرہ کے اوس شہ گل نے خط کو رکھا ٭ چمن چمن مین پڑا شور
ہر طرف غوغا ٭ ہر ایک مرغ نے ہو باغ باغ دی یہ دعا ٭ شکر فروش کہ عمرش دراز
باد چرا ٭ تفقدی نکند طوطی شکرخارا ٭ چمن چمن اور مرغ مرغ اور باغ باغ
اور طوطی مناسب ایک دوسرے کے ہین اور اسی صنعت کی قبیل سے ہے وہ صنعت
کہ جسکو بعضے تشابہ الاطراف نام رکھتے ہین یہ وہ ہے کہ کلام کو ایسی شے کے ساتھ
تمام کرین کہ ابتدا کے ساتھ مناسبت رکھتی ہووے جیسے یہ شعر ذوق کا شعر تجھسے
دیکھا سبکو اور تجھکو نہ دیکھا جون نگاہ ٭ تو رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی
رہا ٭ آنکھون مین رہنا مناسب اس قول کے ہے تجھسے دیکھا سبکو اور آنکھون سے
پنہان رہنا مناسب اس قول کے تجھکو نہ دیکھا اسواسطے کہ جو چیز ایسی ہو کہ وہ
سبکو دیکھے تو وہ چاہیے کہ آنکھون مین رہے اور آنکھون مین رہنا اردو مین
محاورہ ہے بمعنی قریب کے اور جو چیز کہ دیکھی نجاوے چاہیے کہ وہ آنکھون سے
پنہان ہووے یہ شعر سابق کسی اور امر کی مثال مین بھی مذکور ہو چکا ہے
میر کا شعر یہی صحرا بھی گریبان چاک ٭ جبتلک ہاتھ پانون چلتے ہین ٭ ہاتھ کا
چلنا مناسب ہے چاک گریبان کے اور پانون کا چلنا مناسب صحرا کے لیکن اسقدر
ہے کہ ان دونون کا ذکر بطریق لف و نشر غیر مرتب کے ہے اور مراعاۃ النظیر کے
قبیل سے ہے وہ صنعت بھی کہ اوسکو ایہام تناسب کہتے ہین اور یہ اسطرح پر ہے
کہ ایسے دو معنی کلام مین جمع کرین کہ اونکو آپس مین کچھ مناسبت نہین مگر اون
دو معنی کو جن دو لفظون کے ساتھ تعبیر کرین اور اون دونون مین سے دوسرا لفظ
ایسے ایک اور معنی رکھتا ہو کہ اس معنی کو پہلے لفظ کے معنی کے ساتھ مناسب ہو

مثلاً فرہاد اور شیرین مذکور کرین اور شیرین سے معنی میٹھے کی مراد ہو ظاہر ہے کہ اوس معنی کو فرہاد کے معنی سے کچھ مناسبت نہین مگر شیرین کو بمعنی معشوقہ مشہور کے فرہاد کے ساتھ مناسبت ہے یا مشک اور چین زلف چین بمعنی شہر معروف کو مشک سے مناسبت ہے یا بازار اور سودا بمعنی دیوانگی کے اور دوسرے معنی یعنی خریداری کو بازار سے مناسبت ہے اور جیسے اس شعر مین سودا کے شعر ؎ گلشن ہی نہ کچھ مفتون ہے تیرے بید بھی قد کا تیرے مجنون ہے ؏ اس شعر مین درخت مذکور اور مجنون کے معنی یعنی دیوانہ کو باہم جمع کیا ہے اور اون دونون مین کچھ مناسبت نہین لیکن مجنون کے دوسرے معنی یعنی ایک قسم بید کی کہ جسکو بید مجنون کہتے ہین بید سے البتہ مناسبت رکھتی ہے اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے یہ شعر سودا کا شعر کہتا ہے واعظ کہ اسنیے تو یہ منع ہے ؏ کہنے ہی کی بات ہے اسکو سنا کیجیے ؏ سنا کیجیے محاورہ مین ایسی جاے استعمال کرتے ہین کہ کوئی شخص بے اصل اور بے اعتبار بات کہے مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ بات بے اصل ہے یہ معنی بطریق کنایہ کے حاصل ہوئے ہین ظاہر ہے کہ اوس جاے مین یہی معنی مقصود ہے کسواسطے کہ بے اصلی اور بے اعتباری زاہد کے کلام کی ثابت کرنی منظور ہے اور یہ معنی ذکر ساتھ کچھ مناسبت نہین رکھتے اور معنی حقیقی یعنی تاکید سننے پر البتہ مناسبت ہونے سے اور اسے ایہام تناسب اسیواسطے کہتے ہین کہ تناسب فی الحقیقت نہین ہے لیکن دوسرے معنی تناسب کا وہم دلاتی ہے جیسے ایہام تضاد مین معلوم ہوا صنعت مشاکلہ وہ ہے کہ دو چیزین ایک جا ذکر کرین اور جن لفظون سے پہلی چیز کو تعبیر کیا ہے اونھین لفظون سے دوسری چیز کو بھی تعبیر کرین ایک جاے مین مذکور ہونے کی مناسبت کر

مثلاً اوس شخص کو کہ بسبب بدکاری کے عذاب مین گرفتار ہو جاوے کہین کہ بدلہ
برائی کا برائی ہے عذاب کو برائی تعبیر کیا اور جیسے پانچوان مصرع سودا کے مخمس
کے بند کا مولوی ندرت کشمیری کی ہجو مین بند مخمسہ مولوی جی سے جا کے اب
کوئی سیر اپیام دو ؛ کہنے کہا کہ یہ غزل پڑھے کو اذن عام دو ؛ لکھے لگے اسے ہر ایک کو
صبح سے تا شام دو ؛ مجھسے جو لو چھو شعر بھی کہنے کو انصرام دو ؛ گھوڑے کو دو ند د
لگام موتہ کو ذرا لگام دو ؛ خاموش رہنے کو گھوڑے کی مناسبت سے موتہ کے لگام
دینے کے ساتھ تعبیر کیا ہے صنعت مزاوجہ لغت مین مزاوجہ دو چیز کے ملانے کو کہتے ہین
اور اصطلاح مین وہ ہے کہ ایسے دو معنی شرط اور جزا مین واقع ہو وین کہ پہلے معنی پر
جزا مترتب ہووے دوسرے معنی پر بھی وہی مترتب ہو جیسے اس شعر مین سعادت یار خان
رنگین کے شعر آہ کیجے تو آن جاتی ہے ؛ ورنہ کیجے تو جان جاتی ہے ؛ آہ کرنا
اور نکرنا دو امر ہین اور ان دونون امر پر کسی شئے کا جانا مترتب ہوا ہے یعنی
اول پر آن کا جانا اور دوسرے پر جان کا جانا صنعت ارصاد لغت مین ارصاد
رستہ مین نگہبان بٹھانے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین وہ ہے کہ شعر مین ایسا لفظ
لاوین کہ اوس سے یہ معلوم ہو جاوے کہ مصرع ثانی کے آخر مین فلان لفظ ہوگا اگر
یہ امر جب ہے کہ اوس شعر کے قافیہ کا حرف اخیر معلوم ہوا اور اگر نہوگا تو لفظ اخیر کا
معلوم ہونا پہلی لفظ سے نہ ہو سکے گا جیسے ان دو شعر مین شعر شہرہ ہے تیرے
جفا و جور کا عالم کے بیچ ؛ دھوم ہے تیرے ستم کی قاف سے تا قاف ؛ مختلف
ہین یار سے یار آشنا سے آشنا ؛ عشق نے تیرے یہ ڈالا سب دلون مین
اختلاف ؛ جب معلوم ہوا کہ اس زمین مین مدار قافیہ کا حرف

سنے پر ہے کہ سب جاموں میں مثل قات اور ساعات وغیرہ کے قافیہ کیا جائیگا دوسرے شعر کے مصرعہ اول میں لفظ مختلف سے یہ معلوم ہوا کہ یہان قافیہ ضرور اختلاف ہوگا کیونکہ مختلف سب کا ہونا بسبب اختلاف کے ہوتا ہے صنعت عکس و تبدیل

یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ پہلے ایک چیز کو کسی چیز پر مقدم کرین اور پھر پہلی کو پیچھے کردین اور پچھلی کو پہلے جیسے اس شعر مین ؏ شعر تو ہوا اور جبر بخت کی خوبی ❊ خوبی بخت دیکھیے تو سہی ❊ پہلے لفظ بخت کا خوبی پر مقدم تھا اور پھر بخت پر خوبی کو مقدم کردیا اور جیسے اس شعر مین ؏ شعر اعتبار حسن سے ممتاز ہے خوبان مین تو ❊ اور مین عشاق مین رکھتا ہون حسن اعتبار ❊ صنعت رجوع اسطرح پر ہے کہ کلام اول کو باطل کرکے دوسرے کلام کی طرف مصروف ہوویں کسی فائدہ اور نکتہ کے واسطے شعر رخ ہے تیرا ماہ یا خورشید پر ہے یہ غلط ❊ دلستانی اسقدر مہ مین کہان خور مین کہان ❊ قد ہے تیرا اک صنوبر باغ عالم مین دلو ❊ راستی جو ہے ترے قد مین صنوبر مین کہان ❊ فائدہ اس رجوع کا ترقی ہے معشوق کے چہرہ اور قد کی خوبی کی صنعت توریہ

اور اس صنعت کو ایہام بھی کہتے ہین لغت مین توریہ بمعنی جدا کرنے کے ہے اور ایہام بمعنی وہم مین ڈالنے کے ہے اور اصطلاح مین وہ ہے کہ ایک لفظ اسطرح کا ذکر کرین کہ اوسکے دو معنی ہون ایک قریب اور دوسرے بعید اور مراد کہنے والے کی معنی بعید ہو اور معنی کے قریب اور بعید ہونے کی حقیقت اول ہی صنعت طباق کے تشبیح کے بیان کے اثنا مین مفصل مذکور ہوچکی ہے اور معنی بعید کا مراد ہونا کسی قرینہ کے اعتماد پر ہوتا ہے پوشیدہ نرہے کہ یہ صنعت دو طرح پر ہے ایک یہ معنی قریب یعنی جو معنی کہ مراد نہین اوسکی مناسبات مین سے کچھ کلام مین مذکور نہو

اسکو ایہام مجرد کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر عشق بیٹھا ہے دل مین اک بت کا ٭ ہم تو یار د خدا کے بھی نہ رہے ٭ دل مین غم کا بیٹھنا بمعنی غم کے موجود ہونے کو ہے دل مین اور مناسبات بیٹھنے کی کہ معنی قریب ہے کچھ مذکور نہین اور دوسری یہ کہ معنی قریب کی مناسبات مذکور ہون اسکو ایہام مرشحہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر دل جو دیکھا تو صنم خانہ سے بدتر نکلا ٭ لوگ کہتے تھے کہ اس گھر مین خدا رہتا ہے ٭ رہنا خدا کا بمعنی متصرف ہونے کے ہے اور مناسبات رہنے کی یعنی بود و باش کے گھر اور صنم خانہ ہے صنعت استخدام وہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنی ہون اور اون دونون سے ایک معنی بواسطہ اوس لفظ کے مراد رکھین اور پھر ضمیر اوس لفظ کی طرف راجع کرکے دوسرے معنی کا ارادہ کرین جیسے ان شعرون مین شعر سایہ فگن ہے مین نے کہا ہم پہ اسے پری ٭ بولا کہ اوسکے سایہ سے پرہیز چاہیے ٭ الضاً مین نے کہا کہ اسے گل مرتے ہین ہم الم سے ٭ بولا کہ اوسکو کیا ہے مرنے سے بلبلون کے ٭ پہلے شعر مین پری اور دوسرے مین گل سے معشوق اور بواسطہ ضمیر یعنی اوسکے پری اور گل کے معنی حقیقی مراد ہے کیونکہ سایہ سے پری کے پرہیز کرتے ہین اور مرنے سے بلبل کے گل متعارف کو غم نہین ہوتا ہے صنعت لف و نشر لف لغت مین بمعنی لپیٹنے کے اور نشر بمعنی پراگندہ کرنے کو اور اصطلاح مین وہ ہے کہ پہلے کئی چیزین مذکور کرین اور بعد اوسکے ہر ایک کی منسوبات اور متعلقات بغیر تعیین کے بیان کرین اور تعیین کا نکرنا اس اعتماد پر ہے کہ سننے والا ہر منسوب کو اوسکے منسوبات الیہ سے متعلق کریگا پہلے امر کا نام لف اور دوسرے کا نشر ہے اور یہ صنعت دو قسم ہے مرتب اور غیر مرتب مرتب اسطرح پر ہے کہ جس ترتیب سے لف ہے اوسی ترتیب سے نشر بھی ہو جیسے اس شعر مین

سودا کا شعر یار و مہتاب و گل و شمع بہم چاروں ایک ہیں کتان و بلبل و پروانہ
یہ ہم چاروں ایک ہیں اپنے تئیں یار کو ساتھ اور کتان کو مہتاب کے اور بلبل کو گل کے
اور پروانہ کو شمع کے ساتھ منسوب کیا ہے علی الترتیب اور جیسے دوسرا شعر میں
اسی قصیدہ کے شعر ہم جیسے ابر و ہوا شیشہ و جام اے ساقی گریہ و نالہ و دل و دیدہ
چاروں ایک ہیں گریہ مشابہ ابر کے اور نالہ ہوا کے اور دل شیشہ کو اور دیدہ جام کو
اور بہترین انواع اس قسم میں وہ ہے کہ ایک کلام میں کئی لف اور کئی نشر جمع ہوں
چنانچہ ایک نشر نسبت دوسری نشر کے لف بن جاوے جیسے اس شعر میں شعر کیونکہ
چین آوے کہ رہتا ہے ہمیشہ جیہ میں سوز و نالہ داغ و غم سے دل کو جان زار کو سوز
بسبب داغ کے دل کو ہے اور نالہ بسبب غم کے جان کو اور لف و نشر غیر مرتب
وہ ہے کہ جس ترتیب سے لف ہو نشر اوس ترتیب سے نہو یہ دو قسم ہے قسم اول
یہ کہ ترتیب نشر کی اولٹی ہو یعنی لف میں جو سب سے اخیر ہے سب سے پہلے مذکور کریں
اسیطرح سے باقی کے منسوبات تمام مذکور کریں اسکو معکوس الترتیب کہتے ہیں
شعر روے و زلف و قد صنم دیکھو سرو و شمشاد و گل بہم دیکھو سرو مناسب قد
کے اور شمشاد مناسب زلف اور گل مناسب چہرہ کے ہے معلوم کیا چاہیے کہ شمشاد
ایک درخت سیدھا ہے کہ اوس سے معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں مثل
سرو کے اور بعضی مردہ کے بھی ہے جب قد کو اوس سے تشبیہ دیتے ہیں وہ
درخت سیدھا مثل سرو کے مراد ہوتا ہے اور جب زلف اور خط کو اوس سے
مشابہ کرتے ہیں مردہ مراد ہوتا ہے چنانچہ لغت اور مصطلح کی کتاب خصوصاً
بہار عجم سے یہ بات ظاہر ہے اور اس شعر میں کہ مثال میں مذکور ہوا اوس سے

مردہ ہی مراد ہو قسم دوسری یہ کہ نشر کی ترتیب نہ لف کی ترتیب کے مطابق ہو اور نہ
اولٹی ہو بلکہ اوسکی ترتیب درہم برہم ہو جیسے اس شعر مین شعر داغ دل اور
قطرۂ اشک آہ صبح گاہ ۔ شبنم سے مجھکو اور گل و سنبل سے کم نہین صنعت جمع اوسکو
کہتے ہین کہ کئی چیزونکو ایک حکم کے تحت مین جمع کرین جیسے اس شعر مین سودا کے
شعر سبزہ و ابر و ہوا گل نہ سدا ہوین یکجا ۔ ساقیا جام کہ ہین یہ کوئی دم چارون
ایک ۔ سبزہ اور ابر اور ہوا اور گل کو ہمیشہ یکجا ہونے کے حکم مین جمع کیا ہے ۔
صنعت تفریق ایک طرح کی دو چیزون مین فرق ظاہر کرنے کو کہتے ہین جیسے
اس شعر مین سودا کے شعر ابر سے تجھے رونے کی ہماری ۔ ٹپکا تری
آنکھون سے کبھی لخت جگر بھی ۔ آنکھ اور ابر پانی کی گرانی مین مشابہ ایک دوسرے کے
ہین لیکن اسمین باعتبار لخت جگر ٹپکنے کے فرق ظاہر کر دیا صنعت تقسیم اوسے کہتے ہین
کہ پہلے کئی چیزین ذکر کرین اور پھر جو جو شے اونکے ساتھ نسبت رکھتی ہو اوسکو
مذکور کرین بطریق تعیین کے اس صنعت مین اور لف و نشر مین یہی فرق ہے کہ
لف و نشر مین ذکر منسوبات کا بطریق تعیین کے نہین ہوتا چنانچہ پہلے معلوم ہو چکا
اور یہان بطریق تعیین کے ہوتا ہے چنانچہ اس قطعہ مین قطعہ زلف اوس مہوش
کے رخ پر آگ دخان ہے آگ پر ۔ اور رخ اوس مہوش کا شعلہ ہے زیر دخان ۔
ہاے یون ہو اوس دخان سے تیرہ اپنا روز عیش ۔ اور اوس شعلے سے یون
روشن ہو شام دشمنان ۔ مقصود یا تمثیل اس قطعہ مین مذکور ہونا دخان اور آتش کا
اور پھر مذکور ہونا تیرہ ہونے روز عیش کا دخان سے اور روشن ہو شام دشمنونکا
شعلے سے ہے اور ذکر زلف اور رخ اور مہ اور مہر اور دخان اور شعلہ اور تیرہ

اور روشن مہ چیزون کا مراعات النظر کی قبیل سے اور روز او رشام طباق کے قبیل سے ہو سو یہ دونون صنعتین پہلے مذکور ہو چکی ہین اور اسی صنعت کی قبیل سے ہو کسی شے کی تمام قسمون کو ایک جا مین اکٹھا مذکور کرنا جیسے اس شعر مین شعر ہم اونکے بزم مین اپنے تئین یون خوار کرتے ہین ٭ کبھی نظرون سے گرتے ہین کبھی دل سے اوترتے ہین ٭ خواری کی قسمین مصرع ثانی مین مذکور ہین صنعت جمع و تفریق وہ ہے صنعت جمع او رصنعت تفریق کو ایک جا مین اکٹھا کرین شعر مسلمان اور کافر سجدہ سب کرتے ہین پتھر کو ٭ اوسے وہ کعبہ کہتے ہین اور بت نام کرتے ہین ٭ مصرعہ اول مین مسلمان اور کافر کو جمع کیا ہے سجدہ کرنے کے حکم مین اور مصرعہ ثانی مین دونون کا فرق بیان کیا ہے اسی قبیل سے ہے یہ شعر ممنون کا شعر تفاوت قامت یار اور قیامت مین ہے کیا ممنون ٭ وہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے ٭ اول قامت اور قیامت کو فتنہ ہونے کے حکم مین جمع کیا اور پھر اون دونون مین فرق ظاہر کیا سانچے مین ڈھلنے کی صنعت جمع و تقسیم صنعت جمع اور صنعت تقسیم کے اکٹھا کرنے کو کہتے ہین ٭ جیسے اس شعر مین شعر تجھے اور تیرے دشمن کو سدا ہے اوج عالم مین ٭ تجھے تخت خلافت پر اوسے دار ریاست پر ٭ مصرعہ اول مین صنعت جمع اور دوسرے مین صنعت تقسیم ہے صنعت جمع و تفریق و تقسیم تینون صنعتون کے اکٹھا کرنے کو کہتے ہین جیسے اس قطعہ مین قطعہ مری آہ اور ترا طرہ ہے سنبل شکل مین لیکن ٭ وہ خار سوختہ یہ شاخ سرو جویباری کی ٭ سدا اوس خار سے دوزخ کو ہے امید آتش کی ٭ سدا اس شاخ سے جنت کو خواہش آبیاری کی ٭ مصرع اول شعر اول مین

صنعت جمع اور دوسرے مصرعہ مین تفریق اور دوسرے شعر مین تقسیم ہے صنعت تجرید
یہ صنعت اسطرح سے ہے کہ ایک شے ذی صفت سے ایک اور شے مانند اوسکے متصف
اوسی صفت کے ساتھ حاصل کرین واسطے مبالغہ کے تاکہ یہ معلوم ہو کہ پہلی شے اوس
صفت مین ایسی کامل ہے کہ اوس سے ایک اور شے موصوف باین صفت حاصل
ہوسکتی ہے یہ صنعت عربی مین بہت طرح سے مستعمل ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس
فارسی مین بھی لیکن اردو مین بھی کئی طرح سے اسکا استعمال پایا جاتا ہے اول یہ کہ
جس چیز سے کوئی چیز اور اوسی صفت کی حاصل کرین اوسکے ساتھ حرف سے کا کہ
اردو مین حرف از کا ترجمہ ہے مذکور کرین جیسے اس شعر مین شعر آتش غم ایسی
کچھ بھڑکی کہ دل مین ہوگیا ؛ داغ دل سے آفتاب روز محشر آشکار ؛ حاصل یہ ہے
کہ اسجگہ دل کے داغ کی سوزش مین مبالغہ منظور ہے یعنی داغ دل کا سوزش یہانتک
اس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ اوس سے آفتاب حاصل ہوگیا ہے اور یہ قسم ظاہر مین تشبیہ
معلوم ہوتی ہے لیکن جو معنی مشابہ کہ بطریق تجرید کے مستفاد ہوے اوسکو اصطلاح
مین تشبیہ نہین کہتے چنانچہ یہ حال تشبیہ کی بحث مین مفصل معلوم ہوچکا ہے دوسری
قسم یہ کہ جس شے سے کچھ اور شے حاصل کرین اوس شے کو حاصل ہونے والی چیز کا
ظرف ٹھہراوین جیسے اس شعر مین شعر ہے کوچۂ جانان مین جنت کا سراغ اونکو
عشاق ثواب وان سے مرکر بھی نہ نکلین گے ؛ مراد یہ ہے کہ کوچۂ جانان خود جنت ہے
لیکن کوچۂ جانان سے جنت کو حاصل کیا ہے بطریق [illegible] صنعت کے گویا جنت اوس کوچہ مین
آمادہ اور مہیا ہے تیسری قسم یہ ہے کہ کسی حرف کا واسطہ نہو خواہ مین ہو خواہ سے
جیسے اس شعر مین شعر مجھے دیکھکر تیغ کو دیکھتے ہین ؛ غرض یہ کہ ہو خون ناحق کسی کا

یعنی غرض یہ ہے کہ ہو خون ناحق میرا حاصل یہ ہے کہ اپنے تئین ناحق کشتہ ہونے کی صفت مین ایسا کامل قرار دیا کہ اپنے سے اور شخص حاصل کیا اور یہان واسطہ کسی حرف کا نہین نہ حرف ظرف کا یعنی مین اور نہ کسی اور حرف کا مثل سے کے جیسے اوپر کی دو مثالون مین تھا چوتھی قسم یہ کہ کوئی شے بطریق کنایہ کو حاصل ہو جیسے اس شعر مین شعر دیکھنا آئینہ ہر دم کا نہین ہے بے وجہ ؛ ظاہرا وہ بھی ہین عاشق کسی مہ پارہ کے ؛ آئینہ دیکھکر کسی مہ پارہ پر عاشق ہونا ظاہر ہے کہ اپنے اوپر عاشق ہونا ہے کیونکہ آئینہ مین صورت اپنی نظر آتی ہے پس معشوق سے ایک اور مہ پارہ ایسا حاصل کیا کہ وہ اوسپر عاشق ہوا ہے پانچوین قسم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے سے آپ باتین کرے مثلاً پہلے کسی ایسی شے کا عزم کرے کہ وہ ممکن الحصول نہو اور پھر سمجھکر اپنے آپ سے کہے کہ تیری مجال کیا ہے کہ اوسکو حاصل کرے اسی قبیل سے ہے اکثر مقطع مین اپنا تخلص مذکور کرکے اپنے سے خطاب کرنا مثلاً یہ مقطع سودا کا شعر سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات ؛ اب آئی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی ؛ ایضاً سودا کبھو نہ بانیو واعظ کی گفتگو ؛ آواز دہل ہے خوش آیند دور کا ؛ ؛ مقطع میر تقی کا شعر ایسا النفور میر جی صاحب کیا ہو اگر یہ سا تانگ نہین ؛ ؛ گرمی سبزہ رنگون سے اور گھر مین بھلو لی تھانگ نہین ؛ مقطع شیخ ابراہیم ذوق سلمہ اللہ تعالی کا شعر میکدہ مین ایک پگڑی ہوتی تھی رہن می ؛ ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت تو نہین دسلی صنعت مبالغہ مقبولہ معلوم کیا چاہیے کہ مبالغہ یہ ہے کہ کسی وصف کو مبالغہ سے یا ضعف مین اس حدتک پہونچا دین کہ اوس حدتک اوسکا پہونچنا بعید ہو یا محال ہو تاکہ سننے والے کو یہ گمان نہ ہے کہ اس صفت

شدت یا ضعف کا کوئی مرتبہ باقی ہے اور اوس وصف کا اوس حد تک پہونچانا
تین حال سے خالی نہیں ایک یہ کہ موافق عقل اور عادت کے ممکن ہو یعنی اوس حد تک
پہونچانا نہ عقل کے نزدیک ممتنع ہو اور نہ عادت سے باہر ہو اوسکو تبلیغ کہتے ہیں اسکی
مثال یہ شعر ہے سودا کا شعر ہو پہنچے ہم آرزوے وصل میں نزدیک مرگ ∴ ستو جیسے
مشکل ملاقات بہت دو ہمیں ∴ کسی شے کی آرزو میں مرگ کے نزدیک پہونچنا
نہ موافق عقل کے محال ہے اور نہ باعتبار عادت کے دوسرا یہ ہے کہ باعتبار عقل
کے ممکن ہو اور باعتبار عادت کے محال ہو اوسکو اغراق کہتے ہیں چنانچہ اس قطعہ میں
سودا کے قطعہ اسقدر رکھتی ہے صولت اوسکی شمشیر و سپر ∴ گر صف اعدا میں جا کر
کھینچے اسکا بیان ∴ ڈال دیں روئیں تن ہا اوس ہنگام میدان میں سپر ∴ ہوسکے
باریک اپنی گردن کو بنا دیں سرکشان ∴ شمشیر اور سپر کے ذکر سے میدان میں
روئیں تن کا سپر ڈالدینا اور سرکشوں کا گردن حاضر کرنا باعتبار عادت کے
نہیں ہوسکتا لیکن عقل اس امر کو ممکن جانتی ہے اسی قبیل سے یہ شعر حسین تسکین کا
کہ راقم کے دوستوں میں ہیں ہے شعر اب یہ حالت ہو کہ اون سا بیدرد ∴ مرے
بچنے کی دعا مانگے ہو ∴ اپنے شخص کا کہ کمال بیدرد ... ہیں کہ وہ بیدرد
اوسکا دشمن بھی ہو بچنے کی دعا مانگنا باعتبار عادت اوس شخص کے بعید ہے لیکن باعتبار عقل کے
ممکن ہے تیسرا یہ کہ باعتبار عقل کے اور عادت کے محال ہو اسکو غلو کہتے ہیں جیسے
اس شعر میں سودا کے شعر بندوبست ایسا ہے عالم ... ∴ گردن
کے واسطے رکھتا ہے حکم ریسمان ∴ ایضا سمجھا ہے ... صنعت گر کو باؤن ∴ یہ کشتی
فلک کی لہو میں ڈبا دوں ∴ پڑتا ہے کہ کڑی کے جالے کو گردن کے واسطے

پیمان کا حکم رکھنا اور گرمہ سے لہو کا دریا بہانا اور کشتی فلک کو اوس لہو مین ڈوبانا
نہ باعتبار عقل کے اسکے امکان رکھتا ہے اور نہ باعتبار عادت کے جب یہ معلوم ہو چکا تو اب
جاننا چاہیے کہ ان تینون قسمون مین سے تبلیغ اور اغراق دونون مقبول ہین
اور تیسری قسم جب مقبول ہوتی ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کرین کہ اوسکو قریب صحت
کے کردے جیسے اس شعر مین سودا کے شعر اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن ؛
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا ؛ مقصود بیان ہے اس امر کا کہ
بہار اس گلشن دنیا کی آنکھ کھولنے کے عرصہ مین جاتی رہتی ہے اور یہ امر قریب صحت کے
نہین ہو سکتا کسواسطے کہ ایک ساری فصل کا اس عرصہ قلیل مین بسر ہو جانا نہ باعتبار
عادت کے ہے اور نہ عقل مین آتا ہے لیکن جب آنکھ کھلنا گل کی طرف منسوب کیا وہ امر
مقرون بصحت ہو گیا کسواسطے کہ گل بعد کھلنے کے ٹوٹکر گر پڑتا ہے اور یہی امر اوسکے واسطے
خزان ہے ایضاً عشق کی بھی منزلت کچھ کم خدائی سے نہین ؛ ایک سا احوال یہان
بھی ہے گدا و شاہ کا ؛ عشق کی منزلت اور مرتبہ مین مبالغہ حد سے زیادہ بڑھگیا اور
یہ امر قریب صحت کے نہ تھا لیکن جب یہ کہا کہ یہان بھی گدا اور شاہ کا ایک سا احوال ہے
وہ امر مقرون بصحت ہو گیا کسواسطے کہ حق جل و علی کے نزدیک بھی گدا اور شاہ برابر ہین
یا مبالغہ کے ساتھ خیالات نازک اور لطیف ہوتے ہین تاکہ اون خیالات نازک اور لطیف کی لذت
اور حسن کے سبب سے مبالغہ باوجود قریب صحت نہونیکے بلغا کی طبیعت مین مقبول ہو جاوے جیسے
سودا کا شعر شمشیر یار مین وسکو صفت دیکھ لو اپنے باپ کو ؛ مان ہیکہ تجھے حلال ایک ہوا اور
حرام دو ؛ اس شعر مین مبالغہ ہے تلوار کی تیزی مین یعنی اوس تلوار کی یاد کرتا ہین اگر دشمن
ممدوح کا اپنے باپ کو دیکھلے اوس تلوار کی یاد کر اثر ہیسا اوسکی نگاہ مین اسقدر تیزی بہم پہونچی

کہ اوس تیر کی نگاہ سے اوسکو باپ کر دو ٹکڑے ہو جاوین ہرچند یہ امر البعد اور باعتبار عادت
اور عقل سے ممتنع ہے لیکن ازبسکہ خیالات نازک اور لطیف ہین جنبد ھائی طبیعت کو
بہت پسندیدہ معلوم ہوتا ہے یا مبالغہ بطور ہزل کے واقع ہوا ہو جیسے ان شعرون مین
سودا کی کہ گھوڑے کی ہجو مین کہے ہین شعر کروے ہے اسقدر کہ اگر اوسکی نعل کا ٭ لوہا
گلا کے تیغ بناوے کبھو لہار ٭ ہو دلکو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ ٭ رستم کے ہاتھ سے
نہ چلے وقت کارزار ٭ گر باندھ کر سمندر سے پھینک دین اوسے ٭ جھٹکے بغیر پا نہ اوٹھیگا
زینہار ٭ پہلے دو شعرون مین مبالغہ کروی مین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا نہین
ہو سکتا کہ کروی کی تاثیر مین نعل مین وہ اثر ہو جاوے کہ اوسکے لوہے کی تلوار [illegible]
چل نہ سکے اور تیسرے شعر مین مبالغہ ہے گھوڑے کی صنعت مین اور یہ ظاہر ہے
کہ باندھ کر ڈالدینے کو وقت بسبب صنعت کے تین جھٹکے لیکر اوٹھنا ممکن نہین کیونکہ [illegible]
گرنا بے اختیاری ہے اور صنعت مین توقف کرنا اختیار سے ہوتا ہے لیکن ازبسکہ
یہ بطور ہزل کے ہے طبیعت کو پسند آتا ہے صنعت مذہب الکلامی وہ ہے کہ کلام دلیل اور
برہان پر مشتمل ہو یعنی اوس سے بطور دلیل کے نتیجہ مطلوب کا حاصل ہو جاوے جیسے
اس شعر مین سودا کے شعر اگر عدم سے نہو ساتھ فکر روزی کا ٭ تو آب و دانہ کو لیکر
گھر نہو پیدا ٭ اس شعر مین دلیل کی صورت شرطیہ ہے کہ اگر عدم سے فکر روزی کا
ساتھ نہو تو گویہ آب و دانہ لیکر عدم سے پیدا نہو لیکن وہ آب و دانہ لیکر پیدا ہوتا ہے
اس سے نتیجہ حاصل ہوا کہ فکر روزی کا عدم سے ساتھ ہے اسیطرح سے ہین یہ دو شعر
اسی قصیدہ کے بلند ہمت اگر ہون نہ زیر چرخ ضعیف ٭ ہلال عید ہو عالم کا کیونکر
روزہ کشا ٭ جو ناتوان نکرین دستگیری دشمن ٭ تو خار و خس نکرین شعلہ کو کبھو برپا ٭

صورت دلیل کی ان دونون شعرون مین اسطرح پر ہے کہ اگر ضعفا بلند ہمت نہون
تو ہلال عید باین ضعف اور ناتوانی عالم کی روزہ کشائی نکرے لیکن روزہ کشائی
کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ ضعیف بلند ہمت ہین اور اگر ناتوان دشمن کی دستگیری نکرین
تو خار و خس باین ناتوانی شعلہ کو کہ دشمن ہے برپا نکرین لیکن کرتا ہے پس نتیجہ یہ حاصل ہے
کہ ناتوان دشمن کو دستگیر ہین لیکن اس صنعت کا لطف جبتک کہ علم معقول مین کچھ
دستگاہ نرکھتا ہو حاصل ہونا بہت دشوار ہے اور راقم کے خیال مین آیا تھا کہ اس مقام پر
چند اصطلاحین منطق کی بھی لکھے تاکہ اوسکو سمجھکر دلیل کی حقیقت اور اوس سے نتیجہ کا
نکالنا معلوم کرین لیکن بعد تامل کے معلوم ہوا کہ بجز طول کلام کے اور کچھ فائدہ نہوگا
اسواسطے ترک کیا صنعت حسن التعلیل اوسکو کہتے ہین کہ کسی وصف کے واسطے کسی
شے کو علت ٹھہراوین اور وہ شے حقیقت مین اوسکی علت نہو معلوم کیا چاہیے کہ وہ
وصف کہ جسکی شے کو علت ٹھہرایا ہو یا فی نفسہ ثابت ہو یا نہین اگر وہ وصف فی نفسہ
ثابت ہو تو وہان اوس وصف کے واسطے فقط علت کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے
اور اگر وہ وصف فی نفسہ ثابت نہین تو وہان علت کے بیان سے اوس وصف کا
ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور وہ وصف کہ فی نفسہ ثابت ہو اور اوسکے واسطے علت کا
ثابت کرنا مقصود ہو وہ دو طرح پر ہے اول یہ ہو کہ سوا اوس علت ٹھہرائی ہوئی کے
اوس وصف کے واسطے کوئی اور علت بھی ظاہر ہو دوسرا یہ ہو کہ سوا اوسکے کوئی
اور علت ظاہر نہو اور وہ [illegible] کہ فی نفسہ ثابت نہین اور علت کے بیان کرنے سے
ثابت کرنا اوس وصف کا مقصود ہو وہ بھی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اوس وصف کا
وجود ممکن ہو اور دوسرا یہ کہ محال ہے پس اس صنعت کی چار قسمین ہین قسم پہلی یہ

اور تشنگی کو دخل نہین لیکن شاعر نے نیکی کرنے کو اوسکی علت ٹھہرایا شعر فتادگی مین
یہ عزت ہو دیکھ اے سرکش ؀ کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہنما ؀ نقش پا کو راہنما کرنا
اس سبب سے ہے کہ اوسکے نشان سے منزل تک پہونچ جا سکتے ہین اور شاعر نے
اوسکی افتادگی کو سبب گردان دیا ہے ایضاً جذب طوفان نہ زمین سے ہوتا ؀
کسی کی تشنہ لبی مد نظر ہے ؀ جذب طوفان حقیقت مین بسبب امر الٰہی کے تھا چنانچہ
قرآن مین آیا ہے یا ارض ابلعی ماءک یعنی اے زمین فرو کر لے تو اپنے پانی کو
شعر عیان ہے شوق ملنے کا مرے نامہ کو کاغذ سے ؀ کہ جب لکھوا ہے تو اوسکو تو وہ
لپٹا ہی جاتا ہے ؀ لپٹنا خط کے کاغذ کا حقیقت مین بسبب پیچیدگی کے ہے نہ اوس علت
سے کہ شاعر نے مذکور کی مثال دوسری قسم کی یہ شعر سودا کا شعر چمن ہے کسکے
گرفتار زلف و کاکل کا ؀ کہ اسقدر ہے پریشان حال سنبل کا ؀ سنبل کا پریشان ہونا
ایک وصف ثابت ہے اور یہ ظاہر نہین ہے کہ وہ پریشان کس واسطے ہے لیکن شاعر نے
یہ ٹھہرایا کہ چمن کسی کے زلف پر عاشق اور سنبل اس سبب سے پریشان ہے مثال
تیسری قسم کی یہ شعر مومن خان سلمہ اللہ تعالیٰ کا شعر اوس نقش پا کے سجدہ نے
کیا کیا ذلیل ؀ مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا ؀ معشوق کے نقش پا کو
سجدہ کرنا اوسکی تعظیم ہے اور ظاہر اور متعارف یہ ہے کہ کسی معتقد فیہ کی تعظیم سے ذلیل
نہو پس تعظیم سے ذلیل ہونا ایک وصف ہے کہ فی نفسہ ثابت نہین لیکن محال بھی
نہین بلکہ ممکن ہے کہ وہ امر کسی کے حق مین موجب ذلت کا ہو جاوے اور ازبسکہ
یہ امر غیر ثابت تھا اسیواسطے مصرع ثانی مین اوسکی علت بیان کی یعنی معشوق
کو چۂ رقیب مین تھا اور جب عاشق نے اوس جگہہ نقش پای معشوق کو سجدہ کیا

تو رقیب کی کوچہ مین سر کے بل جانا واقع ہوا اور ایسے مقام مین اسطرح کے امر کا ظہور
مین آنا موجب ننگ کا ہو اور اسی قبیل سے ہی یہ شعر امام بخش ناسخ کا شعر مرتبہ کم
حرص رفعت سی ہمارا ہو گیا ۞ آفتاب آتا چڑھا اونچا کہ تارا ہو گیا ۞ رفعت کی حرص کرنی
سے افزونی ہو لیکن یہ امر امکان رکھتا ہے اور اوسکی علت مصرعۂ ثانی مین مذکور ہے
یعنی آفتاب اپنی حد سے اور زیادہ اونچا ہو جاوے تو البتہ بہت خرد معلوم ہونے لگیگا
پس حرص رفعت سی مرتبہ کا کم ہونا ثابت ہو گیا مثال چوتھی قسم کی یہ شعر شعر ہین
دن بھی بہ رنگ شب ہی جب تو اوٹھ کے جاتا ہے ۞ کہ شب ہوتی ہی جب خورشید
اپنا منہ چھپاتا ہے ۞ دن کا شب ہو جانا ایک وصف غیر ثابت ہی اور محال ہے
لیکن وہ علت کہ مصرعۂ ثانی مین مذکور ہوئی ثبت اوس وصف کی ہے واللہ اعلم
بالصواب صنعت تاکید المدح بما یشبہ بالذم یعنی تعریف کی تاکید کرنا ایسی لفظون سے
کہ وہ مشابہت ہجو سے رکھتی ہون یعنی وہ لفظ ظاہر مین ہجو پر دال ہون لیکن فی الحقیقت
مدح پر تاکید کرتی ہین اور یہ صنعت دو طرح پر ہے قسم اول یہ ہے کہ بُری صفت کسی چیز
مین سے نفی کرین اور اوس بُری صفت مین سے ایک اچھی صفت بُری صفت مین
داخل ٹھہرا کر اوس چیز کے واسطے علیحدہ کر لین تاکہ اول یہ متوہم ہو کہ شاید بواسطہ
حرف استثنا کوئی بُری صفت اوسمین ثابت کریگا اور فی نفسہ دیکھا تو مدح ہے جیسے
کہین کہ فلانے شخص مین کچھ عیب نہین الا یہ کہ ہمیشہ مفلس رہتا ہے بسبب کثرت
عطا کے اول جمیع عیب کی اوس سے نفی کی پھر ایک اچھی صفت کو اون عیبون میں
سے علیحدہ کیا الا کے لفظ کو ساتھ اس سے یہ مفہوم ہوا کہ شاید اوسکے عیب بیان
کرنے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ مفلسی بھی عیوب مین سے ایک عیب ہی باعتبار ظاہر

اور عرف کی لیکن جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مفلسی کمال ہنر ہے کسواسطے کہ اوس سے مبالغہ سخاوت مین پایا گیا اسی قبیل سے ہے یہ شعر شعر نہین ہے مجھ مین برائی کچھ اور اوسکے سوا ٭ کہ مین برا ہون رقیبون کی چشم بد بین مین ٭ کسی کی آنکھون مین برا ہونا باعتبار عرف کی ایک امر بد ہے لیکن جب یہ شخص رقیبون کی آنکھ مین برا ہی ثابت ہو گیا کہ واقع مین اچھا ہے کسواسطے کہ رقیب بنا بر حسد کی برا جانا کرتے ہین نہ باعتبار نفس الامر کے قسم دوسری یہ کہ ایک صفت مدح کی کسی چیز کے واسطے ثابت کرین اور پھر حرف استثنا کا یعنی لیکن یا مگر یا سوا وغیرہ لاوین اور بعد اوسکے پھر ایک صفت مدح کی اور مذکور کرین جیسے اس شعر مین شعر رخ دلبر اگرچہ ماہ چرخ حسن ہے لیکن ٭ رخ خورشید چھپتا ہے جو وہ بے پردہ ہوتا ہے ٭ اسی قبیل سے ہو سکتا ممنون کے شعر کا مصرع ثانی بھی شعر تفاوت یار کی قد اور قیامت مین ہے کیا ممنون ٭ وہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے ٭ پہلے کہا وہی فتنہ ہے اور بعد اوسکے کہا لیکن اوس سے وہم ہوا کہ اب شاید کچھ اوس سے کم کہنا منظور ہے جب بعد اوسکے کہا کہ یہان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے بھی زیادہ ہے اور قید لفظ مصرع ثانی کی اس مقام مین اسواسطے کی ہے کہ مع مصرع اول کی صنعت جمع اور تفریق کی مثال ہو جاویگا چنانچہ اوس مقام مین بھی یہی شعر مذکور ہو چکا ہے اور کبھی صنعت دوسری اسطرح واقع ہوتی ہے کہ ظاہر مین ہجو ہو لیکن جب غور کرین تو معلوم ہو کہ وہ کمال مدح ہے چنانچہ اس شعر مین شعر ترا عدل ساری جہان پر ہے لیکن ٭ رہے ترا ظلم دائم ستم پر ٭ دائم ظلم رہنا اسلوب ہجو کا ہے لیکن ستم پر ظلم کا رہنا کمال عدل ہے - تاکید الذم بما یشبہ بالمدح یعنی

ہجو کی تاکید کرنی ایسی لفظون کے ساتھ کہ وہ مشابہت مدح سے رکھتی ہون اور
یہ بھی دو قسم پر ہے قسم اول یہ ہے کہ صفت مدح کی کسی چیز سے نفی کرین اور ایک صفت
ہجو کی اوس مدح کی صفت مین داخل ٹھہرا کر اوسکے واسطے الگ کرین چنانچہ اس
شعر مین شعر ہے سفلہ پرورین یونہین نکوئی کی ❊ ہان مگر ستم وہ بھی صرف ہے
ہنر پرور ❊ قسم دوسری یہ کہ کسی چیز کے واسطے ایک صفت ہجو کی ثابت کرین اور بعد
اوسکے ایک صفت ہجو کی اور مذکور کرین حرف استثنا کے ساتھ چنانچہ دوسرا مصرع اس
شعر کا شعر علم کی نہین کچھ قدر جہل کو ترقی ہے ❊ دہر ہے ستم گستر ایک سفلہ پرور بھی ❊
معلوم کیا چاہیے کہ شعرائے فارس اور ہند نے اس صفت مین تصرف کر کے ایک قسم
اور نکالی ہے حق یہ ہے کہ اوسکا لطف حیطۂ بیان سے باہر ہے اور وہ اسطرح پر ہے
کہ کسی چیز کے واسطے ایک صفت مدح کی ثابت کرین اور پھر اوسکے ساتھ ایسی ایک چیز
شامل کر دین کہ وہ صفت مدح کی بعینہ ہجو ہوجاوے جیسے اس شعر مین شعر فلک
بے بہرہ آب و خورش سے کب رکھے غریبون کو ❊ سدا کھانے کو غم خون جگر پینے کو دیتا ہے
آب و خورش سے غریبون کو بے بہرہ نرکھنا صفت مدح کی ہے لیکن جب دوسرے
مصرع مین مذکور ہوا کہ کھانے کو غم ہے اور پینے کو خون جگر وہ مدح بعینہ ہجو ہوگئی
صنعت استتباع وہ ہے کہ کسی شخص کی ایسی طرح مدح کرین کہ اوس مدح سے
ایک اور مدح حاصل ہوجاوے جیسے اس قطعہ مین سودا کے اوس قصیدے مین ہے
کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مدح مین لکھا ہے قطعہ خوگر تو خلق و حلم و حیا سے
اگر نہو ❊ اور ہو تیری نگاہ پہ اعمال عاصیان ❊ تجھ آتش غضب کو شرارے کے ساتھ
بارود کا ہے تودہ زمین اور آسمان ❊ غرض اس قطعہ مین مدح حلم اور خلق او

گیا کی ہے اور اوسکو اسطرح سے بیان کیا کہ مدح غضب کی بھی حاصل ہو گئی صنعت ادماج وہ ہے کہ کلام مین ایک مدعا متضمن دوسرے مدعا کا ہووے خواہ مدح ہو خواہ سوا مدح اور کچھ اس صنعت مین اور استتباع مین یہی فرق ہے کہ اوسمین مدح کی خصوصیت ہے اور اسمین مدح کی خصوصیت نہین پس یہ صنعت عام ہوئی اور استتباع خاص اور حدائق البلاغت کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ اسطرح کا کلام جبکہ مدح مین واقع ہو اوسکو استتباع کہتے ہین اور جب غیر مدح مین واقع ہو اوسکو ادماج کہتے ہین اس صورت مین ادماج بھی ہو جاتا ہے اور ادماج اور ایہام مین یہ فرق ہے کہ ایہام مین ایک لفظ مشتمل دو معنی یا زیادہ کا ہوتا ہے چنانچہ اوس صنعت کو معہ تفسیر مفصل بیان ہو چکا اور ادماج مین سارا کلام دو معنی کا فائدہ دیتا ہے بہر کیف مثال ادماج کی یہ شعر ہے شعر وصل کی شب ہے آج تو اے گردون اتنی بات تو کر آٹھ برس کے بعد ملے ہین آٹھ پہر کی رات تو کر ؎ مدت بسیار کے بعد وصل کا حال بیان کیا اور اوسکے ضمن مین آسمان کی شکایت بھی اس امر کی مذکور کی کہ شب وصل کے دراز ہونے کو نہین چاہتا اور اسی سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے اور اسی قبیل سے ہے یہ شعر بھی سودا کا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تیغ کی تعریف مین شعر اوسکی جنبش کرے ملک الموت جب خیال ؎ بے اختیار ہو کے پکارے کہ الامان ؎ اس شعر مین سے دو مطلب نکلتے ہین ایک یہ کہ اوس شمشیر کی جنبش اس غایت تک ہے کہ ملک الموت باوجودیکہ ساری جہان کی جان کا خواہان ہے لیکن اوسکو جنبش سے حال عالم پر رحم کھا کر بے اختیار پکارے کہ الامان یعنی اس ستم زیادہ جنبش مت کر اور دوسرا یہ کہ اوسکی ہیبت سے ملک الموت بھی اپنی جان کا خوف کرتا ہے

الامان پکاری صنعت توجیہ اور اس صنعت کو محتمل الضدین بھی کہتے ہین اسواسطے
کہ اسمین دو ضد کا احتمال ہوتا ہے چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ کلام
مین دو وجہ مختلف کا احتمال ہوسکتا ہو یعنی ایک کلام سے معنی مدح اور ہجو کے دونون
نکل سکتے ہون مثلا کسی سے کسی کو ایک طرح کا رنج پہونچا اور وہ دونون ایک محفل مین
حاضر ہون تو یہ شخص اوسکے حق مین بظاہر دعا کرے اور کہے کہ اس بزم مین تیرا جام
لبریز ہو ایک معنی یہ ہین کہ شراب سے تیرا جام لبریز ہو اور دوسرے یہ کہ تو مر جاوے
صنعت الہزل الذی یراد بہ الجد ہزل تمسخر کرنے کو کہتے ہین اور جد جیم کے کسرہ سے
درستی اور کوشش کو یعنی ایسی مسخری کہ اوس سے مراد جد ہو اور یہ صنعت اسطرح پر ہے
کہ کلام بطور مسخرگی اور ٹھٹھول کے ہو لیکن مراد اوس سے ہزل نہو بلکہ خلاف ہزل
کے مراد ہو سے اہل دنیا کو خواہش زر ہی سدا ٭ اور سر مین تمارہے ہمیشہ سے کا ٭
زر جیفہ ہے اور طالب اوسکا ہے سگ ٭ اور بادہ ہی خون حیض زال دنیا ٭ ظاہر مین
یہ کلام بطور ہزل کے ہو اور واقع مین سراسر فائدہ اور پند ہے اسی قبیل سے ہوسکتی ہے
یہ رباعی الشیخ ابراہیم ذوق کی سے یہ کہکے ملائک ہین فلک پر روتی ٭ اے کاش
کہ انسان سے ہم بھی ہوتے ٭ غفلت مین بھی یہ رہے ہے آتنا ہشیار ٭ شیطان کو
چلا دیتا ہے سوتے سوتے ٭ اور ازبسکہ اغلب اوقات احتلام کے وقت شیطان عشوق
کی صورت مین اپنے تئین حاضر کرتا ہے مصرع رابع کا لطف زیادہ تر ہوگیا
صنعت تجاہل العارف شی معلوم کو نامعلوم کے قائم مقام کرنا اسواسطے تجاہل کے معنی
ہین جانکر انجان بننا اور عارف کے معنی ہین جاننے والا اور سکاکی مفتاح العلوم
کے مصنف نے اسکا نام شوق المعلوم مجرئ غیرہ رکھا ہے اور کہا کہ چونکہ یہ صنعت

کلام اللہ مین بھی مستعمل ہے اسواسطے تجاہل کی لفظ کے ساتھ اسکا نام لینا مین اچھا
نہین جانتا ہر کیف تجاہل عارف سے کوئی فائدہ اور نکتہ منظور ہوتا ہے چنانچہ
مثال مین معلوم ہوویگا جیسے یہ شعر جرأت کا شعر صنم کہتے ہین تیرے بھی کمر ہے ؛
کہان ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے ؛ اس جاے مین کمر کے باریک ہونے مین مبالغہ
منظور ہے شعر سودا کا شعر پیاری نہ برا مانو تو اک بات کہون مین ؛ کس لطف کی
امید پہ یہ جور سہون مین ؛ ہرچند یہ شخص جانتا ہے کہ معشوق کو عاشق پہ جور کرنا
اور لطف نکرنا اپنا معلوم ہے لیکن اس گمان مین کہ شاید اوسکے خیال سے یہ بات
گذر گئی ہے تنبیہاً اوسکو یاد دلاتا ہے گویا کہ وہ اپنے جور کرنے اور لطف نکرنے پہ مطلع
نہین ہے اور یہ منظور ہے کہ شاید اس امر پہ متنبہ ہوکر لطف کرنے لگے ایضاً کہا ہے
سید نو عبد کا کسکے پیاری ؛ کھول کر ہاتھ تمنای ہم آغوشی مین ؛ ہرچند اپنے نزدیک
یہ یقین جانتا ہے کہ مہ نو معشوق ہی کی تمنای ہم آغوشی مین ہاتھ کھول کر رہگیا ہے
لیکن تجاہل کرکے پوچھتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ معشوق اپنی زبان سے
اس امر کو بیان کرے صنعت القول بالموجب یہ صنعت دو قسم پر ہے قسم اول یہہ کہ
غیر کے کلام مین ایک صنعت ایسی واقع ہو کہ وہ غیر اوس صفت کو جب کسی شے کے
واسطے ثابت کرے تو اوس صفت کو سوا اس شے کے تو کسی اور شے کیواسطے ثابت کرے
مثلاً جسوقت کوئی شخص متکبر اور دولتمند غرور و نخوت سے کسی جاے مین اسواسطے
آوین کہ از روی غضب کے غربا کو اوس مکان سے جلاوطن کردین اور وہ لوگ
اونسے جلاوطن اور ذلیل نہو سکین تو ایسے محل مین تو کہے کہ وہ لوگ کہتے تھے
کہ ہم وہان جاتے ہین تاکہ حق حقدار کو پہونچا دین اور حق حقدار ہی کو پہونچا

یعنی اون لوگون نے حق وار بطریق کنایہ کے اپنے تئین قرار دیا تھا اور تونے سوا
اونکے حق دار ہونا غربا کے واسطے ثابت کیا قسم دوسری یہ کہ جو لفظ غیر کے کلام مین
واقع ہو تو اوس لفظ سے ایسے معنی مراد رکھیے کہ اوس غیر کو وہ معنی مراد نہین مثلاً
کوئی شخص کسی بخیل کے گھر مہمان جاوے اور کھانے کے وقت وہ کہے کہ مین نے ہاتھ
دھو لیا تو یون کہے سچ ہے تو نے کھانے سے ہاتھ دھو لیا اوسکی مراد یہ تھی کہ مین نے
ہاتھ پانی سے دھو لیا ہے اب کھانا کھاؤنگا اور اوس لفظ سے تو نے یہ مراد رکھی
کہ وہ کھانے سے مایوس ہے اسی قبیل سے یہ مشہور شعر لوگ مرنے بھی کہتے ہین وصال
یار اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم ٭ قایل نے وصال سے معشوق کی ملاقات مراد
ہے اور لوگ حق سے واصل ہونا مراد رکھتے ہین جرأت کا شعر شعر وہ نہ آئے تو یہ
ہو جاے غلط ٭ کہ بن آئے نہین مرتا کوئی ٭ بن آئے نہ مرنے سے مراد یہ ہے کہ بغیر قضا
کے آئے کوئی نہین مرتا اور قایل نے اس شعر مین بن آئے مرنے سے بغیر معشوق
کے آئے مرنا مراد رکھا ہے صنعت اطراد یہ صنعت اسطرح سے ہے کہ ممدوح کا نام مع
آبا و اجداد ممدوح کے علی الترتیب بیان کرین مثلاً زید ابن فلان ابن الخ وغیرہ
اور کبھی ابا و اجداد سے شروع کرتے ہین اور بعد اونکے ذکر کے ممدوح کا نام لیتے ہین
مثلاً پوتا فلانے کا اور بیٹا فلانے کا زید صنعت تعجب اسطرح سے ہے کہ کلام مین کسی چیز
پر تعجب ظاہر کرین اور اس سے کوئی غرض منظور ہو جیسے اس شعر مین شعر یہ نالے
وہ ہین کہ پتھر کے پار ہوتے ہین ٭ عجب ہے دل مین ترے کچھ اثر نہین ہوتا ٭ فائدہ
تعجب کا اس شعر مین مبالغہ ہے معشوق کی سنگدلی مین صنعت اعتراض وہ ہے
کہ کلام مین ایسا لفظ مذکور کرین کہ کلام بغیر اوسکے بھی تمام ہو سکتا ہو اوسکو

حشو بھی کہتے ہین اور حشو کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کلام اوسکے سبب سے
بے لطف اور کم رتبہ ہوجاوے اوسکو حشو قبیح کہتے ہین قسم دوسری یہ کہ کلام بیچ
اوس کے حسن اور لطف زیادہ ہوجاوے اوسکو حشو ملیح کہتے ہین قسم تیسری یہ کہ
نہ چندان قبیح ہوا ور نہ چندان ملیح بلکہ حسن اور قبیح مین متوسط ہو لیکن حشو قبیح
کہ جسکے سبب سے کلام بے لطف اور کم رتبہ ہوجاوے فصحا کے کلام مین واقع نہین ہوتا
اس صورت مین بجز محسنات کلام سے نہوا اور حشو ملیح کہ حسن کلام کا موجب ہے کثیر الوقوع
ہے جیسے اس شعر مین سودا کی شعر اس آستان فلک مرتبت کو تا ابد ہو رہے کنیز
شب قدر روز عید غلام ٭ لفظ فلک مرتبت کا کلام کے اتمام مین کچھ دخل نہین رکھتا
اسواسطے کہ جملہ دعائیہ فقط اسقدر ہے شب قدر کنیز اور روز عید غلام اس آستان
کا رہے اور جیسے اس شعر مین شعر حضرت ناصح سے یہ کہدو کہ اب کیا کیجیے ٭ دل جو
بندہ تھا خدا کا سو بتون کا ہو رہا ٭ مطلب یہ ہے کہ دل بتون کا ہو رہا اور لفظ بندہ
تھا خدا کا حشو ہے مگر بتون کی مناسبت سے ذکر اسکا لطف سے خالی نہین پوشیدہ
نرہے کہ اس مقام تک صنائع معنوی تمام ہوتین اب آگے صنائع لفظی کی اقسام
شروع کیجاتی ہین حق جل وعلیٰ سے امید ہے کہ جسطرح سے صنائع معنوی کو باتمام
پہونچایا اسیطرح سے صنائع لفظی کو بھی زیور اتمام پہنادیوے واللہ ولی التوفیق

## چمن دوسرا صنائع لفظی مین

صنعت جناس وہ ہے کہ دو لفظ تلفظ مین مشابہ ہون اور معنی مین متغایر
اوسکو تجنیس بھی کہتے ہین اور انواع تجنیس کی کئی قسمین ہین قسم اول
تجنیس تام اور وہ یہ ہے کہ دو لفظ متفق ہون نوع یا عدد مین یا ہیئت مین یا

ترتیب مین پس اگر وہ دونون لفظ ایک نوع سے ہون یعنی دو اسم ہون یا دونون
فعل تو اوسکو تجنیس متماثل کہتے ہین مثلاً ذکر آہنگ کا ایک جگہہ بمعنی آواز کو اور دوسری
جگہہ بمعنی قصد کے یا ذکر ساعت کا ایک جگہہ بمعنی قیامت کو اور دوسری جگہہ
بمعنی ساعت نجومی کے یعنی اڑھائی گھڑی شعر آہنگ نہ تھا یان تلک آنے کا
ولے ؛ سنکر آہنگ ساز محفل آئے ؛ اور اگر دونون لفظ ایک نوع سے نہون بلکہ نوع
دونون کی علحدہ ہو یعنی ایک اسم ہو اور دوسرا فعل اوسکو تجنیس مستوفا کہتے ہین
مثلاً لفظ راکھہ کا ایک جگہہ بمعنی خاکستر کے اور دوسری جگہہ امر رکھنے سے کسواسطے
کہ عوام کی زبان مین رکھنے کو راکھنا بھی کہتے ہین اسی قبیل سے ہے سوہاگ بمعنی
سہاگ معروف اور صیغۂ ماضی کا سونے سے اور پیا بمعنی معشوق یا شوہر کو اور صیغہ ماضی کا
پینے سے اور دیا بمعنی چراغ کے اور صیغہ ماضی کا یا بمعنی امر کے یعنی دیکر جا یا آ
اور جلا بمعنی صیقل کے اور امر جلانے سے جیسے اس شعر مین شعر شمشیر کو اپنی جب
جلا دے ؛ سو فتنۂ مردہ کو جلا دے ؛ اور ایسے دو لفظون مین سے اگر ایک
مفرد ہو اور دوسرا مرکب اسکو جناس ترکیب اور تجنیس مرکب کہتے ہین پس یہ دو لفظ
یعنی مفرد اور مرکب اگر لکھنے مین موافق ہون تو اسکو تجنیس مرکب متشابہ کہتے ہین
اور اگر متشابہ نہون تو اوسکو تجنیس مرکب مفروق کہتے ہین متشابہ اسواسطے کہ
دونون لکھنے مین ایک دوسرے کی مانند ہین اور مفروق اسواسطے کہ دونون
لکھنے مین جدا ہین مثال تجنیس مرکب متشابہ کی جیسے جانا ایک جگہہ بمعنی مصدر کے
اور دوسری جگہہ بمعنی نہی کے یعنی جا مت مصدر لفظ مفرد ہے اور نہی کے معنی
مین مرکب ہے جا اور نا سے کہ حرف نفی کا ہے اور لکھنے مین دونون کی ایک صورت ہے

مثال تجنیس مرکب مفروق کی جیسے رستا یعنی رسن اور رس کے ماتے اول رستا رسے اور سین مشدد اور الف سے ہے اور دوسرے کو اسطرح سے لکھتے ہین رس سا یعنی رس الگ اور سا الگ اور اگر ایک لفظ دوسری لفظ کے جزو سے مرکب ہو کر کسی لفظ کے ساتھ مجانست پیدا کرے اوسکو تجنیس مرفو کہتے ہین جیسے اس شعر مین شعر پروانہ ہین تمھارے رخ شمع سان پہ ہم ؛ پروا نہین ہے جان کے جانے سے بھی ہمین ؛ لفظ پروا کا نہین کے نون سے ملکر پروانہ سے مشابہ ہوگیا اسمین اور تجنیس مرکب مین یہ فرق ہے کہ اسمین ایک لفظ تمام اور دوسرے لفظ کی جزا سے اور تجنیس مرکب مین تمام دو کلمون سے ترکیب حاصل ہوتی ہے اور اگر دونون لفظ حرفون کی ہیئت مین مختلف ہون اور نوع اور عدد اور ترتیب مین متفق یعنی دونون لفظ ایک نوع سے ہون مثلاً دونون اسم ہون اور دونون کے حرف برابر ہون اور جو حرف پہلے لفظ مین جس مقام مین ہون دوسرے لفظ مین بھی وہی ہون اسکو تجنیس محرف کہتے ہین اسواسطے کہ دونون لفظون کو ہیئت مین آپس سے انحراف ہے اسکی مثال یہہ مصرع ہے ع جو تری محرم ہین ہرگز محرم کعبہ نہین ؛ اول مین میم کو زبر ہے اور دوسرے مین میم کو پیش اور اسی سبب سے دونون لفظ کی ہیئت مختلف ہے اور اگر حرفون کے عدد مین اختلاف ہو یعنی ایک مین دوسرے کی نسبت کوئی حرف زیادہ ہو خواہ لفظ کے اول مین خواہ بیچ مین خواہ آخر مین اسکو تجنیس ناقص کہتے ہین اور زائد بھی ناقص باعتبار کم حرف والی کے اور زائد باعتبار زیادہ حرف والی کے مثال اول کی زیادتی کی شعر شکوہ کوہ کو ہے تیرے حلم سے نہین کچھ ؛ وجود تو بھی ہے تری سخاوت سے ؛ مثال بیچ کی زیادتی کی شعر دیکھا تو نہین تم سا ؤ گرنہ کہا

دیر سے دریہ تر دو سر کو پٹکتے دیکھا ٭ مثال آخر کی زیادتی شعر اِدھر تم اوٹھے اودھر گئے
ہم اے ظالم ٭ جدائی زہرہ جبینون کی زہر ہے ہمکو ٭ زہرہ اور زہر مقصود بالتمثیل ہے
اور اسی قبیل سے ہین یہ الفاظ آئین اور آئینہ دید اور دیدہ اور باد اور
بادل اور علی ہذا القیاس اور آخر مین زیادتی دو حرف کی بھی ہو سکتی ہے جیسے
یم بمعنی دریا کے اور یمین بمعنی قسم کے جس مین ایک حرف اخیر مین زاید ہوا وس قسم کو
مطرف اور جسمین دو حرف اخیر مین زاید ہون اوسکو مذیل دال نقطہ دار سے کہتے ہین
اور اگر دونون لفظ کے حرف مختلف ہون پس دیکھا چاہیے کہ وہ حرف مختلف قریب المخرج
ہین یا نہین اگر قریب المخرج ہین اوس قسم کو تجنیس مضارع کہتے ہین ضاد نقطہ دار سے
اور مضارع بمعنی مشابہ کے ہے اور اگر قریب المخرج نہین اوس قسم کو جناس لاحق
کہتے ہین لاحق بمعنی ملنے والے کو ہے اور یہ دونون قسمین تین حال سے خالی نہین
کسواسطے کہ وہ حروف یا اول مین واقع ہوئے ہین یا بیچ مین یا آخر مین مثال
ہر تین قسم تجنیس مضارع کی حال اور ہال اور بحر اور بہر اور راہ اور راح
اور پہلی دونون صورتون کو جامع ہے صحو اور سہو مثال اول کی حا اور
سین اور مثال ثانی کی حامی حطی اور ہار ہوز اوسکی مثال مین اشعار لانے کی
کچھ ضرورت نہین اور سبب طول کلام ہے اور مثال ہر تین قسم جناس لاحق کی
اول جیسے جنگ اور سنگ اور درد اور زرد اور زخم اور شخم اور مثال
دوسرے کی عمر اور عسر ورد اور فرد اور مثال تیسری کی شاد اور شاہ
کار اور کاہ شراب اور شرار اور علی ہذا القیاس اور اگر دونون لفظ حرفون
کی ترتیب مین مختلف ہون اس قسم کو تجنیس قلب کہتے ہین پس اگر حروف کلمہ کے

علی الترتیب مقلوب ہو وین اوسکو قلب کل کہتے ہین جیسے رام اور مار تار اور
رات تاب اور بات ہم اور مہ رای اور یار اور اگر حروف کلمہ کے علی الترتیب
مقلوب نہون اوسکو قلب بعض کہتے ہین جیسے مرحوم اور محروم اور بدرہ اور بردہ
معلوم کیا چاہیے کہ تجنیس قلب کی دو قسمین اور ہین سوا اقسام مذکورہ کے ایک
یہ کہ کسی عبارت کو قلب سے وہی عبارت حاصل ہو جاوے مثلاً یہ عبارت آنا جانا
اگر اسکو آخر سے پڑھین تو بھی یہی عبارت حاصل ہوگی دوسری یہ کہ اون عبارت کو قلب کر
سے ایک عبارت اور حاصل ہو جاوے لیکن دوسری عبارت بھی ایسی ہو کہ اگر اسکو
قلب کرین تو وہ عبارت اول حاصل ہو جاوے جیسے یہ دو عبارتین وہ آیا ہے
اور یہ آیا ہو اول کے قلب کرنے سے دوسری عبارت اور دوسری کو قلب کرنے سے
اول عبارت حاصل ہوتی ہے ان دونون قسمون کو قلب مستوی کہتے ہین انکی مثالین
فارسی مین بہت ہین اردو مین بھی بعد تلاش کے بہم پہونچ سکتی ہین جب یہ
معلوم ہو چکا اب جاننا چاہیے کہ اگر اون دو لفظون مین سے ایک بیت کے اول مین
اور دوسرا بیت کے آخر مین واقع ہو اوسکو تجنیس مجنح کہتے ہین کس واسطے کہ جناح
اول مین جیم مفتوح اور آخر مین حای حطی بمعنی بازو اور جانب کے ہے گویا یہ دو لفظ
بیت کے دو بازو ویا دو طرف ہین جیسے اس شعر مین شعر رام ہوتا نہین افسون سے
بھی ؎ ہے وہ کافر تمہاری زلف کا مار ؎ اور اگر ایسے دو لفظ پاس پاس ہوین
اوسکو تجنیس مزدوج اور تجنیس مکرر اور تجنیس مردد کہتے ہین شعر بات غیرون کی
نہ سنو اب بدخو ہمکو ؎ بات کی تاب نہین ہونی کی مہرو ہمکو ؎ بات اور تاب اور
مہ اور ہم مقصود بالتمثیل ہے اور اگر دو لفظ لکھنے مین ہمشکل ہون اوس قسم کو

تجنیس خطی کہتے ہین جیسے رحم اور زخم زور اور روز شناک اور سہاگ چنگ اور
جنگ وغیرہا اور دو چیزین اور ہین کہ وہ بھی تجنیس سے ملحق ہین ایک یہ کہ دو لفظ
ایسے کلام مین جمع کیے جاوین کہ دونون ایک مادہ سے مشتق ہون اور دونون
باعتبار معنی کے بھی متفق ہون جیسے یون کہین کہ بادشاہ کا مقرب ہونا زید کا قریب الوقوع
ہے مقرب اور قریب دونون قرب سے مشتق اور معنی دونون کے متحد ہین اور دوسرے
یہ کہ دونون لفظ ایک دوسرے سے مشابہ ہون لیکن دونون کا مادہ علٰحدہ ہو اس
قسم کو شبہ اشتقاق کہتے ہین جیسے دیدا اور دودا اور شام اور شوم وغیرہ اور ایک قسم
تجنیس کی یہ ہے کہ اشارہ سے حاصل ہو جیسے ریش موسی کی اوسکے نام سے مونڈی
یعنی استرہ سے کسواسطے کہ موسا استرہ کو بھی کہتے ہین ایک موسا لفظون مین مذکور تھا
اور دوسرا نام کے اشارہ سے حاصل ہوا اور جیسے کہین کہ رجب اپنی چھلنی مین آیا تھا
رجب نام شخص کا اور اپنے کی لفظ سے پھر رجب مراد ہے کہ نام چھلنی کا ہے اور علی
ہذا القیاس بحث صنعت کی تمام ہوئی واللہ اعلم بالصواب رد العجز علی الصدر یعنی
پھیرنا عجز کا پہلی لفظون پر اور از بسکہ اس صنعت کا سمجھنا عروض کی چند اصطلاح کے
معلوم کرنے پر موقوف ہے اسواسطے طالبین کے فائدہ اور بصیرت کو لیے لکھی جاتی ہین
پوشیدہ نہ رہے کہ عروض کے علم کی اصطلاح مین پہلے مصرع کے جزو اول کو صدر
کہتے ہین اور اوسی مصرع کے جزو اخیر کو عروض اور دوسرے مصرع کے جزو اول کو
ابتدا کہتے ہین اور اوسی مصرع کے جزو اخیر کو ضرب اور عجز اور مصرع اول مین مابین صدر
اور عروض کے اور مصرع ثانی مین ابتدا اور عجز کے جو الفاظ ہین اونکو حشو کہتے ہین
اس مناسبت سے کہ حشو وہ روئی ہے کہ جسکو تکیہ کے اندر بھرتے ہین اور یہ الفاظ بھی

ہیچ مین ہین مثال ان اجزا کی شعر مین ناسخ کے شعر مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ
ہجران کا ٭ طلوع صبح محشر چاک ہی میری گریبان کا ٭ لفظ مرا سینہ مفاعیلن کے
وزن پر صدر ہی اور لفظ غ ہجران کا داغ کے لفظ کی غین کے ساتھ مفاعیلن کے
وزن پر عروض ہے اور طلوع صب اوسی وزن پر ابتدا ہے اور گریبان کا عجز ہے
جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سننا چاہیے کہ تعریف اس صنعت کی یہ ہی کہ جو لفظ کہ بیت
کی عجز یعنی لفظ اخیر مصرع ثانی مین واقع ہو وہی صدر یا حشو یا عروض یا ابتدا مین
بھی واقع ہو بیان سے معلوم ہوا کہ اس صنعت کے نام مین لفظ صدور کا مطلق پہلی
لفظون کے معنی مین ہے اور وہ لفظ خاص اصطلاحی مراد نہین کس واسطے کہ اگر وہ
لفظ خاص مراد ہوتا تو عجز کے جزو اول مصرع اول واقع ہونے کا نام رد العجز علی الصدر
ہوتا اور اوس لفظ کا حشو یا عروض یا ابتدا مین واقع ہونے کا یہ نام نہ ہوتا اور
ازبسکہ وہان یہ لفظ خاص مراد نہین اسی واسطے نام مین صدور جمع مذکور کیا اور
صدر مفرد نہ کہا تا کہ اوس لفظ خاص کا وہم نہ جاوے اور حشو وغیرہ کو صدور
اسواسطے کہا ہے کہ وہ الفاظ بہ نسبت عجز کے پہلے ہین اور یہ الفاظ بالعینہ مکرر
ہووین یا ایک دوسری کی تجنیس ہو یا دوسرے سے مشتق ہوا ہو یا شبہ اشتقاق ہو
پس باعتبار اون چار اجزا مین واقع ہونے اور چار طرح پر ہونے الفاظ کے
اس صنعت کی سولہ قسم ہوتی ہین یعنی جو لفظ عجز مین ہو وہی لفظ بالعینہ صدر مین
واقع ہو یا اوسکی تجنیس ہو یا اوس سے مشتق ہوا ہو یا مشابہ اشتقاق کے ہو یہ
چار قسمین ہوئین اور اسیطرح سے ہی حال اوس لفظ کا حشو اور عروض اور ابتدا مین
واقع ہونیکا مثالین پہلی چار قسمون کی اس تفصیل سے ہین مثال پہلے عجز کی

بعینہ صدر اصطلاحی پر اسکو رد العجز علی الصدر مع التکرار کہتے ہین شعر ہو چکا اے
حضرت ناصح بس اب کچھ فائدہ ؛؛ دل دو چار ناوک مژگان خوبان ہو چکا ؛؛ مثال
پھیرنے عجز کی تجنیس کو ساتھ صدر پر اسکو رد العجز علے الصدر مع التجنیس کہتے ہین
شعر درد دل کا ہے ہویدا فائدہ اخفا سے کیا ؛؛ اب کہے دیتے ہین منہ پر اشک سرخ
رنگ زرد ؛؛ یہان جناس لاحق ہے مثال پھیرنے عجز کی صدر پر اسطرح سے کہ دونون
لفظ ایک مادہ سے مشتق ہون اوسکو رد العجز علی الصدر مع الاشتقاق کہتے ہین
شعر قرین صدق ہے ملنا تمھارا غیرون سے ؛؛ رقیب کہتے ہین گھر سے تمھارے
گھر مقرون ؛؛ مثال پھیرنے عجز کی صدر پر اسطرح سے کہ دونون لفظ بین مشابہ اشتقاق
کے ہو اسکو رد العجز مع شبہ الاشتقاق کہنا چاہیے شعر دیار و ہاک سے ہمکو کسی سے
ہے کیا کام ؛؛ ہم اور تیری گلی سر ہے اور تری دیوار ؛؛ مثالین دوسری چار قسمونکی
یعنی پھیرنا عجز کا حشو پر اس تفصیل سے ہے خواہ حشو مصرع کا یہ تعمیم واسطے اختصار کے ہے
والا چاہیے کہ آٹھ مثالین مذکور کیجاوین مثال مکرر شعر دل دوانہ پری رخون کا ہے
جو نصیحت کرے سو دیوانہ ؛؛ مثال تجنیس کی شعر دل کو آہنگ ہین ترے گھر کے
ہے سدا نالہ نغمہ و آہنگ ؛؛ مثال اشتقاق کی شعر کچھ ہمیں نہیں لطف ترا ورنہ ہمیشہ
وہ کون ہے جس شخص پہ تیرا نہیں الطاف ؛؛ مثال شبہ اشتقاق کی شعر رقیبون کے
سوا اسکو ہمنشین ہونا ؛؛ نہیں ملتا ہے قرنون سے ہمین تجھ تک قرین ہونا ؛؛
یہ شعر مثال سے ہے رد العجز کی مصرع ثانی کے حشو مین مثالین پھیرنے عجز کی عروض
اس تفصیل سے مثال مکرر کی یہ شعر سودا کا شعر ترا دل مجھسے نہین ملتا مرا دل رہ
نہین سکتا ؛؛ غرض ایسی مصیبت ہے کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا ؛؛ اور سب مطلع

کہ ردیف رکھتے ہون وہ ایسی صنعت کی مثال ہین مثال تجنیس کی شعر مری نظرون
مین ہے صورت تری جیسی شیرین ہ کوہکن کی بھی نہین نظرون مین ویسی شیرین ہ
مثال اشتقاق کی ہ شعر محو کشتی کرنا ہمیشہ ہو تری عشرت پہ دال ہ اور پیتا
خون دل میرا سدا غم پر دلیل ہ شعر مثال شبہ اشتقاق کی شعر تیرے دل مین نہین
ذرا سختی ہ یہ فقط دشمنون ہی کی تھی ساختہ ہ مثال پھیرنے عجز کی ابتدا پر اس
تفصیل سے مثال مکرر کی شعر کہا مین کب کہ مری نالہ رسا سے ڈر ہ خدا سے ڈر ارے
ظالم ذرا خدا سے ڈر ہ مثال تجنیس کی شعر نہ پوچھین ہمکو کبھی اور پوچھین غیر کو
دلال غنج ہے خوبان کی سب ستم پہ دلیل ہ مثال اشتقاق کی شعر خود ہو میرا حال
میری حال پر ہم پر دلیل ہ دال آنسو خون دل پر خون دل غم پہ دلیل ہ مثال
شبہ اشتقاق کی ہ شعر نہین چھپتا ہے آنسو سے غم دل ہ قران کرتا ہے یہ غم کا قرینہ
اور شعرا نے بیت کی ہر مصرع مین بھی اس صنعت کی رعایت کی ہے ظاہرا ہر مصرع کے
جزو اول اور جزو اخیر کو صدر اور عجز قرار دے لیا ہے اور اگر یہ کہین کہ مصرع ثانی مین
رد العجز علے الابتدا ہے اور مصرع اول مین رد العروض علی الصدر صنعت علحدہ ہوگی
ہم کہتے ہین کہ اس صنعت کا علم بدیع کی کتابون مین کہین نام نہین پس بہتر قول
اول ہے مثال اسکی یہ شعر شعر نقاب چہرہ سے ظالم اوٹھا نہ ڈال نقاب ہ شتاب
کہ ہے یاں جان کو سفر مین شتاب ہ مصرع اول مین جزو اول اور اخیر نقاب ہے
دوسرے مین شتاب مکرر واقع ہوا ہے بطور اس صنعت کے صنعت لزوم ما لا یلزم یعنی
لزوم ایسی چیز کا کہ وہ لازم نہین ہے یہ صنعت کئی طرح پر ہے ایک قسم یہ ہے کہ قافیہ
مین حرف روی یعنی حرف اخیر سے پہلے کسی حرف معین کی تکرار واجب کر لینا اور

حال قافیہ اور حیب روی کا قافیہ کی بحث مین مفصل آویگا اور یہ بھی معلوم ہوجاویگا
کہ روی سے پہلے کونسے حرف کی تکرار واجب ہے اور کونسے حرف کی نہین اس
مقام مین مثال اسکی لکھنی چاہیے جیسے افسر اور مہر مین یا ساحل اور کاہل
مین الف یا عاقل اور ناقل مین قاف کو سارے قصیدہ یا سارے غزل کے قافیہ
مین لازم کرلین اور اگر اسکا التزام نکرین تو قافیہ افسر کا درآور ساحل کا دل
اور عاقل کا جاہل کے ساتھ بھی کرنا درست ہے دوسری قسم یہ کہ کلام مین سے کسی
حرف معین کو ترک کرین بطریق التزام کے جیسے ان شعرون مین الف کو ترک کیا ہے
شعر مجھسے دردِ عشق سُن کہنے لگی ٭ یہ مرض وہ ہے نہین بچنے کے تم ٭ حضرت دل سے
غضب ہے رنج ہے ٭ فکر مین بھی ہو کہین بچنے کے تم ٭ تیسری قسم یہ کہ کلام مین ذکر
کسی چیز معین کا واجب کرلین جیسے ذکر سر کا اس رباعی مین شعر سر لو جو میرے
سر کی تمنا ہے تمھین ٭ یہ سر وہ ہے جس سر کی بھی پروا ہے تمھین ٭ جون شمع کٹے
سر اپنا اور تم دیکھو ٭ سر کا کٹنا مرا تماشا ہے تمھین ٭ اسی قبیل سے ہے لازم پکڑنا دو
مین دو لفظون کا اس قصیدہ مین سودا کے شعر دیکھا جو دیر و کعبہ ہمسنگ رنگ
ڈھنگ ٭ کچھ ایک سا کہین ہین ہم سنگ رنگ ڈھنگ ٭ کرتا ہے پرستش اونکی جو پایا
اونھون کے بیچ ٭ یار و دو تار ول کے ہین ہمسنگ رنگ ڈھنگ ٭ اور ایک قصیدہ
مین التزام کیا ہے ذکر چار چیز کا ٭ شعر یار و مہتاب و گل و شمع ہم چارون ایک ہے
مین کمان بلبل و پروانہ ہم چارون ایک ٭ ہے مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام ایساقی
گریہ و نالہ دل و دیدہ ہم چارون ایک ٭ آہ کس کس سے نہ بیچے دل کہ ہوئے ہین تیرے
غمزہ و ناز و ادا و عشوہ ہم چارون ایک ٭ اسی صنعت کی قبیل سے ہے صنعت منقوطہ

اور غیر منقوطہ اور رقطا اور خیفا صنعت منقوطہ وہ ہی کہ بیت کی سب لفظ نقطہ دار ہوین جیسے اس شعر مین شعر جب تب شب غضب بخش ہی ؛ بخشش فیض جشن تخت نشین ؛ صنعت غیر منقوطہ کہ اوسکو صنعت مہملہ بھی کہتے ہین وہ ہے کہ بیت کی سب لفظ بے نقطہ ہون جیسے اس شعر مین شعر ہو سرور اور کوسہ کام دل ؛ دکھ ہوا اور درد ہو سوا اس دل کو ؛ صنعت رقطا وہ ہی کہ ہر نقطہ دار اور ایک بے نقطہ ہو شعر دی صبا بوسے رخ جانان کی ؛ ہی کہ تاب مری سوزش جان کی ؛ صنعت خیفا وہ ہے کہ سارا ایک کلمہ منقوطہ اور ایک سارا کلمہ غیر منقوطہ ہو شعر شب کو جشن سرور تخت رہا ؛ کار فیض مدار بخت رہا ؛ اور لزوم مالا یلزم کے قبیل سے ہے مقطع اور موصل صنعت مقطع وہ ہی کہ ساری حرف لکھنے مین علحدہ ہوین اور صنعت موصل وہ ہی کہ ساری حرف لکھنے مین ملے ہوئے ہون جیسے یہ شعر فیض کا کہ مصرع اول مثال ہے صنعت مقطع کی اور دوسرا مثال ہے موصل کی شعر درد و داغ و رخ زرد اور وہ دل ؛ فیض مٹی مین سب مل گئے ہین ؛ صنعت سجع سجع لغت مین کبوتر اور قمری کی آواز کو کہتے ہین اور علم بدیع کی اصطلاح مین دو چیز پر اطلاق کرتے ہین ایک پہلے فقرہ کے آخر کا کلمہ کہ دوسری فقرہ کے آخر کے کلمہ سے موافق ہو حرف اخیر مین اور دوسرے ان دو فقرون مین دونون اخیر کے کلمون کا حرف اخیر مین موافق ہونا یعنی معنی مصدری سکاکی نے کہا ہے کہ سجع نثر مین ایسا ہی جیسا قافیہ نظم مین یعنی جیسا قافیہ حرف اخیر مین موافق ہوتا ہے اسیطرح لفظ اخیر فقرہ کا اپنے حرف اخیر مین موافق ہوتا ہے یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ سجع مختص نثر کو ساتھ ہی لیکن بعضون نے کہا ہی کہ سجع نثر کے ساتھ مختص نہین ہے

بلکہ نظم مین بھی جاری ہوتا ہے بہرکیف سجع کی تین قسمین ہین آول مطرف اور یہ اسطرح پر ہے
کہ فقرہ یا شعر کے کلمات اخیرہ وزن مختلف رکھتے ہون مثلاً نثر مین کہین کہ قاصد
تمہارا خط لایا اور تمہارا پیغام سنایا لایا اور سنایا کہ وزن مین اختلاف ہے یا کہین
کہ خط اوسکا مضامین محبت پر اشتمال رکھتا ہے اشتمال اور کمال کا وزن مختلف ہے اور
نظم مین اسطرح میر کا شعر شعر جس کف پا کو برگ گل ہو خار ۔ حیف ہے ہو وہی خار سے وہ
فگار دوسری ترصیع کہ پہلے فقرے یا پہلے مصرع مین جو جو الفاظ واقع ہوئے ہون
دوسرے فقرے یا مصرع کے ا ۔ ۔ الفاظ یا بیشتر کے ساتھ ہموزن اور حرف اخیر مین متفق
ہون مثلاً کمال محبت کا اوسکے حال سے ظاہر ہے اور جمال مودت کا اوسکے
قال سے باہر ہے شعر گل و بلبل اور بوستان عجیب ۔ غل قلقل اور دوستان غریب
تیسری متوازی اور یہ اسطرح پر ہے کہ فقرہ اول یا مصرع اول کے سارے لفظ دوسرے
فقرے یا مصرع کے سارے لفظ یا اکثر لفظون کے موافق نہون بلکہ مختلف ہون اور
یہ اختلاف خواہ باعتبار وزن اور حرف اخیر کی موافقت کے ہو مثلاً دوست کے
دل کا حال معلوم اور دشمن کی زبان کا سخن مفہوم دوست دشمن کے اور دل
زبان کے اور حال سخن کے مقابل ہے لیکن وزن اور حرف اخیر مختلف ہے خواہ
فقط باعتبار وزن کے ہو مثلاً نیاز عاشق کا مطلوب جانتا ہے اور ناز معشوق کا
طالب پہچانتا ہے نیاز ناز کے اور عاشق معشوق اور مطلوب طالب کا اور جانتا پہچانتا
کے مقابل ہے اور یہ الفاظ وزن مین مختلف اور حرف اخیر مین متفق ہین خواہ
باعتبار حرف اخیر کے مثلاً عالم کو سب جاہ مین اقبال ہے اور جاہل کو ہر حال
مین اشکال ہے معلوم کیا چاہیے کہ سجع کی تین قسمین اور ہین سوا ان اقسام کے

کہ وہ نظم کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہین قسم اول یہ ہی کہ ہر مصرع مسجع ہو اور سجع اول مصرع
کے دوسری مصرع کے سجعون سے مخالف ہون اس قسم کو تشطیر کہتے ہین کسواسطے کہ
تشطیر مشتق ہے شطر سی اور وہ شین منقوطہ سے بمعنی حصہ کی ہے اور چونکہ بیت کا ہر مصرع
جدا جدا مسجع ہوتا ہے گویا کہ بیت حصہ حصہ کی گئی ہے مثال اسکی یہ شعر شعر سینہ ہی داغ
عشق سی اپنا شگفتہ باغ ✽ اور دل ہے رنج ہجر سے سو غم کا ایک گنج ✽ اول حصے ثانی
ہی چین اور دوسرا جیم ہی قسم دوسری یہ کہ مصرع اول کا پہلا جزو کہ اوسکو صدر کہتے ہین
مصرع ثانی کی جزو اخیر کے ساتھ کہ اوسکو ضرب کہتے ہین حرف اخیر مین موافق ہو اس قسم کو
تصریع کہتے ہین پہلے صاد اور بعد صاد کے رے مثلاً شعر دل اس رنجور کا عشق بتان
مین ✽ سدا رہتا ہے درد و غم کی منزل ✽ مقصود با تمثیل دل اور منزل ہے۔
قسم تیسری یہ کہ قصیدہ یا غزل مین تین تین سجع ایکطرح کے مذکور کرین اور چوتھا قافیہ
اصل قصیدہ یا غزل کا ہو جیسے اس شعر مین شعر کیسا ہی مین فرزانہ ہون پہ عشق مین
دیوانہ ہون ✽ تو شمع مین پروانہ ہون ای رشک خوبان جہان ✽ اصل مین لفظ
خوبان کا مطابق قافیہ غزل کے ہی یعنی گلستان اور گمان اور نشان وغیرہا اور لفظ
جہان کا ردیف ہی اس بیان سی معلوم ہوا کہ سجع کی چھ قسمین ہین لیکن پہلی تین
قسمین نثر اور نظم مین مشترک اور تین قسمین اخیر کی مختص نظم کے ساتھ صنعت موازنہ
وہ ہی کہ دونون فقرہ یا دونون مصرع کے الفاظ اخیر کے باعتبار وزن کے موافق
اور باعتبار حرف اخیر کے مختلف ہون مثلاً دل معاد سی غافل ہی اور جان ذکر سے
فارغ۔ چشم ساغر ہی اشک خون ہے شراب۔ جان آتش ہی سوز آہ شرار۔ اگر
فقرۂ اول یا مصرع اول کی ساری الفاظ یا اکثر دوسری فقرہ یا مصرع کی ساری الفاظ

یا اکثر کے وزن مین مانند ہون اوسکو مماثلت کہتے ہین پس یہ نوع موازنہ مین ایسی ہے جیسے سجع مین ترصیع بہر کیف مثال اسکی یہ ہی فقرہ حال عاشق کا تبنگ ہی اور کار حاسد کا بلند ہی شعر یار مہرو بن نکہ سیر بہار؁ شوخ گلرخ بن نہ پی جام شراب ؁؁
معلوم کیا چاہیے کہ جن لوگون نی یہ گمان کیا ہے کہ موازنہ مین سے مماثلہ مختص شعر کے ساتھ ہے یہ غلط ہے اور جن لوگون نے یہ توہم کیا ہے کہ وہ مختص نثر کے ساتھ ہے یہ بھی محض بیجا ہے کسواسطے کہ وہ نثر اور نظم دونون مین جاری ہوتی ہے جیسے نثر اور نظم کی مثال سے واضح ہو گیا اور توہم نثر سے خصوصیت رکھنے کا اس سبب سے ہے کہ عربی کی کتابون مین اس صنعت کی تعریف مین لکھا ہے کہ وہ مساوی ہونا دو فصلون کا ہے وزن مین اور فاصلہ نثر کے الفاظ اخیرہ ہی کو کہتے ہین اور یہ نہ جانا کہ ذکر فاصلہ کا بطریق احتراز کے نہین ہی تا کہ اوس سے نظم خارج ہو جاوے بلکہ بطریق مثال کے ایک کا ذکر کر دیا ہے اور بنا بر اختصار کے مصرع کا ذکر چھوڑ دیا ہے اور چونکہ یہ صنعت نظم مین بھی جاری ہوتی ہے شرح کرنے والون نے فاصلہ کے آگے لفظ مصرع کا بھی لاحق کر دیا ہے یہان سے معلوم ہوا کہ حدائق البلاغت کے مصنف نے جو یہ کہا ہے کہ یہ صنعت نظم مین بھی نہین آتی کیونکہ نظم کے آخر مین قافیہ واجب ہے از روی سہو کے ہی اور یہ نہ خیال کیا کہ آخر مین نظم کے قافیہ کا ہونا اس صنعت کے نظم مین جاری ہونے کی منافی نہین جیسے اوس شعر سے کہ اس صنعت کی مثال مین مذکور ہوا واضح ہی جب یہ معلوم ہوا سنا چاہیے کہ اس صنعت کی تعریف مین اگر الفاظ اخیرہ کے فقط وزن مین موافق ہونے سے یہ مراد ہے کہ موازنہ مین الفاظ اخیر کا حرف اخیر مین مخالف ہونا واجب ہی تبس اس صورت مین سجع اور موازنہ

تباین ہو یعنی صنعت سجع کی موازنہ پر صادق آویگی اور نہ صنعت موازنہ کے سجع پر کسواسطی کہ سجع مین حرف اخیر کی موافقت واجب ہو اور یہان مخالف اور اگر یہ مراد ہے کہ موازنہ مین وزن کی موافقت شرط ہو اور حرف اخیر کی موافقت شرط نہین یعنی ہو ہو نہ ہو تو اس صورت مین ایک جای مین سجع اور موازنہ دونون صادق آئینگی جیسے وصال دوست کا محض خیال ہے اور رحم کرنا رقیب کا محال ہے شرط سجع اور موازنہ کی دونون پائی جاتی ہین یعنی موافقت حرف اخیر کی اور یہ شرط سجع کی ہو اور موافقت وزن کی اور یہ شرط موازنہ کی ہے اور ایک جای موازنہ پایا جاویگا بدون سجع کے جیسے موازنہ کی مثال مین مذکور ہوا دل معاد سے غافل ہے اور جان ذکر سے فارغ اور ایک جای مین سجع پایا جاویگا بدون موازنہ کے جیسے دل مین رقیب کی طرف سے خار ہے اور سینہ دوست کی جور سے افگار ہے خار اور افگار بطور سجع کے ہین نہ بطور موازنہ کے اور حدائق البلاغت کی مصنف سے تعجب ہو کہ موازنہ کی تعریف مین آپ ہی لکھتا جاتا ہے کہ موازنہ وہ ہو کہ دو فقرون کے الفاظ اخیرہ وزن مین متحد ہون اور حرف اخیر مین مختلف اور پھر اسکو ایک قسم سجع کی قرار دی ہے حالانکہ سجع مین شرط یہ ہو کہ حرف اخیر مین موافقت ہو نہ مخالفت واللہ اعلم بالصواب

صنعت ذوقافیتین — ایسے شعر کو کہتے ہین کہ اوسمین دو قافیہ ہون جیسے اس شعر مین شعر صبا اوڑا کے نہ لیجا مرا غبار کہین ٭ کہ مجھ سے چھوٹے کی آستان یار کہین ٭ اور کسی مین تین تین قافیے بھی ہوتے ہین شعر آ جلد کہ آب عاشق ہجران مین نہین تاب ٭ اور نام کو باقی نہین مژگان مین کہین آب ٭ اور کبھی دو قافیون کے بیچ مین ردیف بھی لاتے ہین اور قافیہ کے بیچ مین آتی ہے

جیسے اس شعر مین شعر اشک خونین سے جہان ہم روتے ہین ٭ جا بجا لالہ ستان ہم بوتے ہین ٭ ہم کا لفظ ردیف ہے کہ درمیان دونون قافیون کے ہے یعنی جہان اور روتے اور لالہ ستان اور بوتے کے
صنعت متلون اس شعر کو کہتے ہین کہ کئی بحر مین پڑھا جاوے جیسے یہ شعر شعر دیکھکر اوس چہرۂ مہوش کا حسن ٭ آپ مین آتے نہین پہرون مین ہم ٭ یہ شعر دو بحر مین پڑھا جاتا ہے اول بحر سریع مفتعلن مفتعلن فاعلان ٭ اور دوسری رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلات ٭ مگر اتنا ہے کہ مصرعۂ ثانی مین دونو کا جزو اخیر فاعلن ہے اور مصرعۂ اول مین سریع کا جزو اخیر فاعلان اور رمل کا فاعلات اور حال مفصل اسکا عروض کے فن مین معلوم ہوجاویگا —
صنعت تلمیح — یہ اسطرح ہے کہ کلام شعر مین کسی واقعہ مشہور پر یا ایسی چیز پر اشارہ کیا جاوے کہ کتب مستعملہ مین مذکور ہو جیسے شعر سودا کا شعر دکھلائے جاکر تو جسے مصر کا بازار ٭ پہر دان کوئی خواہان نہین اس جنس گران کا ٭ اس شعر مین اشارہ ہے طرف قصہ حضرت یوسف کے کہ وہ مشہور ہے اور یہ شعر فقیر محمد خان گویا کا شعر منہ دکھانا تو کہان باتین تھین اوسکی مجھہ تک ٭ لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد ٭ اس شعر مین حضرت موسیٰ کے قصہ کی طرف اشارہ ہے حق یہ ہے کہ جو لوگ کہ چاشنی انصاف اور مذاق شعر سے بہرہ رکھتے ہین اونکے نزدیک یہ شعر جواب نہین رکھتا اور جیسے یہ شعر شعر نہ ان مین اسلیے لوٹے ہے خاک پر مجنون ٭ کہ یہ علاج ہے اوسکا جسے ہو استسقا ٭ اس شعر مین اشارہ ہے طرف مسئلۂ طب کے
صنعت سیاقۃ الاعداد اسطرح پر ہے کہ کلام مین اعداد مذکور کرین خواہ ترتیب سے خواہ بغیر ترتیب کے جیسے یہ شعر سودا کا شعر چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل مشکفام دو

حسن بتان کے دو ہین ہو سحر ایک شام دو ؛ مصرع شیخ ابراہیم ذوق کا مصرع
دو تین ٹکڑے سر کے ہوئے بسمل کے چار پانچ ؛ اور بعضے شعرا نے عدد ایک سے
دس تک ذکر کیے ہین علی الترتیب اور بعضون نے دس سے ایک تک عکس ترتیب
یہ دونون لطف سے خالی نہین اسی قبیل سے ہے شعر انشاء اللہ خان کا
شعر ایک دو تین چار پانچ چھہ سات ؛ آٹھہ نو دس ہوئے بس الشابس ؛
صنعت تنسیق الصفات۔ یہ اسطرح ہر کہ ایک موصوف کو کئی اوصاف
پے در پے مذکور کرین شعر تیری شمشیر خصم ۔ ہے میدان مین ؛ صاعقہ برق بلا
قہر خداوند تعالیٰ ؛ صنعت توشیح وہ ہر کہ اگر چند شعر ہر مصرع یا ہر بیت کے
حرف اول کو جمع کرین اوس سے کوئی عبارت یا نام حاصل ہو جاوے اور کبھی
عبارت مین ابیات کے بیچ یا آخر کے حرفون سے بھی حاصل کرتے ہین یہ کہ بعینہ مثال
اسکی یہ دو شعر ہین شعر درد و غم داغ ہجر رنج فراق ؛ وقف دل بل بے حوصلہ
دل کا ؛ سخت مشکل ہر اب کرون کس سے ؛ تجھہ سوا ہجر مین گلا دل کا ؛ ہر مصرع
کے حرف اول جمع کرنے سے لفظ دوست کا حاصل ہوتا ہے علم بدیع کا تمام ہوا

## حدیقہ تیسرا علم عروض مین

معلوم کیا چاہیے کہ شعر اصطلاح مین ایسے کلام کو کہتے ہین کہ اوزان مقرری مین
سے کسی وزن پر ہوا اور قافیہ رکھتا ہوا اور کہنے والے نے اوسکی موزونی کا قصد
کیا ہوا اول کلام کے معنی بیان کیے جاتے بعد اوسکے تعریف کی قیدون کا فائدہ
بیان کیا جاویگا سنا چاہیے کہ کلام اوسے کہتے ہین کہ دو کلمے سے مرکب ہو مع اسناد
کے یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمے سے ایسی نسبت ہو کہ کہنے والا اگر کہکر خاموش ہوجائے

تو سننے والے کو فائدہ کامل حاصل ہو جاوے اور پھر انتظار باقی نرہے مثلاً کوئی کہے
کہ زید آیا ہے پس سننے والا اوس سے مطلب بالکل سمجھ لیگا اور کلام کے تمام کرنیکا
منتظر نرہیگا جب یہ معلوم ہوگیا اب سنا چاہیے کہ کلام کی قید سے ایک کلمہ خارج ہوگیا
اگرچہ ارکان بحوریں سے کسی رکن کے وزن پر ہو مثلاً طوطی فعلن کے وزن پر ہے
لیکن چونکہ شعر کے واسطے کلام شرط ہے اور یہ ایک کلمہ ہے اسواسطے یہ شعر نہیں ہے
اور سخن بیمعنی بھی خارج ہوگیا اسواسطے کہ سخن بیمعنی سے سننے والے کو کچھ فائدہ نہیں
حاصل ہوتا لیکن یہ امر باقی رہگیا کہ بعضا ایسا سخن موزون اور مقفی ہوتا ہے کہ اوسمین
نسبت مذکورہ نہیں ہوتی جیسے یہ شعر داغ ہجران سے ماہرویون کے ؛ آتش غم سے
تنہ خویون کے ؛ یہ سخن جب تمام ہوتا ہے کہ اتنا سخن اوسکے ساتھ اور شامل کیا جاے
مثلاً ہم جان بلب ہین پس کلام کی شرط سے چاہیے کہ اوسکو شعر نہ کہین اور حال یہ ہے
کہ اسکو بھی شعر کہتے ہین اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ کلام سے کلام اصطلاحی یعنی وہ
جو پہلے بیان کیا گیا مراد نہ رکھنی چاہیے بلکہ کلام لغوی مراد رکھنی چاہیے یعنی سخن
اور سخن عام کہ نسبت مذکورہ اوسمین پائی جاوے یا نہیں لیکن اس صورت مین
ایک کلمہ بھی تعریف مین داخل ہو جاتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ کہا جاوے کہ نہیں ہو سکتا ہے
کہ کہنے والا فقط اتنے سخن پر کفایت کرے کسواسطے کہ اوس سے کچھ فائدہ حاصل
نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ اوسکے آگے بھی کچھ اور کہیگا اور جب آگے اوسکے کچھ
اور کہا تو وہ سخن اور یہ سخن شامل ہوکر شعر ہوگیا نہ سخن پہلا لیکن فقط اوسی سخن
کو کہنا باعتبار مجاز کے ہے جیسے الفاظ موزون مقفی بے معنی کو بھی باعتبار مجاز کے
شعر کہتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ کسی شاعر نے مولوی نظامی کے خمسہ کے جواب مین

بموجب فرمایش کسی بادشاہ کی ایک خمسہ بےمعنی کہا تھا اور قطع نظر اسکے جس شعر کے
معنی کچھ نہین ہوسکتے تو کہا کرتے ہین کہ یہ شعر بےمعنی ہے لیکن بےمعنی پر بھی شعر کا اطلاق
کرتے ہین اور قید موزون ہونے کی اسواسطے ہے کہ جو کلام اوزان مقررہ مین سے
کسی وزن پر نہوگا وہ نثر ہی شعر نہین ہے اور قافیہ کی قید اسواسطے ہی کہ بغیر قافیہ
کے بھی موافق اصطلاح کی شعر نہین ہی اور قید قصد کی اسواسطے ہی کہ اگر کسی سے
بغیر اس بات کی کہ وہ ارادہ موزونی کا کرے کلام موزون سرزد ہوجاوے تو اوسکو
شعر نہین کہنے کی چنانچہ بعضی آیتین کلام اللہ کی اور بعضی حدیثین موزون ہین
علی الخصوص بسم اللہ بحر سریع مین ہی لیکن شعر نہین ہے بلکہ شعر کا اطلاق کرنا اوپر
منع ہے معلوم کیا چاہیے کہ اس مقام مین کئی امر اور باقی ہین اونمین سے ایک امر
یہ ہی کہ کلام کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ ایک مصرع پر بھی اطلاق شعر کا بموجب اصطلاح
کی درست ہی لیکن مصرع کو کوئی شعر نہین کہتا بلکہ شعر دو مصرع کا نام ہے اسمین
دو احتمال ہین ایک یہ کہ از بس کہ عادت شعرا کی اکثر بیت کہنی پر جاری ہے اور ایک
مصرع تنہا کم کہتے ہین باعتبار مجاز کے بیت ہی کو شعر کہنے لگے ہین اور دوسرا یہ کہ
شاید یہ اصطلاح علیحدہ ہو یعنی باعتبار ایک اصطلاح کے مصرع اور بیت شعر ہین
اور باعتبار دوسری اصطلاح کے دو فقرہ موزون کا نام شعر ہے اور ایک کا نام
مصرع دوسرا امر یہ ہی کہ ہم لوگ کہ سراسر نقصان اور غفلت سی لبالب اور مالا مال ہین
ہر چند بسا اوقات مشاہدہ کرتے ہین کہ ہرگز موزون کرنے کی طرف متوجہ نہین ہوتے
اور وزن کا ہرگز خیال نہین بقصد کلام موزون سرزد ہوگیا بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ
بعد سرزد ہونے کے کچھ خیال نہین ہوا کہ یہ موزون ہے اور بعد دو تین روز کے

جب اوسمین تامل واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ خود بخود یہ کلام موزون سرزد ہو گیا ہے
لیکن یہ امر حق تعالی کی طرف نسبت نہین کر سکتے تھے آیات کا موزون ہونا اوس
جناب مقدس سے بارادہ ہوا اور اوسکے موزون ہونے پر اوسکو اطلاع نہو عیاذاً باللہ
اس صورت مین لازم آیا کہ وہ آیتین موزونی کے ساتھ متکلم کے قصد سے حاصل ہوئی ہین
پس اوسپر شعر کی تعریف صادق آئی اور حالانکہ شعر نہین ہے پس بہتر یہ ہے کہ قصد
کو موزونی کے ساتھ متعلق نہ کیا چاہیے بلکہ شعر کے ساتھ متعلق کرنا چاہیے یعنی اگر
کہنے والا شعر کے ارادہ سے موزون کرے تو شعر ہے والا نثر ہے اس صورت مین
آیتون پر سے اطلاق شعر کا اوٹھگیا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے آیتون کو
شعر کے ارادہ پر نہین فرمایا اور با چونکہ شعر مین اغلب مبالغہ اور کذب ہوتا ہے
اور کلام الہی اور حدیث شریف ان امور کے شائبہ سے پاک ہے اس سبب سے از روے
ادب کے اونپر اطلاق شعر کا منع ہے گو کہ تعریف شعر کی اونپر صادق آتی ہے اور
باعتبار اصطلاح کے شعر ہے اور اوسمین کچھ قباحت نہین کسواسطے کہ مبالغہ اور کذب
کو نفس شعر کے متحقق ہونے مین کچھ دخل نہین کیونکہ اگر کوئی کلام موزون مقفی کہے
اور اوسمین کچھ مبالغہ نہو بلکہ سب باتین راست اور سچ ہون وہ شعر ہے اور مبالغہ
اور کذب کا شعر مین استعمال کرنا بسبب اسکے ہے کہ طبائع کو ایسی چیزون کیطرف
رغبت بہت ہوتی ہے اور تیسرا امر یہ ہے کہ بعضون نے قافیہ کو شعر کی تعریف مین
داخل نہین کیا اور کہا ہے کہ قافیہ نفس شعر کے متحقق ہونے کیواسطے نہین ہے بلکہ ایک
امر عارض کے واسطے ہے اور وہ یہ ہے کہ قافیہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ شعر مطلع ہے
یا نہین اگر دونون مصرعون مین قافیہ ہے تو معلوم ہوا کہ وہ شعر مطلع ہے اور اگر

ایک مصرع مین قافیہ ہے پس معلوم ہوا کہ سوا مطلع کے غزل یا قصیدہ کے باقی اشعار
مین سے کوئی شعر ہے اور سکاکی نے مفتاح العلوم مین اس قول کو غلبہ دیا ہے
معلوم کیا چاہیے کہ شعر لغت مین بمعنی جاننے کے ہے اور اصطلاح مین کلام موزون مقفی
کو کہ اوسکی تعریف بیان کی گئی اسیواسطے کہتے ہین کہ وہ جانا جاتا ہے پس مصدر
بمعنی مفعول کے ہے یعنی جانا گیا اور شعر کو بیت بھی کہتے ہین اور بیت بمعنی گھر کے ہے
اور گھر کے دروازہ کے دو کواڑ ہوتے ہین اسیطرح سے بیت کے دو مصرع ہوتی ہین غالبا
اور مصرع بمعنی کواڑ کے ہے اور شاید اسواسطے بیت نام رکھا ہے کہ گھر صحرانشینان عرب کا
اکثر کمل کا ہوتا ہے بطور پال کے اور وہ گھر مرکب ہوتا ہے رسّی اور میخ اور ستون سے
اور بیت بھی مرکب ہے سبب اور وتد اور فاصلہ سے اور لغت مین سبب رسّی کو
کہتے ہین اور وتد میخ کو اور فاصلہ ستون کو اور ان اجزا کا حال آگے معلوم ہوجائیگا
اور اوسکی وجوہات کتابون مین اور بھی لکھی ہین لیکن بیان اونکا لکھنا بجز طول
کلام اور کچھ فائدہ نہ دیگا اب معلوم کیا چاہیے کہ بیت کی پہلے مصرع کے جزو اول کو صدر
کہتے ہین کسواسطے کہ صدر بمعنی اول اور بلندی کے ہے اور یہ کلمہ بھی سب اجزا سے
اول ہوتا ہے اور اوسی مصرع کی اخیر جزو کو عروض کہتے ہین کیونکہ عروض بمعنی
طرف کی ہے اور یہ جزو بھی گوشہ اور طرف ہے مصرعہ کا اور دوسری مصرع کی پہلے جزو
کو مطلع اور ابتدا کہتے ہین اور اوسکی وجہ ظاہر ہے اور اسی مصرع کے اخیر جزو کو
ضرب اور عجز کہتے ہین ضرب بمعنی قسم کے ہے اور قسم کسی شے کی اوسکا ہمتا اور برابر
ہوتا ہے اور یہ جزو بھی ٹکڑا ہے مصرع کا اور عجز عین بے نقطہ مفتوح اور جیم مکسور
یا مضموم اور زا معجمہ سے بمعنی سرین کے ہے اور وجہ تسمیہ اس لفظ کی ترجمہ سے

ظاہر ہے اور جو چاروں اجزا کے درمیان ہین ہین اونکو حشو کہتے ہین اور حشو
اوس روئی کو کہتے ہین کہ تکیہ وغیرہ مین بھری جاوے اور یہ الفاظ بھی درمیان
اجزا کے ہین اور بعضی کہتے ہین کہ عروض معنی ستون خیمہ کر ہر جسطرحسے خیمہ کی بنا اور ثبات
ستون پر ہوتی ہے مصرع کی بنا اس رکن پر ہوتی ہے اور ضرب معنی مانند اور مثل
کے ہر چونکہ جزو اخیر دوسرے مصرع کا اخیر مین واقع ہونے کی اندر یا باعتبار موافقت
قافیہ کی عروض کے مانند ہر اسواسطے اسکا نام ضرب رکھا ہر اور بعضی کتابون مین
علم عروض کی وجہ تسمیہ مین لکھا ہر کہ مصرع اول کے جزو اخیر کو عروض کے فن مین
اوسکا بہت ذکر آتا ہے اسواسطے اس علم کا نام عروض ہی رکھا ہے ہم کہتے ہین کہ
شاید معاملہ بالعکس ہو یعنی اصل مین عروض نام علم کا ہے اور عروضی وہ شخص ہے
کہ عروض سے بہت بحث کرے چونکہ عروضی اس جزو سے بھی بہت بحث کرتے ہین
اسیواسطے اس جزو کا نام بھی عروض رکھا باعتبار کثرت بحث اور کثیر الوقوع
ہونے کی گویا یہی جزو عروض ہے واللہ اعلم بالصواب معلوم کیا چاہیے کہ شعر
کے وزن مین کبھی غلطی واقع ہو جاتی ہے اسواسطے عقلا نے چند قاعدے مقرر کیے ہین
کہ اوس سے شعر کا موزون اور ناموزون ہونا معلوم ہو جاوے اور اونکا نام عروض
ہر اور اس علم کو خلیل ابن احمد بصری نے اول استخراج کیا ہے اور بعد اوسکی
اورون نے بھی بعض بحر اوسی کے قیاس پر استخراج کرلیے ہین چنانچہ اسکا
حال معلوم ہو جائیگا اور چونکہ عروض نام مکہ معظمہ کا ہر اور یہ علم جب مستخرج
ہوا تھا خلیل ابن احمد اوس زمانہ مین مکہ معظمہ مین تھا اس علم کو تیمنا مکہ کے
نام کے ساتھ موسوم کر دیا اور اس تسمیہ کی وجہین کتابون مین اور بھی لکھی ہین

لکھنا اونکا تطویل کلام کا موجب ہی بہر کیف ان مطالب کو ہم پانچ فصل مین مذکور کرتے ہین اور ہر فصل کا نام خیابان ہی حدیقہ کی مناسبت سے

## خیابان پہلا بحور اور دوائر کے بیان مین

پوشیدہ نرہی کہ بیت جس وزن پر ہوتی ہے اوس وزن کو بحر کہتے ہین کیونکہ بحر بمعنی دریا کے ہی اور چونکہ دریا سے نہرین بہت چھوٹتی ہین بحر سے بھی زحافون کو واقع ہونے سے بہت شعبہ حاصل ہوتی ہین چنانچہ حال زحاف کا اور بحر کے شعبون کا آگے مفصل آویگا اور بحر جن لفظون سے مرکب ہوتا ہی اون لفظون کو اصول اور ارکان اور افاعیل اور تفاعیل اور مفاعیل اور افعال اور مثل اور امثال اور اجزا اور موازین اور اوزان عروض کہتے ہین اور ارکان دس ہین دو اونمین سے پانچ حرف کا اور آٹھہ سات حرف کی پانچ یہ ہین فعولن اور فاعلن اور سات حرف کی یہ مفاعیلن۔ فاعلاتن مستفعلن۔ مفاعلتن متفاعلن مفعولات۔ تے کی پیش سے بغیر تنوین کے اور فاع لاتن مستفع لن یعنی عین ان دونون رکنون کے لاتن اور لن سی منفصل یعنی جدا ہی اور پہلی فاعلاتن اور مستفعلن کے متصل ہے اور وجہ متصل ہونے کی آگے معلوم ہو جاویگی پس ان چارون کی تغیرہ فرق اعتباری ہی اور ترکیب ارکان کی تین جزو مین منحصر ہی سبب اور وتد اور فاصلہ سبب دو حرفی کلمہ کو کہتے ہین پس اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہوا اوسکو سبب خفیف کہتے ہین جیسے کر اور بر کہ کاف اور با متحرک ہی اور رے ساکن اور اگر دونون متحرک ہون اوسکو سبب ثقیل کہتے ہین جیسے جانی کی پہلے دو حرف وتد سہ حرفی کلمہ کو کہتے ہین پس اگر دو حرف متحرک اور تیسرا حرف ساکن ہوا

اوسکو وتد مقرون کہتے ہین بسبب نزدیک ہونے دو حرف متحرک کے اور وتد مجموع بھی
کہتے ہین بسبب اکٹھے ہونے دو حرف متحرک کے مثلاً اگر اور سفر اور اگر دو حرف اول
اور اخیر کے متحرک ہون اور بیچ کا حرف ساکن اوسکو وتد مفروق کہتے ہین اس سبب سے
کہ حرف ساکن نے دونون متحرک مین فرق کردیا ہے اسکی مثال ہین تین حرف پہلی
آہن من اور یہ ہین سے فاصلہ چار حرف یا پانچ حرف کے کلمہ کو کہتے ہین اگر تین حرف
متحرک اور چوتھا ساکن ہو اوسکو فاصلہ صغری کہتے ہین جیسے جلبی سار الفظ کہ تین
حرف متحرک ہین اور چوتھا حرف ساکن ہے اور اگر چار حرف متحرک ہون اور پانچوان ساکن
اوسکو فاصلہ کبری کہتے ہین جیسے سمکتن صغری یعنی چھوٹے کو اور کبری یعنی بڑے کو ہے
چونکہ چار حرف کا لفظ پانچ حرف کے لفظ سے چھوٹا تھا اسواسطے اول کا نام صغری رکھا اور
دوسرے کا کبری اور بعضی چار حرفی کو فاصلہ صاد بے نقطہ کو کہتے ہین اور وتد ہے اور فاصلہ
کوئی علیحدہ جز نہین کسواسطے کہ چار حرف کا لفظ سبب ثقیل اور سبب خفیف سے مرکب ہے
اور پانچ حرف کا لفظ سبب ثقیل اور وتد مقرون سے اور حق یہی معلوم ہوتا ہے لیکن جمہور نے
اس جزو ثالث کا بھی اعتبار کیا ہے بہرکیف جب یہ معلوم ہوچکا اب ارکان کے
ان اجزا سے مرکب ہونے کی حقیقت بیان کیجاتی ہے پوشیدہ نرہے کہ فعولن ہین اول
وتد مجموع ہے اور بعد اوسکے سبب خفیف اور فاعلن ہین اسکا عکس اور مفاعیلن ہین
پہلے وتد مجموع ہے اور بعد اوسکے دو سبب خفیف اور مستفعلن متصل ہین دو سبب پہلے
اور بعد اوسکے وتد مجموع اور فاعلاتن ہین اول سبب خفیف ہے اور بعد اوسکے وتد
مجموع اور بعد اوسکے سبب خفیف دوسرا یعنی دو سبب خفیف کے بیچ مین ایک وتد مجموع ہے
و مفاعلتن ہین اول وتد مجموع ہے اور بعد اوسکے فاصلہ صغری اور جو لوگ فاصلہ کو

قائل نہین ہین اونکو نزدیک بعد وتد مجموع کے ایک سبب ثقیل اور دوسرا سبب خفیف ہے اور متفاعلن مین اسکا عکس ہے یعنی فاصلہ یا دو سبب ثقیل اور خفیف اول مین اور وتد مجموع آخر مین اور مفعولات مین دو سبب خفیف اول اور وتد مفروق بعد اونکے اور فاع لاتن منفصل مین وتد مفروق پہلے اور دو سبب خفیف بعد اوسکے اور یہ مفعولات کا عکس ہے اور مستفع لن منفصل مین ایک سبب خفیف اول اور دوسرا اخیر مین اور وتد مفروق بیچ مین ہے معلوم کیا چاہیے کہ خلیل ابن احمد اس فن کا نکالنے اور جمع کرنیوالا ہے اوسنے کلام عرب مین تجسس اور تلاش کر کے معلوم کیا کہ اشعار عرب پندرہ بحر مین موزون ہوتے ہین اور وہ یہ ہین طویل مدید بسیط کامل وافر ہزج رمل رجز منسرح مضارع سریع خفیف مجتث مقتضب تقارب اور بعد اوسکے ابوالحسن اخفش نے سولھوین اور ایجاد کی اور اوسکا نام متدارک رکھا اونمین سے بحر طویل اور بحر مدید اور بحر بسیط اور بحر وافر اور بحر کامل عربی شعرون کے ساتھ مختص ہین یعنی اہل عجم اونمین شعر نہین کہتے بجز عرب کے اسواسطے کہ وہ وزن نامطبوع اور نامرغوب ہین اور باقی بحر عجم اور عرب کے اشعار مین مشترک ہین اور تین بحرین خلیل ابن احمد کے بعد نکالی گئی ہین اور وہ یہ ہین جدید۔ قریب مشاکل۔ یہ تینون عجم کے اشعار کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہین اور عرب ان مین شعر نہین کہتے بہرکیف یہ سب انیس بحر ہوئین معلوم کیا چاہیے کہ ان بحرون مین سے بعضی ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوتی ہین اور بعضی دو رکن کی ترکیب سے جو بحرین کہ ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوتی ہین یہ ہین ہزج رجز رمل کامل وافر متقارب متدارک۔ اور جو دو رکن کی ترکیب سے حاصل ہوئی ہین یہ ہین

طویل ۔ مدید ۔ بسیط ۔ سریع ۔ خفیف ۔ مجتث ۔ منسرح ۔ مضارع ۔ مقتضب ۔
اصل بحر ہزج کی مفاعیلن ہے آٹھہ بار اور اصل رجز کی مستفعلن آٹھہ بار اور اصل
رمل کی فاعلاتن آٹھہ بار اور اصل کامل متفاعلن آٹھہ بار اور اصل وافر کی مفاعلتن
آٹھہ بار اور اصل متقارب کی فعولن آٹھہ بار اور اصل متدارک کی فاعلن آٹھہ بار ۔
اور اصل طویل کی فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن دو بار اور اصل مدید کی فاعلاتن
فاعلن فاعلاتن فاعلن دو بار اور اصل بسیط کی مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
دو بار اور اصل سریع کی مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار اور اصل خفیف کی فاعلاتن
مستفعلن فاعلاتن دو بار اور اصل مجتث کی مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن
دو بار اور اصل منسرح کی مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار اور اصل مضارع کی مفاعیلن فاعلاتن
مفاعیلن فاعلاتن دو بار اور اصل مقتضب کی مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن دو بار اور اصل بحر جدید
کی فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن ہے دو بار اور اس بحر کو غریب بھی کہتے ہیں اور اس بحر کو
بزرجمہر نے نکالا ہے اور اصل قریب کی مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے دو بار کہتے ہیں
کہ مولانا یوسف عروضی نیشاپوری نے یہ بحر نکالی ہے اور یہ وہ شخص ہے
کہ فارسی میں علم عروض پہلے اسی شخص نے تصنیف کیا ہے اور یہ شخص خلیل ابن احمد سے
دو سو برس کے بعد پیدا ہوا ہے اور اصل بحر مشاکل کی فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن
ہے دو بار ان بحور کی وجہ تسمیہ ہر ایک کے ذکر میں بیان ہو جاویگی پوشیدہ نرہے
کہ ہر چند حدائق البلاغت میں ذکر ان تین سالم بحر کا ہے لیکن چونکہ ان تین بحر کا
بھی مطلع ہونا علم عروض کے شائقین کو ضرور ہے اسواسطے میری راے ناقص
مین مناسب معلوم ہوا کہ انکو بھی انھین کے ساتھ مذکور کرے لیکن جیسے وجود انکا

بحر کے بعد ہی چاہیے کہ ذکر بھی اونکے بعد کیا جاوے اب معلوم کیا چاہیے کہ اصل میں
ان سب بحرون کے آٹھ آٹھ جزو ہین بجز سریع اور خفیف کہ اصل میں اوسکے چھہ
جزو ہین جس بحر کے آٹھ جزو ہین اوسکو مثمن کہتے ہین اور اگر دو جزو اوسمین سے
گرا دیوین اوسوقت اوسکو مسدس کہینگے اور اگر چار جزو گرا دیوین اوسکو مربع
کہینگے اور عربی کے شعرون مین تین اور دو جزو کی بھی بحر ہوتی ہے اور مثلث یعنی
تین جزو والی بحر کو بعضون نے بمنزلہ پہلے مصرع کے شمار کیا ہے اور اوسکے پہلے
جزو کو صدر اور اخیر کے جزو کو عروض اور بیچ کے جزو کو حشو اور بعضون نے بمنزلہ دوسرے
مصرع کے تصور کیا ہے اور اوسکے پہلے جزو کو ابتدا اور اخیر کے جزو کو عجز اور بیچ کے جزو
کو حشو اور ایسی ہی ثنائی یعنی دو جزو والے کے دو اعتبار کیے ہین لیکن اسمین حشو نہین ہے
اور فارسی اور اردو مین مثمن اور مسدس کے سوا اور مشتمل نہین ہوتا اور یہ معلوم ہوچکا
ہے کہ ان سولہ بحر مین سے سریع اور خفیف اصل مین مسدس ہین اور باقی تیرہ بحر مثمن
اور مثمن مین سے جب دو جزو کم کرکے مسدس بنا لیتے ہین اوسکو مجزو زی نقطہ دار اور
واو مشدد سے کہتے ہین اس سبب سے کہ ہر مصرع سے ایک جزو کم ہوگیا ہے اور اصل
اون تین بحرون کی بھی مسدس ہے یعنی واضع نے اونکو چھہ جزو پر بنایا ہے —
پوشیدہ نرہے کہ ان بحرون کے سبب اور وتد اور فاصلہ مین اگر تقدیم اور تاخیر کیجاے
تو ایک بحر سے دوسری بحر نکل سکتی ہے اور دوسری بحر نکلنے کے یہ معنی ہین کہ اوسکے
وزن پر الفاظ حاصل ہوجاتے ہین یعنی وہ بحر جتنے سبب اور وتد اور فاصلے سے
مرکب ہے وہی سب اجزا اوسی ترتیب سے یہان ہوتے ہین اور بحر اصل مین انھین
متحرک اور ساکنون کا نام ہے کہ جنسے وہ اجزا مرکب ہوئے ہین لیکن چونکہ اون اجزا کی

تقدیم اور تاخیر سے جو الفاظ اوس وزن پر حاصل ہونگے البتہ بمعنی ہونگے اور
بہتر یہ ہو کہ حتی المقدور رعایت معنی دار الفاظ کی کیجاوے تو عادت عروضیون کی
اسطرح جاری ہے کہ وہ الفاظ کہ اوس دوسری بحر مین مستعمل ہوتے ہین اونکی جگہہ پر
لکہدیتے ہین چنانچہ اسکی حقیقت مفصل معلوم ہوجاویگی اور ایک بحر سے دوسری
بحر کے نکلنے کو فک بحور کہتے ہین اور جتنی بحرین کہ ایک دوسری سے نکلتی ہین اونکے
حق مین کہتے ہین کہ یہ ایک دائرہ سے ہین اور اونکے واسطے ایک ایک دائرہ بھی
لکہا کرتے ہین تاکہ نکلنا اون بحور کا اوس سے خوب ظاہر ہوجاوے مثلاً مفاعیلن
مین اول وتد مجموع ہے اور بعد اوسکے دو سبب خفیف اور مستفعلن مین دو سبب
خفیف پہلے ہین اور بعد اونکے وتد مجموع ہے عکس ہے مفاعیلن کا اور فاعلاتن مین ایک
سبب خفیف اول اور دوسرا سبب خفیف اخیر مین اور بیچ مین وتد مفروق پس
اگر مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن کے مفا سے شروع اور لن پر تمام کرین بحر
ہزج ہے اور اگر عیلن سے شروع اور مفا پر تمام کرین یہ صورت ہوجاویگی عیلن
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفا یہ بحر رجز ہے کیونکہ وہ وزن ہے مستفعلن مستفعلن
مستفعلن مستفعلن کا اگر لن سے شروع اور عی پر تمام کرین اور کہین لن مفاعی لن
مفاعی لن مفاعی لن مفاعی بحر رمل ہوجاویگی کہ اوسکا وزن یہ ہے فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اسی طرح سے مستفعلن اور فاعلاتن سے تینون بحرین
حاصل ہوتی ہین یعنی اگر مس سے شروع اور لن پر تمام کرین رجز ہے اور علن سے
شروع اور مستف پر تمام کرین ہزج اور تفعلن سے شروع اور مس پر تمام کرین رمل ہے
اور ایسے ہی فا سے شروع اور تن پر تمام کرنا رمل اور علاتن پر تمام کرنا ہزج

اور تن سے فاعلا پر تمام کرنا رجز ہے پس یہ تین بحر ایک دائرہ سے ہین اور ان اوزان
کو خط دائرہ پر لکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ بسبب مدور ہونے کے ایک رکن کے جزو اخیر کا
دوسرے رکن کے جزو اول کے ساتھ متصل ہونا بتکلف معلوم ہو جاتا ہے اس دائرہ کی
صورت یہ ہے اس دائرہ کو مجتلبہ کہتے ہین لام مفتوح سے اور جلب معنی کھینچنے کے اور
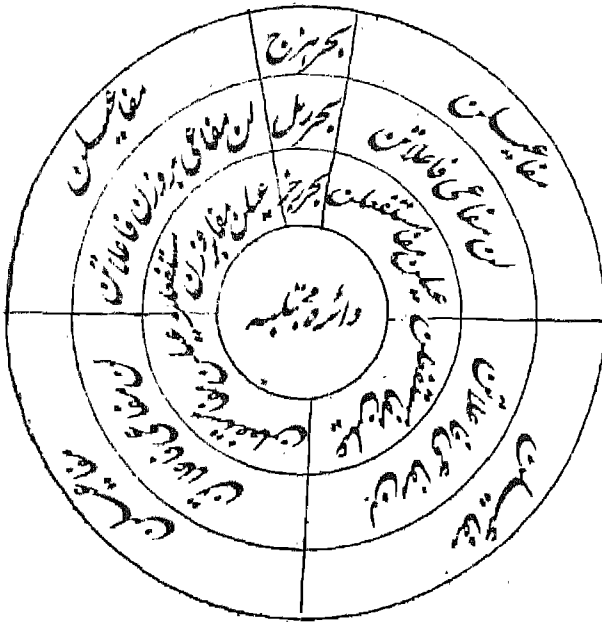
کسی شی کو ایک جا سے دوسری جا مین لیجانے کے ہے اور مفاعیلن بحر طویل کا
اور مستفعلن بحر بسیط کا اور فاعلاتن مدید کا جزو ہے اور یہ تینون بحرین دائرہ مختلفہ
سے ہین کہ اوسکا بیان آگے آویگا گویا ان تین رکن کو دائرہ مجتلبہ مین دائرہ مختلفہ سے
کھینچ کر لے آئی ہین اور عجم اس دائرہ کو موتلفہ کہتے ہین اسواسطے کہ گویا ان تین
رکنون کو باعتبار ترکیب کے آپس مین الفت ہے اور مستفاعلن مین پہلے فاصلہ صغرے
اور وتد مجموع اوسکے بعد اور مفاعلتن اسکا عکس ہے پس اگر مستفا سے شروع کرکے علن پر

تمام کریں بحر کامل ہو جاوے اور اگر علن سے شروع کرکے متفا پر تمام کریں مفاعلتن کا وزن حاصل ہوا اور یہ بحر وافر ہے ایسی ہی مفاعلتن کے دونوں جزو کی تقدیم او تاخیر سے وافر حاصل ہوتا ہے پس یہ دونوں بحر ایک دائرہ سے ہیں اس دائرہ کی یہ صورت ہے
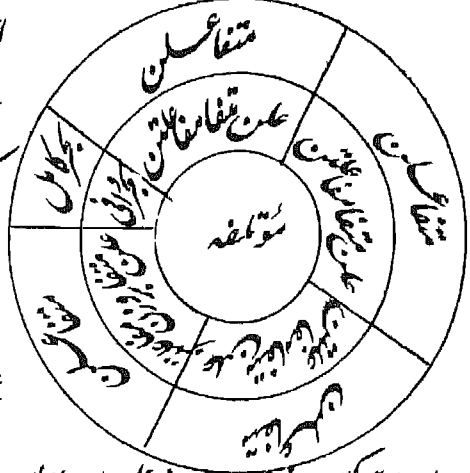
اس دائرہ کا نام مؤتلفہ ہے لام مکسور سے اسواسطے کہ ان دو بحر کے ارکان کو آپسمیں الفت ہے یعنی دونوں سات حرف کی ہیں اور مرکب ہیں وتد مجموع اور فاصلہ صغریٰ سے اور فعولن ہیں پہلے وتد مجموع ہے اور بعد اوسکے سبب خفیف اور فاعلن ہیں پہلے سبب خفیف ہے اور بعد اوسکے وتد مجموع یعنی اوسکا عکس ہے پس فعولن فعولن فعولن فعولن بحر متقارب ہے اور لن سے شروع کرکے فعو پر تمام کرنا یعنی لن فعولن فعولن فعولن فعو بحر متدارک ہے اور الفاظ مستعمل اوسکے یہ ہیں فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن پس یہ دونو ایک دائرہ سے ہیں اور صورت دائرہ کی یہ ہے پس اس دائرہ کو متفقہ کہتے ہیں فا مکسور سے اسواسطے کہ اس دائرہ کے ارکان پانچ حرف کی ہیں اور وتد مجموع اور سبب خفیف سے مرکب ہو نمیں آپسمیں اتفاق رکھتے ہیں اور
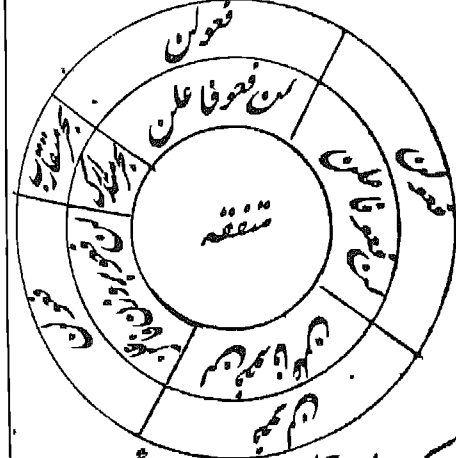
فعولن مفاعیلن اگر ارکان کو ارکان ترتیب سے پڑھیں بحر طویل ہے اور اگر فعولن
کے لن سے شروع کرکے مفاعیلن کو مفاعی پر تمام کریں اور پھر مفاعیلن کے لن سے
شروع کرکے فعو پر تمام کریں یہ وزن حاصل ہوویگا لن مفاعی لن فعولن مفاعیلن فعو
بحر مدید ہے اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن اور اگر مفاعیلن
کے عیلن سے شروع کرکے فعولن کے فعو پر تمام کریں اور فعولن کے لن سے شروع کرکے
مفاعیلن کے مفا پر تمام کریں یہ وزن حاصل ہوگا عیلن فعولن مفاعیلن فعولن مفا
یہ بحر بسیط ہے اور اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن پس تینوں بحر
ایک دائرہ سے ہیں اور صورت دائرہ کی یہ ہے اس دائرہ مختلفہ لام مکسور سے کہتے ہیں
اور بعضے لام مفتوح سے اسواسطے
اس دائرہ کے ارکان باعتبار
حروف کے مختلف ہیں یعنی بعضوں کے
سات حرف ہیں اور بعضوں کے پانچ حرف
اور بحر مجتث جیسے بحر سریع اور خفیف اور بحر
اور بحر مضارع اور بحر منسرح اور
بحر مقتضب یہ چھہ بحریں ایک دائرہ
سے نکلتی ہیں لیکن اس شرط سے کہ موانع سریع اور خفیف کی چار بحر باقی بھی مسدس
ہوں کسواسطے کہ وہ دو بحر اصل میں مسدس ہیں اور انکے اجزا چھہ سے زیادہ نہیں ہوتے
پس یہ چاروں بحر اور ان دو کو ایک دائرہ سے جب حاصل ہونگی جب چھہ جزو کی ہونگی
امر کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ مستفعلن مستفعلن مفعولات کی اگر اسی ترتیب سے پڑھی جاویں
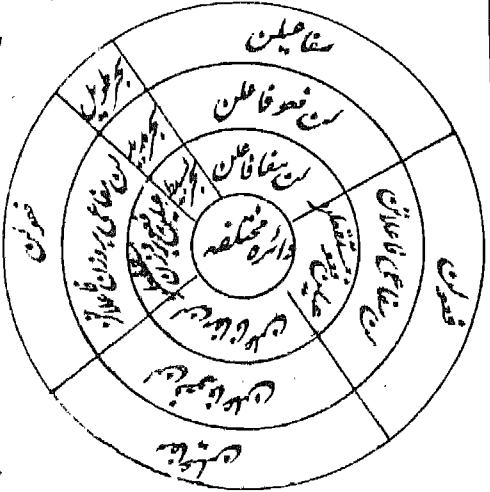
بحر سریع ہے اور اگر دوسرے مستفعلن سے شروع کرکے پہلے پر تمام کریں مستفعلن مفعولات
مستفعلن حاصل ہو جاوے کہ یہ بحر منسرح مسدس ہے اور اگر دوسرے مستفعلن کے
دوسرے سبب خفیف یعنی تف سے شروع کریں اور پہلے مستفعلن کے مس پر تمام کریں
تفعلن مفعولات مس تفعلن حاصل ہو جاوے کہ یہ بحر خفیف ہے اور بحر خفیف کے الفاظ
مستعمل یہ ہیں فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن یعنی تفعلن مف فاعلاتن متصل کے
وزن پر ہے اسواسطے وتد مجموع دو سبب خفیف کے بیچ میں ہے اور عولات مس تفع لن
منفصل کے وزن پر اسواسطے کہ عولات مس میں دو سبب خفیف اول اور آخر میں ہیں
اور ایک وتد مفروق بیچ میں پس عو اور مس کے وزن پر مس اور لن اور لات
کے وزن پر تفع اس رکن کے منفصل ہونے کی وجہ اس بحر میں یہی ہے اور تفعلن مس
فاعلاتن کے وزن پر ہے اور اگر دوسرے مستفعلن کے وتد مجموع یعنی علن سے شروع
کریں اور پہلے مستفعلن کے تف پر تمام کریں علن مفعولات مستف علن مستف
حاصل ہووے اور یہ بحر مضارع مسدس ہے اسکے الفاظ مستعمل یہ ہیں مفاعیلن
فاعلاتن مفاعیلن کیونکہ علن مفعو کے وزن پر مفاعیلن ہے اور لات مستف کے
وزن پر فاع لاتن منفصل بسبب وتد مفروق ہونے لات کے اور یہی وجہ ہے
لاتن کے منفصل ہونے کی بحر مضارع میں اور علن مستف کے وزن پر مفاعیلن اور
اگر مفعولات سے شروع کرکے پہلے مستفعلن پر تمام کریں مفعولات مستفعلن مستفعلن
حاصل ہووے اور یہ بحر مقتضب مسدس ہے اور اگر مفعولات کے دوسرے سبب خفیف
یعنی عو سے شروع کرکے مف پر تمام کریں عولات مس تفعلن مستفعلن مف حاصل ہووے
اور یہ بحر مجتث مسدس ہے الفاظ مستعمل اس بحر کے یہ ہیں مس تفع لن فاعلاتن

چونکہ تفع لن مقابل لات کے واقع ہوا ہی اسی واسطے مس تفع لن اس بحر مین بھی منفصل آئے
پس فاعلاتن اور مستفع لن انھین تین بحر مین منفصل آتی ہین اور باقی بحر
زمین متصل صورت دائرہ کی یہ ہے اس دائرہ کو مشتبہ بکسرہ بھی کہتے ہین

اسیواسطے کہ ان چھہ بحور کے ارکان آپس مین اشتباہ رکھتے ہین یعنی بحر خفیف اور
بحر مجتث مین مس تفع لن اور بحر مضارع مین فاع لاتن منفصل ہین اور باقی مین
متصل پس منفصل اور متصل ایک دوسری سی مشتبہ ہین اور بعضون نے اس
دائرہ کا نام وتدی رکھا ہی یعنی ایسا دائرہ کہ جسمین وتد مفروق واقع ہو اپس وتدی
سے مراد وتد مفروق ہی کسواسطے کہ وتد مفروق سوا اس دائرہ کے اور کسی دائرہ مین
نہین واقع ہوتا یہان تلک دائرون کا حال تمام ہوا

## خیابان دوسرا زحافونکے بیان مین

زحاف زے نقطہ دار مکسور سے زحف کی جمع ہے اور زحف لغت مین کسی چیز کے اصل سے
گر جانے کو کہتے ہین چنانچہ اوس تیر کو کہ نشانہ سے دور گر پڑے تیر زاحف کہتے ہین
اور علم عروض کی اصطلاح اون تغیرات کو کہتے ہین کہ بحور کے ارکان مین واقع ہوئین
اور عروضیون کی عادت اس امر پر جاری ہے کہ ایک تغیر کو بھی زحاف کہتے ہین
اگرچہ لفظ جمع کا ہے بہر صورت ارکان متغیر ہوتا تین طرح پر ہے اول یہ کہ کسی حرف
متحرک کو ساکن کرین دوسری یہ کہ ارکان مین سے بعض حرف کم کرین تیسرے یہ کہ
ارکان مین کچھ اور زیادہ کردین یہ سب زحافات پینتیس ۳۵ ہین بعضے ایسے ہین کہ مختص
ایک رکن سے ہین اور بعضے کئی رکن مین واقع ہوتے ہین ہم ان زحافون کو جس بحر
سے تعلق رکھتے ہین بیان کرتے ہین اور زحافون کے بیان سے پہلے یہ معلوم کیا چاہیے
کہ اگر رکن بسبب زحاف کے ایسا ہو جاوے کہ کلام عرب مین اوس لفظ کا استعمال نہو تو
تو عروضی اوسکی جگہہ اور لفظ مستعمل رکھدیا کرتے ہین اور حتی الوسع رعایت اس
امر کی کرتے ہین کہ لفظ بے معنی نہ آوے اسکا حال مفصل آتا ہے بیان زحافون کا یہ ہے
اضمار متفاعلن کے تے ساکن کرنے کو کہتے ہین اور چونکہ متفاعلن بسکون تا مستعمل
نہین ہے اسواسطے اوسکی جگہہ مین مستفعلن رکھتے ہین اور یہ زحاف بحر کامل سے
مختص ہے کیونکہ متفاعلن سوا بحر کامل کے اور بحر مین نہین آتا اور جس رکن مین
اضمار واقع ہوتا ہے اوسکو مضمر کہتے ہین عصب مفاعلتن کی لام کے ساکن کرنے کو
کہتے ہین اور مفاعلتن بسکون لام کے بجاے مین مفاعیلن رکھتے ہین یہ زحاف
مختص بحر وافر سے ہے کیونکہ یہ رکن بھی سوا بحر وافر کے اور بحر مین نہین واقع ہوتا

جس رکن مین عصب واقع ہوتا ہے اوسکو معصوب کہتے ہین۔ وقف مفعولات کی ت کے
ساکن کرنے کو کہتے ہین اور اوسکی جاے مین مفعولان رکھتے ہین یہ زحاف تین بحر مین
آتا ہے سریع اور منسرح اور مقتضب اس زحاف والے رکن کو موقوف کہتے ہین۔ خبن
خے نقطہ دار سے رکن کے پہلے سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین پس جب فاعلن سے
الف گرا وین فعلن رہجاویگی عین کے کسرہ سے اور فاعلاتن متصل سے فعلاتن اور
جب مستفعلن سے خواہ متصل ہو خواہ منفصل سین دور کرین متفعلن رہجاویگا اور اسکی
جاے مین مفاعلن رکھدینگے اور مفعولات سے جب فے دور کرینگے معولات باقی رہیگا
اسکی جاے مین فعولات رکھدینگے اور یہ زحاف فاع لاتن منفصل مین واقع نہین
ہو سکتا کس واسطے کہ اس رکن مین وتد مفروق ہے اور وہ زحاف سوا سبب خفیف
کے اور کہین نہین واقع ہوتا یہ زحاف بحر رمل اور رجز اور مدید اور بسیط اور متدارک
اور سریع اور خفیف اور منسرح اور مجتث اور مقتضب مین آتا ہے جس رکن مین یہ زحاف
ہو اوسکو مخبون کہتے ہین طی رکن کی پہلے دو سبب خفیف کے چوتھے حرف ساکن گرانے
کو کہتے ہین پس مستفعلن سے فے کے گرانے سے مستعلن باقی رہتا ہے اسکی جگہہ مفتعلن
رکھتے ہین اور مفعولات واو کے دور کرنے سے مفعلات عین کے
پیش کے ساتھ رہتا ہے اسکی جگہہ فاعلات تے کے پیش سے رہتے ہین یہ زحاف بحر بسیط
اور رجز بسیط سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہے اور بحر خفیف اور مجتث مین
نہین آتا کس واسطے کہ ان مین مستفعلن منفصل ہے اور چوتھا حرف ساکن وتد مین
واقع ہوا ہے نہ سبب خفیف مین اور اس زحاف مین چاہیے کہ چوتھا ساکن دو سبب
خفیف مین کا ہو ایسے ارکانون کو مطوی کہتے ہین کف ساتوین حرف ساکن کے

گرا دے کو کہتے ہیں بشرطیکہ وہ ساکن سبب خفیف میں واقع ہوا ہو پس مفاعیلن
نون کے گرنے سے مفاعیل لام مضموم سے رہتا ہے اور فاعلاتن خواہ متصل ہو خواہ
منفصل فاعلات اور مستفع لن ہے اور ان رکنوں کی جگہ اور رکن نہیں رکھتے کسواسطے
ہے مکفوف ... اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور ہزج اور رمل
اور خفیف اور مجتث اور مضارع میں آتا ہے اور ان ارکانوں کو مکفوف کہتے ہیں
قبض یا پانچویں حرف ساکن کے گرا دینے کو کہتے ہیں پس مفاعیلن سے یکو دور کر کے
مفاعلن اور فعولن کے نون کو گرانے سے فعول لام مضموم سے رہتا ہے اور یہ زحاف
بحر طویل اور ہزج اور متقارب اور مضارع میں آتا ہے اور انہیں ارکانوں کو مقبوض
کہتے ہیں تشعیث فاعلاتن وتد مجموع سے حرف متحرک کے گرا دینے کو کہتے ہیں اور
اس متحرک میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک عین گرتا ہے بعضوں کے نزدیک
لام اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ زحاف وہ ہے کہ وتد مجموع سے حرف ساکن یعنی الف گر جاوے
اور اسکے بعد حرف متحرک کہ اس سے پہلے ہے یعنی لام ساکن ہو جاوے پہلی صورت میں
فالاتن اور دوسری صورت میں فاعاتن اور تیسری صورت میں فاعلتن
لام ساکن سے ہوتا ہے تینوں صورت میں مفعولن اسکی جگہ میں رکھتے ہیں
یہ زحاف بحر مدید اور خفیف اور رمل اور مجتث میں واقع ہوتا ہے اور بحر متدارک
میں یہ زحاف واقع نہیں ہوتا اسواسطے کہ اس بحر میں وتد مفروق ہے اور اس
زحاف کے واسطے وتد مجموع چاہیے اس رکن کو مشعث کہتے ہیں قصر قاف اور صاد
بے نقطہ کے ساتھ وہ ہے کہ رکن آخیر سے سبب خفیف کے حرف ساکن کو گرا دیں اور اسکے
پہلے حرف کو ساکن کر دیں جیسے مفاعیلان میں سے لن کے نون کو گرا کر لام کو

ساکن کرین پس مفاعیل لام کے سکون کے ساتھ باقی رہیگا اور فاعلاتن سے خواہ متصل ہو
خواہ منفصل فاعلات اور فعولن سے فعول اور مستفع لن منفصل سے مستفعل حرف
اخیر کے سکون کے ساتھ باقی رہیگا لیکن مستفعل کی جگہ مین مفعولن رکھتے ہین اور
باقی الفاظون کو ویسا ہی استعمال کرتے ہین اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور
ہزج اور رمل اور متقارب اور مضارع اور خفیف اور مجتث مین آتا ہی اور ان
ارکانونکو مقصور کہتے ہین قطع وہ ہی کہ رکن کے آخر سے وتد مجموع کے حرف ساکن
کو گرا کر اوسکے پہلے حرف کو ساکن کرین اس مستفعلن سے مستفعل اور فاعلن سے
فاعل اور متفاعلن سے متفاعل لام کے سکون کے ساتھ باقی رہتا ہی لیکن بجاے
اول کے مفعولن اور بجاے دوسرے کے فعلن عین ساکن کے ساتھ اور بجاے تیسرے کے
فعلاتن عین کے کسرہ سے رکھتے ہین بیان سے معلوم ہوا کہ مفعولن مستفعل سے
بدلے ہوئے دو ہین ایک وہ ہی کہ مستفعلن متصل مین قطع کے واقع ہونے سے مستفعل
باقی رہا اور اوس سے مفعولن حاصل ہوا اور دوسرا وہ ہی کہ مستفعلن منفصل مین
قصر کے واقع ہونے سے مستفعل ہوا اور اوسکی جگہ مفعولن رکھا گیا اور یہ زحاف
رکن فاعلاتن متصل مین اسطرح سے ہی کہ اوسکے آخر سے سبب خفیف گرا دین اور
اوسکے وتد مجموع یعنی علا کے حرف ساکن کو گرا کر لام کو ساکن کردین پس فاعل
باقی رہیگا لام ساکن کے ساتھ اوسکو فعلن کے ساتھ بدل لینگے یہ زحاف بحر رجز اور
کامل اور رمل اور متدارک اور بسیط اور مدید اور سریع اور خفیف اور مقتضب مین
واقع ہوتا ہے اور بحر مجتث مین سوا فاعلاتن کے اور کسی رکن مین نہین آتا کسواسطے
کہ مستفع لن اس بحر مین منفصل ہی اور منفصل کے اخیر مین سبب خفیف ہی اور یہ زحاف

وتد مجموع ہین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین بھی بسبب وتد مفروق ہونے کے
نہین آتا پس اگر بحر مجتث اور مضارع مین مفعولن ہو تو معلوم کیا چاہیے کہ وہ مقصور ہے
اور اگر سوا اسکے بحور مذکورہ بالا مین واقع ہو تو معلوم کیا چاہیے کہ مقطوع ہے
اور اسیطرح سے فعلن بحر متدارک مین بدلا ہوا ہوگا فاعلن سے اور باقی فاعلاتن مستفعلن
ان ارکان کو مقطوع کہتے ہین وقص متفاعلن مضمر کے مخبون کرنے کو کہتے ہین یعنی
اوسکی تے کو کہ بسبب اضمار کے ساکن ہوئی بسبب خبن کے گرا دین پس مفاعلن ہوگیا
اور اوس صورت مین مستفعلن مخبون سے مشتبہ ہوجاویگا کسواسطے کہ جب مستفعلن مین سے
بسبب خبن کے سین گر گیا متفعلن باقی رہا پس اوسکی جگہہ مین مفاعلن کہا جاتا ہے
لیکن ان دونون مین فرق یہہ ہے کہ مفاعلن متفاعلن موقوص سے بدلا ہوا سوا
بحر کامل کے اور کسی بحر مین نہین آنے کا کسواسطے کہ متفاعلن بھی بحر کامل سے
مختص ہے عقل مفاعلتن معصوب کو مقبوض کرنے کو کہتے ہین یعنی لام مفاعلتن
کا بسبب عصب کے ساکن ہوا تھا اور مفاعیلن سے بدلا گیا تھا جب مفاعیلن معصوب
مین یا کو بسبب قبض کے گرا دیا مفاعلن رہگیا پس مفاعیلن مقبوض سے مشابہ
ہوگیا لیکن چونکہ یہ زحاف یعنی عقل مختص مفاعلتن سے ہے پس جب مفاعلن بحر
وافر مین ہوگا تو معلوم ہوگا کہ معقول ہے مقبوض نہین ہے نقص مطوی کرنا
متفاعلن مضمر کا یعنی پہلے متفاعلن مین سے بسبب اضمار کے تے کو ساکن کرین اور
پھر بسبب طی کے چوتھے حرف ساکن کو گرا دین پس متفعلن باقی رہا اسکی جگہہ مستفعلن کہینگے
یہ زحاف بحر کامل سے مختص ہے۔ کف سین بے نقطہ سے مفعولات مین وقف اور کف
کے جمع کرنے کو کہتے ہین یعنی مفعولات کی تے کو اول بسبب وقف کے ساکن کرین اور

پھر بسبب کف کے گرادین پس مفعولا باقی رہے اوسکی جگہہ مفعولن رکھینگے اور یہ زحاف
بحر سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی یہ لفظ شین نقطہ دار سے بھی درست ہے
شکل شین نقطہ دار سے بھی فاعلاتن متصل مین خبن اور کف کے جمع کرنیکو کہتے ہین
پس جب الف فا کا بسبب خبن اور نون بسبب کف کے گرادیوین فعلات عین
مکسور اور مضموم کے ساتھ باقی رہے آور یہ زحاف بحر رمل اور مدید اور خفیف اور
مجتث مین واقع ہوتا ہی اور بحر مضارع مین اس زحاف کا واقع ہونا ممکن نہین
کسواسطے کہ اس بحر مین فاع لاتن منفصل ہے اور اسمین خبن نہین آسکتا۔
حذف رکن کے اخیر سے سبب خفیف کے گرانے کو کہتے ہین پس فعولن اور مفاعیلن
اور فاعلاتن سے فعو اور مفاعی اور فاعلا باقی رہتا ہی اور اونکی جا مین فعل اور
فعولن اور فاعلن رکھتے ہین یہ زحاف بحر مدید اور خفیف اور ہزج اور رمل اور مضارع
اور مجتث اور طویل اور متقارب مین آتا ہی جذ جیم مفتوح اور ذال نقطہ دار سے رکن کے
آخر سے وتد مجموع کے گرانے کو کہتے ہین پس مستفعلن سے مستف اور متفاعلن سے
متفا اور فاعلن سے فا باقی رہتا ہی اور ان کی جگہہ فعلن سکون عین کے ساتھ اور عین
کو کسرہ کے ساتھ اور رفع رکھتے ہین یا آنا چاہیے کہ جس رکن مین یہ زحاف واقع ہوتا ہے اوسکو
اجذ الف اور جیم مفتوح سے کہتے ہین اور یہ زحاف بحر بسیط اور کامل اور رجز اور متدارک
مین بہت آتا ہی اور باقی بحور مین سے کوئی نہین مستفعلن متصل ہووے یہ زحاف کم آتا ہے
اور مستفع لن منفصل مین ہرگز نہین آتا کسواسطے کہ اسمین وتد مفروق ہے وتد مجموع نہین
صلم صاد نقطہ سے مفعولات مین سے وتد مفروق کے گرادینے کو کہتے ہین پس مفعو
باقی رہتا ہے اور اوسکی جگہہ فعلن سکون عین کے ساتھ رکھتے ہین اور اس رکن کو

اصلم کہتے ہین یہ زحاف بحر سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی قطف رکن مفاعلتن
مین عصب اور حذف کو جمع کرنیکو کہتے ہین جب لام مفاعلتن کا بسبب عصب کے
ساکن ہوا اور سبب خفیف آخر سے بسبب حذف کے گر گیا مفاعل باقی رہا اور اسکی جگہ
فعولن رکھا جائیگا یہ زحاف بحر وافر کے ساتھ مختص ہی بتر فعولن مین حذف اور قطع
کے جمع کرنیکو کہتے ہین جب لن بسبب حذف کے اور واو فعو کی بسبب قطع کے ساقط
ہوا فا باقی رہا معلوم کیا چاہیے کہ مفاعیلن مین جسوقت زحاف خرب اور خرم دونوں
جمع کرتے ہین اوسکو بھی بتر کہتے ہین اسکا بیان آگے آتا ہی انشاء اللہ تعالے اور
ایسے ارکان کو ابتر کہتے ہین یہ زحاف بحر متقارب اور ہزج مین واقع ہوتا ہی اور
مضارع اور طویل مین پایا نہین گیا شاید آتا ہو تسبیغ سین بے نقطہ اور عین نقطہ دار
سے یہ ہی کہ سبب خفیف مین کہ رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو ایک الف زیادہ کرین
پس مفاعیلن اور فعولن اور فاعلاتن سے خواہ متصل ہو خواہ منفصل مفاعیلان
اور فعولان اور فاعلاتان ہوجاتا ہے لیکن فاعلاتان کی جگہہ فاعلیان کہتے ہین
اور یہ زحاف بحر ہزج اور رمل اور مضارع اور متقارب اور خفیف اور مدید اور طویل
اور مجتث مین آسکتا ہی اور رجز مین ممکن نہین کسواسطے کہ مستفعلن متصل کے اخیر مین
وتد مجموع ہے سبب خفیف نہین ہی اسیواسطے بحر مضارع مین آتا ہے کیونکہ اوسمین
مستفع لن منفصل ہی اور اوسکے اخیر مین سبب خفیف ہی ایسے ارکان کو مسبغ کہتے ہین
اذالہ وتد مجموع مین کہ رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو الف زیادہ کرنیکو کہتے ہین
پس مستفعلن اور فاعلن اور متفاعلن سے مستفعلان اور فاعلان اور متفاعلان
ہوجاتا ہے ان ارکان کو مذال کہتے ہین یہ زحاف بحر رجز اور متدارک اور بسیط

اور کامل اور سریع اور منسرح اور مقتضب مین واقع ہوتا ہے اور عروض اور ضرب مین اکثر
آتا ہے اور حشو مین کم اور صدر اور ابتدا مین نہین آتا۔ ترفیل وتد مجموع کے اندر کہ
رکن کے اخیر مین واقع ہوا ہو سبب خفیف زیادہ کرنیکو کہتے ہین پس مستفعلن اور فاعلن
اور متفاعلن سے مستفعلاتن اور فاعلاتن اور متفاعلاتن ہوجاتا ہے لیکن یہ زحاف
فارسی مین بہت کم آتا ہے ان ارکان کو مرفل کہتے ہین۔ جدع دال بے نقطہ سے
رکن مفعولات کے دو سبب خفیف کو گرانے کو کہتے ہین اس صورت مین لات باقی رہیگا
اور اسکی جگہہ مین فاع رکھدینگے اور جب فاع الف کو گرانے سے فع رہجاوے اوسکو
منحور کہینگے اور جدع جس رکن مین واقع ہوا ہو اوسکو مجدوع کہتے ہین یہ زحاف
بحر سریع اور منسرح اور مقتضب سے علاقہ رکھتا ہے جب جیم مفتوح سے مفاعیلن سے
دونون سبب کو گرانے کو کہتے ہین اوس صورت مین مفا باقی رہتا ہے اور فعل
لام ساکن کے ساتھ بدل لیتے ہین یہ زحاف بحر ہزج کے سوا اور بحر مین نہین آتا
اور جس رکن مین یہ زحاف ہو اوسکو مجبوب کہتے ہین۔ خرم خے نقطہ دار سے وہ ہے
کہ وتد مجموع سے کہ رکن کے اول مین ہو حرف متحرک اول کو گرا دیوین اور یہ زحاف
اکثر صدر اور ابتدا مین واقع ہوتا ہے پوشیدہ نرہے کہ اس زحاف کا نام ہر موضع
مین علیحدہ ہوجاتا ہے اون مواضع کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ زحاف فعولن مین واقع ہو
عولن باقی رہیگا اوسکو فعلن سے بدل لینگے اس صورت مین اس زحاف کا نام
اثلم رکھینگے اور اگر فعولن ہی مین خرم کو قبض کے ساتھ جمع کرین یعنی ف کو بسبب
خرم کے اور نون کو بسبب قبض کے گرا دیوین عولُ لام مضموم سے باقی رہیگا اوسکو
فعلُ لام مضموم کے ساتھ بدل دینگے اس مقام مین اس زحاف کو اثرم ثے تین نقطہ والی

اور رہی بے نقطہ سے کہینگے اور اگر اسی رکن مین خرم اور عصب کو جمع کرین یعنی بسبب
خرم کے گرادین اور لام کو بسبب عصب کو ساکن کرادین پس فاعلتن لام ساکن سے
باقی رہیگا اور اوسکو مفعولن سے بدلینگے اس جا پر مین اس زحاف کو اقصم کہتے ہین
اور اگر خرم کو عقل کے ساتھ اوسی رکن مین جمع کرین یعنی مفاعلتن کہ بسبب عصب کے
لام اوسکا ساکن ہوکر اور بسبب قبض کے گرکر مفاعلتن رہا تھا اور مفاعلن سے
ساتھ بدلا گیا تھا اب بسبب خرم کے اوسکے میم کو گرا کر فاعلن کرلین اس صورت مین
اس زحاف کو اجم کہینگے اور اگر مفاعیلن مین خرم کرین یعنی اسکی میم گرادین اوسکو
اخرم کہینگے اور جب میم گر جائیگی فاعیلن باقی رہیگا اوسکو مفعولن سے بدلینگے اور
جب اسی رکن مین خرم اور قبض جمع کرین یعنی میم بسبب خرم اور یاے تحتانی
بسبب قبض کے گرادین فاعلن باقی رہے اس صورت مین اس رکن کو اشتر کہینگے
اور جب اسی رکن مین خرم کو کف کے ساتھ جمع کرین یعنی میم بسبب خرم کے اور نون
بسبب کف کے گرادین فاعیل لام مفتوح سے باقی رہیگا اوسکی جگہہ مفعول رکھینگے
اس صورت مین اس رکن کو اخرب کہینگے خے نقطہ دار سے اور رہی بے نقطہ سے اور
جسوقت اوسی رکن اخرم کو جب کے ساتھ جمع کرین یعنی میم بسبب خرم کے اور دونون
سبب کو بسبب جب کے گرادین فا رہیگا اور اوسکو فع سے بدلینگے اس رکن کو اہتم
کہینگے یہ زحافات بحر متقارب اور طویل اور ہزج اور وافر اور مضارع مین بہت مستعمل
ہوتا ہے پوشیدہ نہو کہ جب مفاعیلن مین حذف اور قصر کو جمع کرینگے یعنی لن
بسبب حذف کے گرادین اور یاے تحتانی کو بسبب قصر کے گرا کر عین کو ساکن کرین
مفا باقی رہیگا اوسکو اہتم کہینگے اور جب اہتم کو خرم کے ساتھ جمع کرین یعنی میم مفاع کی

گرا دین فاع باقی رہے عین ساکن کے ساتھ یہان تک تمام ہوا بیان زحافات کا اور
اغلب یہ ہے کہ کوئی بات اس امر مین باقی نہین رہی معلوم کیا چاہیے کہ کبھی ارکان کے
سر اٹھا دو حرف کا گرانا جائز نہین ہوتا اس امر کو معاقبہ کہتے ہین اور کبھی ایسا
ہوتا ہے کہ نہ ایک دفعہ دونون کا گرا دینا جائز ہے اور نہ اٹھا ایک جا ہے دونون کا
ثابت رکھنا جائز ہے اس امر کو مراقبہ کہتے ہین انشاء اللہ تعالی ان دو امر کی طرف
بحور کی مثالون کے ذکر مین اشارہ کیا جائیگا واللہ خیر الموفقین

## خیابان تیسرا تقطیع کے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ لغت مین تقطیع بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہے اور علم عروض کی
اصطلاح مین بیت کے اجزا کو بحر کے اجزا کے ساتھ برابر کرنے کو کہتے ہین اور وہ برابر کرنا
اسطرح پر ہو کہ حروف متحرک اور ساکن بیت کے بحر حروف متحرک اور ساکن کے مقابل
ہو جاوین اور تخصیص حرکت کی واجب نہین یعنی یہ واجب نہین کہ کسرہ کے مقابل کسرہ
اور فتح کے مقابل فتح اور پیش کے مقابل پیش ہو جیسے طوطی فعلن کے وزن پر ہے
اگر تخصیص حرکت کی ضرور ہوتی پس وہ اس وزن پر نہوتا کیونکہ طوطی مین پہلے
حرف کو ضمہ اور تیسرے کو کسرہ ہے بخلاف فعلن کے اور تقطیع مین اون حرفون کا
اعتبار ہے جو بولنے مین آتے ہین مثلاً آمد یا آزم فعلن کے وزن پر ہے کسواسطے کہ
الف کو بسبب کھینچکر پڑھنے کے دو الف اعتبار کرینگے جیسے خوان دل فاعلن کے
وزن پر ہے کسواسطے کہ واو بسبب پڑھی نجانے کے تقطیع سے گر پڑی اور کبھی حرکت کو
بجای حرف کے اور کبھی حرف کو بجای حرکت کے شمار کرتے ہین جیسے گل خوشبو او پر وزن
مفاعیلن کے ہے کسواسطے کہ زیر لام کا بسبب کھینچکر پڑھنے کے مفا کی الف کے مقابل

شمار مین آیا ہی اور جیسے دو منزل اور یہ وزن فعولن کے کہ واو دو کا بمنزلۂ پیش کے
شمار مین آیا ہی اور اگر مصرع کے بیچ مین دو حرف ساکن واقع ہووین پس اگر پہلا ساکن
حرف مدہ کا ہووے اور دوسرا نون پس نون کو تقطیع مین گرا دینگے اور اگر پہلا حرف
ساکن خواہ مدہ ہو خواہ سوا مدہ کے اور حرف لیکن دوسرا حرف نون نہو بلکہ نون کے
سوا اور حرف ہو اوس دوسرے کو متحرک کر دینگے اور حرف مدہ تین حرف کا نام ہے
الف اور ایسی واو کہ اوسکے پہلے پیش ہو اور ایسی یاے تحتانی کہ اوسکے پہلے کسرہ ہو
مثل کار اور دور اور دیر مثال سبکی یہ شعر ہی شعر کہون کیا خون مرا کس لئے کیا ہی
یہ کام اوس ستمروش کا ہی سنا ہی ٭ کہون کیا خون مفاعیلن مرا کس مفاعیلن کیا ہے
فعولن ٭ یہ کام اوس مفاعیلن ستمروش کا ہی مفاعیلن سنا ہی فعولن ٭ مصرع اول
مین کہون اور خون مین دو حرف ساکن جمع ہوئے واو اور نون دونون کو تقطیع
مین گرا دیا اور دوسرے مصرع مین کام مین اول الف اور دوسرا میم اور ستم مین اول
ہی اور دوسرا ری میم اور ری کو متحرک کر دیا اور اگر دو ساکن اخیر مین مصرع کے
واقع ہووین خواہ اول مدہ ہو اور دوسرا نون خواہ غیر اوسکے ان دونون کو بحال
رکھتے ہین مثال نون کی شعر جدائی مین بس روتا رہا ہون ٭ نہین ہی آنکھ مین
ایک قطرہ لہو ن ٭ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل اور مفاعیل کی جگہ فعول بھی ہو سکتا
ہی بنظر اسکے کہ نون پڑہا نہین جاتا مثال غیر نون کی شعر کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار
آخر کار ٭ سمجھے کسیر تھے نکلا یہ غبار آخر کار ٭ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلات
حرف ری فعلات کی تی کے مقابل ہی اگر مصرع کے بیچ مین تین ساکن جمع ہووین
تیسرے ساکن کو گرا کر دوسرے کو متحرک کر دیتے ہین مثلاً شعر دوست اپنا نہوا ہے

بہت سہی کا ۞ فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن ۞ سین متحرک ہو کر علا کے عین کے
مقابل ہوا اور اب مقابل لا کی اور ت گر پڑی اگر وہ تینون ساکن مصرع کے اخیر مین
واقع ہوئی ہون تیسری ساکن کو گرا دیتے ہین اور اول اور دوسری کو بحال رکھتے ہین جیسے
اس مصرع مین شعر بہت ہوئی ہین ملنے کی تیری غیر سی سوخت ۞ مفاعلن فعلاتن
مفاعلن فعلات ۞ الف اکثر لفظون کے اول مین آتا ہے اگر پڑھا جاوی تو تقطیع مین
گراوینگے جیسے اس مصرع مین ع تم اب کی نکر و قتل مین مری بیاری ۞ کہ لفظ تم اب
تھی مفاعلن کے وزن پر ہی چونکہ الف پڑھنی مین نہین آتا اسواسطے اسکو گرا کر
لفظ تم کے میم کو ب سے ملا کر لکھتے ہین اس صورت سے تمب کی اور گر پڑھا جاوی تو تقطیع مین
نہین گرنے کا مثلاً ع تم اب ہماری قتل کی تدبیر کر چکے ۞ کہ تم اب مفعول کے وزن پر ہے
چونکہ الف تلفظ مین آتا ہی اسواسطے مفعول کے عین کے مقابل واقع ہوا ہی حاصل
کلام کا یہ ہے کہ جو حرف تلفظ مین نہ آویگا اوسکو شمار نکرینگے اگرچہ لکھا جاتا ہو اور جو
لفظ کہ پڑھنے مین آویگا اوسکو تقطیع مین شمار کرینگے اگرچہ لکھنے مین نہ آتا ہو جیسے دو
اور نو اور جو اور گریہ اور خندہ مثلاً اگر وال کے پیش کو کھینچ کر پڑھین نہ دو گانی
مفاعیلن کے وزن پر ہی اور اگر پیش کو کھینچکر نہ پڑھین تو فعلاتن کے وزن پر ہو جاوے
اور اگر ے کے کسرہ کو کھینچکر پڑھین گریہ دل فاعلاتن کے وزن پر اور اگر کھینچکر
نہ پڑھین مفتعلن کے وزن پر ہو جاوے

## خیابان چوتھا بیچ بیان بحور کے

### اور ہر بحر کی مثال بھی اوسکے ضمن مین مذکور کیجاویگی

معلوم کیا چاہیے کہ جس بحر مین زحاف واقع نہین ہوا اوسکو سالم کہتے ہین کسو

کہ اپنی اصل سے گر گیا ہے اور بسبب تغیرات کی اور زحافات کی بحر کی صورتین اور شکلین
متعدد ہو جاتی ہین اور بعضی صورتین ایسی ہین کہ اوسکو شعراے عجم استعمال کرتے ہین
اور بعضی کو شعراے عرب کسواسطے کہ شعراے عجم زحافات کو بعضی جا ایسے اجزا مین استعمال
کرتے ہین کہ شعراے عرب اون اجزا مین وہ زحاف نہین استعمال کرتے اور بعضی مقام
مطابق شعراے عجم کے بھی ہوتی ہین اس کتاب مین جو بحر اور زحاف کہ شعراے عجم
بہت مستعمل کرتے ہین وہی بیان کیے جاتے ہین معلوم کیا چاہیے کہ شعراے عجم نے سلف مین
بحور دائرہ مختلفہ کو یعنی طویل اور مدید اور بسیط اور بحور دائرہ متولفہ کو یعنی کامل
اور وافر ہرگز استعمال نہین کیا اور متاخرین مین سے پہلے مولوی جامی نے بحر کامل مین
فارسی شعر کہا ہے اور بعد اونکے یہ بحر شعراے فارس مین مستعمل ہوگئی اور باقی دائرون
کی بحرین شعراے عجم مین بہت مستعمل ہین سوا مقتضب کے کہ دائرہ مشتبہ سے ہے اسکو
استعمال کم کیا ہے جو بحور کہ شعراے عجم نے اونکو ترک کیا ہے وہ یہ ہین مدید اور
بسیط اور وافر اور مقتضب اور جو بحور کہ اونکے نزدیک بہت مستعمل ہین یہ ہین ہزج
اور رجز اور رمل اور سریع اور خفیف اور مجتث اور مضارع اور منسرح
اور متقارب اور متدارک اور بحر کامل کو سالم استعمال کرتے ہین اور مزاحف
استعمال نہین کرتے بحر ہزج معلوم کیا چاہیے کہ ہزج لغت مین آواز خوش آیندہ
اور گانے کی طرح کی آواز کو کہتے ہین اور چونکہ عرب مین اکثر اشعار کہ اونکو آواز
خوش سے گاتے ہین اسی بحر مین ہین اس مناسبت سے اس بحر کا نام بھی ہزج
رکھا ہے اصل اس بحر کے آٹھ رکن ہین مگر دو رکن کم کرکے مسدس بھی استعمال
کرتے ہین چنانچہ معلوم ہو جاویگا۔ ہزج مثمن سالم شعر شیخ امیر شاہ ان رنگو

یان سودا کا دل انکا ❊ اسیر ناتوان ہے یہ نہ دی زنجیر کو جھٹکا ❊ تقطیع۔ نہ کھینچ اے مشا
مفاعیلن نہ ان زلفون مفاعیلن کو یان سودا مفاعیلن کا دل انکا مفاعیلن ❊❊
اسیر ہے نا مفاعیلن تواں ہے یہ مفاعیلن نہ دے زنجی مفاعیلن ر کو جھٹکا مفاعیلن ہزج مثمن اخرب جو ایسا
نکر اوس خط کا نظارہ کہ ہے افعی ❊ تقطیع۔ اے دل ن مفعول کر اوس خط کا مفاعیلن
نظارہ مفعول کہ ہے افعی مفاعیلن۔ اس بحر مین صدر اور ابتدا اخرب ہے اور عروض
اور ضرب سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اخرب اور ایک رکن سالم۔ ہزج مثمن
اخرب مکفوف محذوف شعر مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا ❊ جون شمع سراپا
ہو اگر صرف زبان کا ❊ تقطیع۔ مقدور مفعول نہین اوسکی مفاعیل تجلی کے مفاعیل
بیان کا فعولن ❊ جون شمع مفعول سراپا ہو مفاعیل اگر صرف مفاعیل زبان کا فعولن
اس شعر مین صدر اور ابتدا اخرب ہے اور عروض اور عجز محذوف ہے اور حشو مکفوف
ہزج مثمن اشتر شعر بزم غیر سے اوٹھنا یار کا تعجب ہے ❊ معتقد ہون مین اپنے
جذبۂ محبت کا ❊ تقطیع۔ بزم غی فاعلن ر سے اوٹھنا مفاعیلن یار کا فاعلن تعجب ہے
مفاعیلن ❊ معتقد فاعلن ہون مین اپنے مفاعیلن جذبہ فاعلن محبت کا مفاعیلن ❊
صدر اور ابتدا اشتر ہے کسواسطے کہ مفاعیلن سے میم بسبب خرم کے اور یای تحتانی
بسبب قبض کے گر کر فاعلن باقی رہا اور انہین دونون زحاف کو جمع کرنے کو
اشتر کہتے ہین اور عروض اور ضرب سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اشتر اور ایک
سالم ہے۔ ہزج مقصور محذوف ہے نہ کھینچ آہ نہ کھینچ آہ دل یار ہے نازک ❊ تقطیع
نہ کھینچ آہ مفاعیل نہ کھینچ آہ مفاعیل دل یار مفاعیل ہے نازک فعولن مفاعیل
مقصور اور فعولن محذوف ہے اور اس مصرع کو ساتھ اگر مصرع ثانی اخرب مکفوف مقصور

لگا دیوین شعر ناموزون نہ ہوویگا اور باقی اوزان ہزج مثمن کے رباعی کی بحث
مین بیان کیے جاوینگے۔ ہزج مسدس مقصور شعر نہ کھینچ اے شانہ زلف یار کو
آہ ٭ کہ دل بھی ہے اسی زنجیر مین قید ٭ تقطیع ٭ نہ کھینچ اے شا مفاعیلن نہ زلف یا
مفاعیلن ر کو آہ مفاعیل ٭ کہ دل بھی ہے مفاعیلن اسی زنجی مفاعیلن ر مین قید
مفاعیل ٭ اگر اس وزن مین عروض اور ضرب مجتمع ہوجاوے اصطلاح کہ ایک مقصور
اور دوسرا محذوف ہو شعر ناموزون نہین ہوگا۔ ہزج مسدس اخرب مقبوض اشتر
شعر کہتا ہے کہ اب نہ کھینچ تو آہین ٭ ہین دل سے ترے تو ہم تنگ آ رہین ٭ تقطیع ٭
کہتا ہے مفعول کہ اب نہ کہین مفاعلن چ تو آہین مفاعیلان ہین دل سے مفعول
ترے تو ہم مفاعلن تنگ آ رہین مفاعیلان۔ اور اگر نون کو بسبب غنہ ہونے کے
اعتبار نکرین رکن مفاعیلن کا سالم ہوجاویگا پس یہ وزن اخرب مقبوض باقی رہیگا
اور کبھی اس وزن مین زحافات بدل بھی جاتے ہین جیسے اس شعر مین شعر بیٹھا
وہ رقیب کے جو پہلو مین ٭ اوٹھا یہ درد دل کہ کھینچی آہ ٭ تقطیع ٭ بیٹھا وہ مفعول
رقیب کے مفاعلن جو پہلو مین مفاعیلن ٭ اوٹھا یہ مفعولن درد دل فاعلن کہ کھینچی
آہ مفاعیلان ٭ صدر اخرب اور ابتدا اخرم اور عروض سالم اور ضرب مسبغ اور
پہلے مصرع کا حشو مقبوض اور حشو دوسرے مصرع کا اشتر ہے۔ ہزج مسدس اخرب مقبوض
شعر کہتے ہین کہ وہ نگار آتا ہے ٭ کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہے ٭ تقطیع ٭ کہتے ہین
مفعول کہ وہ نگا مفاعلن ر آتا ہے مفاعیلن ٭ کیا فا مفعول ئدہ جی ہے تن مفاعلن سے
جاتا ہے مفاعیلن ٭ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف شعر دیوانہ رو سے
یار ہون مین ٭ اس کام مین ہوشیار ہون مین ٭ اس کا وزن یہ ہے

مفعول

مفعول مفاعلن فعولن ـ ہزج مسدس اخرم محذوف واشتر ـ شعر ـ دیکھا ہے روی یار
مین سے ؛ دیکھی ہے اک بہار مین نے ؛ وزن مفعولن فاعلن فعولن ؛ ہزج مسدس
اخرب مقبوض مقصور ـ شعر ـ ہنا ہو سانپ بال دلدار ؛ ٹو طالب باغ ہون نہ گلزار ؛ وزن
مفعول مفاعلن مفاعیل ؛ ان دو تین صورتون کے باہم جمع کرنے سی شعر ناموزون
نہین ہوتا ـ بحر رجز ـ رجز لغت مین بمعنی اضطراب اور شتابی کے ہی اور اس بحر کو
رجز اسواسطے کہتے ہین کہ عرب اکثر شعر اپنے فخر اور بیان شجاعت مین معرکہ اور میدان
اسی بحر مین پڑھتی ہین اور وہ مقام اضطراب اور شتابی کا ہے اور شاید اسواسطے
اوسکا نام رجز ہو کہ رجز اون اشعار فخریہ کا نام ہے کہ معرکہ مین پڑھتے ہین پس چونکہ
اکثر وہ اشعار اسی بحر مین ہوتی ہین اس مناسبت سی اس بحر کا نام بھی رجز رکھا ـ لیکن
قایل کو یہ پہونچتا ہے کہ کہے کہ معاملہ بالعکس ہو یعنی چونکہ وہ اشعار اکثر اسی بحر مین
ہوتے ہین اون اشعار کا نام اسی مناسبت سی ہو گیا ـ بعضے کہتے ہین کہ رجز حرف
رے کے کسرہ سی اور جیم کے سکون کے ساتھ ایسے اونٹ کو کہتے ہین کہ کانپتا ہوا چلے
اور ایک دفعہ حرکت کرے اور پھر ٹھہر جاوے اور اس بحر مین ارکان کے اول مین
دو سبب خفیف ہین پہلے ایک حرکت ہے اوسکے بعد سکون ہے اس مناسبت سی
اس بحر کا رجز نام رکھا ہے یہ وجہ ظاہرا اچھی معلوم ہوتی ہی اصل اس بحر کی مستفعلن ہے
رجز مثمن سالم ـ شعر ـ ساغر می گلرنگ کا بھر کر مجھے دی ساقیا ؛ زہد و ورع جھگڑا ہے
کیا عہد جوانی مفت ہی ؛ تقطیع ؛ ساغر می مستفعلن گلرنگ کا مستفعلن بھر کر مجھے
مستفعلن دی ساقیا مستفعلن ؛ زہد و ورع مستفعلن جھگڑا ہے کیا مستفعلن عہد جوا
مستفعلن نی مفت ہی مستفعلن ؛ شعراے فارس مین سی بعضون نے اس بحر مین

آٹھہ آٹھہ رکن کا مصرع بھی کہا ہے لیکن اردو مین اسکو ہرگز استعمال نہین کرتے اسواسطے
اسکی مثال نہین لکھی گئی ۔ رجز مثمن مطوی مخبون شعر خون جو کیا ہی بیگنہ تو نے مرا دل و
جگر ٭ لیتے ہین تجھسے حشر مین اپنے یہ انتقام دو ٭ تقطیع ٭ خون جو کیا مفتعلن ہی بیگنہ
مفاعلن تو نے مرا مفتعلن دل و جگر مفاعلن ٭ اور اسی طرح سے دوسرا مصرع اور اگر رکن
مخبون کو مطوی پر مقدم کرین تو یہ وزن ہوجاویگا مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن
اس وزن مین اشعار اردو دیکھے نہین گئی بہرحال مثال اسکی یہ ہے دل و جگر خون
ہی مرا سرشک خون بہتی سدا ٭ تقطیع ٭ دل و جگر مفاعلن خون ہی مرا مفتعلن سرشک
خون مفاعلن بہتی سدا مفتعلن ٭ رجز مثمن مطوی مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن مثال
ع چہرہ کو اوس بت کی قمر دیکھے تو جلجاوے وہین ٭ تقطیع ٭ چہرہ کو اوس مفتعلن بت کی
قمر دیکھے تو جل مفتعلن جاوے وہین مفتعلن رجز مسدس سالم مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار مثال
سے ہمکو ملا جو لطف کوے یار کا ٭ کب وے وہ صبا کو لطف ہی گلزار کا ٭ رجز مسدس مطوی
مفتعلن مفتعلن مفتعلن دو بار مثال شعر ظلم کا اب اوس سے گلا لطف ہو گیا ٭ جو نہ سنے
شکوہ کا کیا فائدہ ہی ٭ بحر رمل ٭ رمل لغت مین بوریا بننے کو کہتے ہین اور اس بحر کا
اسواسطے رمل نام رکھا ہی کہ یہان دو سبب کے درمیان مین وتد ہی اور سبب بمعنی رسّی
کے ہی پس جیسے بوریہ کو رسّی سے بنتے ہین اسیطرح سے وتد کو دو سبب کے ساتھ بنا ہی
اور بعضی کہتے ہین کہ رمل ایک قسم راگ کی ہی اور وہ اسی بحر کے وزن پر ہی اوس مناسبت
سے اس بحر کا نام بھی رمل رکھدیا ہی ۔ رمل مثمن سالم ٭ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلاتن دو بار اس بحر مین عروض اور ضرب کو اشعار اردو مین سالم کم استعمال کرتے ہین
بلکہ اکثر مزاحف استعمال کرتے ہین اسواسطے کہ اونکے سالم ہونے سے شعر بے لطف ہوجاتا ہے

رمل مثمن مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات مثال شعر غیر جب کہتی ہین
مجکو چھوڑ دے تو کوے یار ؛ دیکھا اونکی طرف تکتی لگون ہون سو ہی یار ؛ رمل مثمن
محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن سے دل نکو منت زرا بیقراری شتیر
نازکو کرتی ہے بان الحاح وزاری بیشتر ؛ رمل مثمن مشکول۔ فعلات فاعلاتن
فعلات فاعلاتن مثال سے نہ خدا ہم سے راضی نہ یہ بُت ہم سے مائل ؛ رہے یون ہی
بازماندہ نہ ادھر کے نہ ادھر کے ؛ فعلات مشکول ہے کسواسطے کہ فاعلاتن مین سے
الف بسبب خبن کے گر پڑا اور نون بسبب کف کے اور شکل اونھین دونون زحاف
کی جمع ہونیکا نام ہے جیسے کہ زحافون کی بحث مین مفصل معلوم ہو چکا رمل مثمن
مخبون مشعث مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان مثال شعر شمع کو
مُنہ کو تری سامنے ہے آب وتاب ؛ کہ ہی خورشید ترا چہرہ وہ کرم شب تاب ؛ صدر
سالم ہے اور ابتدا اور حشو دونون مصرع کے مخبون اور عروض اور ضرب مشعث
مقصور یعنی فاعلاتن مین سے حرف متحرک وتد کا بسبب تشعیث گر گیا اور دونون
بسبب قصر کے گر گیا قبل اوسکا ساکن ہوکر فاعات یا فالات باقی رہا اوسکو فعلان
سے بدل کر لیا اور عروض اور ضرب مین فعلن سکون مین یا کسر عین سے یا فعلات
کسرہ عین سے بھی درست ہے۔ رمل مثمن مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن
مثال شعر یار کا چہرۂ رخشان ہے دلا رشک وہ گل ؛ اور وہ کاکل مشکین
ہے عجب غیرت سنبل ؛ اور بعضون نے رمل مثمن مخبون کو دو چند بھی استعمال
کیا ہے یعنی سولہ فعلاتن دونون مصرع مین اور چونکہ ہر مصرع بسبب آٹھ رکن
کے بہت طویل ہو جاتا ہے اسواسطے عوام اوسکو بحر طویل کہتے ہین یہ مصرع اسپر ہے

۶ آہ وہ یار ستمگار جفا جو ہی کہ جون باد بہاری انکو ایک آن مین لیتا ہی چھپا رو ؛ تقطیع ؛ آہ وہ
یا فاعلاتن ر ستمگا فاعلاتن جفا جو ہی فعلاتن کہ جون با فعلاتن د بہار فعلاتن ی انکی ایک فعلاتن
ن مین لیتا فعلاتن ہی چھپا رو فعلاتن ۔ رمل مسدس مخبون مشعث مقصور فاعلاتن
فعلاتن فعلان مثال شعر داغ دل سینہ مین آتش ہے آہ ؛ آہ اک شعلہ کش ہے
آہ ؛ عروض اور ضرب مشعث اور مقصور ہی یعنی فعلان عین ساکن کے ساتھ کہ اسواسطے
کہ فاعاتن ہوا بسبب تشعیث کے اور نون گر کر تے ساکن ہوئی بسبب قصر کے پس فاعات
کو فعلان سے بدل لیا ۔ بحر سریع ۔ اس بحر کو سریع اسواسطے کہتے ہین کہ سرعت لغت
مین معنی جلدی اور شتابی کے ہے اور چونکہ اس بحر مین سبب بسبب وتد کے زیادہ ہین
جلد تر پڑھا جاتا ہے بہر کیف اس بحر کو اکثر مزاحف استعمال کرتے ہین سریع مطوی موقوف
مفتعلن مفتعلن فاعلان مثال شعر کیا کرون تشخیص کا اوسکی بیان ؛ بد ہضمہ مین
ہوئی جاتی ہے ساکت زبان ؛ اور بجای مطوی موقوف کے مطوی مکسوف یعنی فاعلن
بھی آسکتا ہے یعنی مفعولات مین بسبب طی کے واو گر کر مفعلات ہوا اور تا اوسکی
بسبب وقف کے ساکن ہو کر بسبب کف کے گر پڑی مفعلا باقی رہا اور وقف اور
کف کے جمع ہونیکا نام کشف ہے پس مفعلا کو فاعلن سے بدل لیا مثال شعر نزلہ ہی
ایک شخص کو تھا درد سر ؛ لائی قضا اوسکے تئین اوسکے گھر ؛ اور عروض مین فاعلان
اور ضرب مین فاعلن جمع کرنا بھی درست ہے اسمین کچھ مثال کی حاجت نہین ہے
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مصرع مفتعلن مفتعلن فاعلن کے وزن پر اور دوسرا
مصرع مفتعلن مفعولن فاعلن یا فاعلان کے وزن پر ہو وہی مثال شعر چہرہ
روشن نہین کچھ حور سے کم ؛ لب نہین کچھ اسکے گوہر سے کم ؛ اوسکے کو مفعولن کے

وزن پر ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ ایک مصرع اس وزن پر ہو مفعولن مفعولن فاعلات
یا فاعلن اور دوسرا وزن سابق پر یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلان یا فاعلن مثال شعر
اوسکے چہرہ پہ کب ہی عرق ❊ ہی وہ مہ نو کے قریب اب شفق ❊ تقطیع ❊ اوسکی پہ مفعولن
رہ بر کب مفعولن ہے عرق فاعلن ❊ ہی وہ مہ مفتعلن نو کے قری مفتعلن ب شفق
فاعلن سریع مطوی مقطوع مجذوع مفتعلن مفعولن فاع شعر نالہ ہمارا ہی موثر لتا
سنگ کو بھی کرتا ہی خون ❊ مستفعلن سی بسبب طی کے گر کر مفتعلن حاصل ہوا
اور اوسمین سی بسبب قطع کے ساکن وتد مجموع کا یعنی نون گر کر اور لام ساکن ہو کر
مستفعل رہا اور مفعولن حاصل ہوا اور مفعولات مین سی بسبب جدع کے دو سبب
خفیف گر کر اور لات کی تے ساکن ہو کر اوسکی جگہہ فاع رکھا گیا اور اوس وزن مین
مجدوع کی جا منحور بھی آتا ہے مثال عشق کا دیوانہ ہی دل ابرو سے اوسکے جان
بسمل - اوسکا وزن یہ ہے مفتعلن مفعولن فع رکن فع کا منحور ہی کسواسطے کہ بحر مفعولات
کے دونوں سبب اور تی کے گرانی کا نام نحر ہی پس جب لا باقی رہا اوسکو فع سی بدل لیا
سریع مخبون مکسوف مستفعلن مستفعلن فعولن مثال شعر ایدل نجا زلفون مین
اوس صنم کی ❊ ہی جہان اوسکی قید ہی ستم کی ❊ فعولن مخبون مکسوف ہی کسواسطے
کہ بسبب خبن کے مفعولات کی سے گر پڑی اور بسبب کسف کے تی ساکن ہو کر ساقط
ہوئی فعولا باقی رہا فعولن سے بدل گیا - بحر منسرح - اس بحر کو منسرح اسواسطے
کہتے ہین کہ انسراح بدن سی کپڑے اوتارنی کو کہتے ہین اور اس بحر مین کبھی اختصار
ایسا ہوتا ہی کہ دو رکن مستفعلن مفعولات کو شعراے عرب ساری بیت اعتبار کر لیتے ہین
پس اس نقصان اور اختصار کو کپڑے اوتارنی سے تشبیہ دیکر اس بحر کا منسرح نام رکھا

اس بحر کو شعراے عرب اور شعراے عجم سوا مزاحف کو سالم استعمال نہین کرتے اور
عرب مثمن اور عجم مسدس نہین استعمال کرتے اور اردو مین بھی شعراے فارس کے
اتباع سے مثمن ہی استعمال کیا ہے اس بحر مین عروض اور ضرب یا موقوف یا
مکسوف یا مجدوع یا منحور آلی ہین منسرح مطوی مکسوف مفتعلن فاعلن مفتعلن
فاعلن شعر یار دکھاتا ہے رخ تابکے سو دیدکی ٭ حضرت موسی بھی یہان دعوی سے
خاموش ہین ٭ منسرح مطوی مکسوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات شعر
حضرت دل ہم تمہین کہتے نہ تھے بار بار ٭ طرۂ خوبان کی قید ہے سخت و دشوار ٭ مصرع
اول مین عروض اور مصرع ثانی مین حشو مطوی مکسوف ہے یعنی فاعلات کسواسطے
کہ مفعولات مین سے واو گر پڑی بسبب طی کے اور تے ساکن ہوئی بسبب وقف کی
مفعلات رہگیا اوسکو فاعلات سے بدل کیا ٭ تقطیع ٭ حضرت دل مفتعلن ہم تمہین
فاعلن کہتے نہ تھے بار بار فاعلات ٭ طرۂ خو مفتعلن بان کی قید فاعلات سخت ہے
و دش مفتعلن وار ہے فاعلن ٭ اس بحر مین اختلاف زحافات کا دونون مصرع مین
جائز ہے اور جیسے اس شعر مین شعر حال دل خستہ آہ مین نے جو اونسے کہا ٭ تو بولے
یہ چپ ہی رہ سننے کی طاقت کہان ٭ پہلا مصرع اس وزن پہ ہے مفتعلن فاعلان
مفتعلن فاعلن اور دوسرا مفاعلن فاعلن مفتعلن فاعلان ٭ تقطیع ٭ حال دلی
مفتعلن خستہ آہ فاعلان مین نے جوان مفتعلن سے کہا ٭ فاعلن تو بولے یہ
مفاعلن چپ ہی رہ فاعلن سننے کی طا مفتعلن قت کہان فاعلان ٭ مصرع
اول مین مفتعلن مطوی اور فاعلان حشو مطوی موقوف کسواسطے کہ بسبب
طی کے مفعولات کی واو گر گئی اور بسبب وقف کے اوسکی تے ساکن ہو گئی اوسکو

فاعلان

فاعلان کر کیا اور فاعلن عروض مین مطوی کسوف واو مفعولات کی بدستور طی کی سبب سے گرہی اور تی ساکن ہو گر گر پڑی بسبب کسف کی پھر اوسکو فاعلن سے بدل لیا اور مفاعلن مخبون یعنی سین مستفعلن کا بسبب خبن کی گر کر مفاعلن بجاے اسکے رکھا اور حشو اور ضرب مثل سابق کے ہے منسرح مطوی مکسوف منحور مجدوع مفتعلن فاعلن مفتعلن فع مفتعلن فاعلن مفتعلن فاع مثال شعر کان ہین اوسکے زبس نالون سے مملو حال دل زار کب کرتا ہے مسموع مصرع اول مین مفتعلن مطوی اور فاعلن مکسوف اور فع منحور ہے کسواسطے کہ فاعلن مجدوع سے الف گر پڑا ہے اور فاع مین سے الف گر گئی ہے منحور ہوتا ہے اور مصرع ثانی مین ضرب مجدوع ہے یعنی فاع الف کے ساتھ باقی بدستور منسرح مسدس مطوی مفتعلن فاعلات مفتعلن مثال شعر نالۂ دل نارسا ہے یار تلک اپنی پہونچ کب ہے گلعذار تلک منسرح مسدس مطوی مقطوع مفتعلن فاعلات مفعولن مثال شعر حالت دل کیا کہون مین مہرد کو لوگون نے بدکار رکھا ہے بد خو کو عروض اور ضرب مقطوع ہے اور باقی مطوی بحر مضارع مضارع لغت مین معنی مانند کے ہے اور یہ بحر مانند بحر منسرح کے ہے کسواسطے کہ منسرح مین مفعولات مین وتد مفروق ہے اور بحر مضارع مین بھی فاع لاتن منفصل مشتمل وتد مفروق پر اور خلیل ابن احمد نے کہ اس فن کا واضع ہے کہا ہے کہ بحر ہزج کی مشابہت سے مین نے اس بحر کا نام مضارع رکھا ہے کسواسطے کہ اس بحر کے دو رکن یعنی فاع لاتن منفصل مین وتد دو سبب خفیف پر مقدم ہے معلوم کیا چاہیے کہ اس بحر کو سالم استعمال نہین کرتے بلکہ مزاحف اور زحافات مین سے خبن اور شکل اس بحر مین نہین واقع ہو سکتا کسواسطے کہ خبن حرف ساکن کے گرا دینے کو کہتے ہین اوس سبب سے کہ رکن کے اول بیت ہو اور

فاع لاتن منفصل کے اول مین وتد مفروق ہے اور شکل خبن اور کف کر جمع کرنیکو کہتے ہین جب خبن کا اس بحر مین آنا ممکن نہوا شکل کے نہ آنیکی وجہ بھی ظاہر ہوگئی پوشیدہ نرہی کہ اس بحر مین رکن مفاعیلن کی یا اور نون دونون کا گرانا اور دونون کا ثابت رکھنا جائز نہین ہی اس امر کو مراقبہ کہتے ہین چنانچہ پہلے معلوم ہو چکا —
بحر مضارع مثمن اخرب مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن شعر شور جنون ہمارا آخر کو رنگ لایا ؛ جو دیکھنے کو آیا ہاتھون مین سنگ لایا ؛ مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور مفعول فاع لات مفاعیل فاع لاتن مثال شعر تیری ہی دیکھنے کو نہ آوے جو کام چشم ؛ تو زخم چہرہ پر ہی کہ اوسکا ہی نام چشم ؛ اور بجای فاعلان کے فاعلن بھی آسکتا ہے خواہ عروض اور ضرب دونون مین اور خواہ ایک مین فاعلان اور دوسرے مین فاعلن اور ایک مصرع مین بجای رکن فاعلات کی فاع لاتن سالم اور بجای مفاعیل کے مفعول کے ہونے سے شعر ناموزون نہین ہوتا مثال شعر ظاہر ہے اپنی سوزش دل سی کہ آفتاب محشر کے روز اپنی ہی چہرہ سے ہے داغ کا ؛ مضارع مثمن مکفوف مقصور مفاعیل فاع لان مفاعیل فاع لان مثال شعر جو آہین ہی کب ہی زہر دلا دیکھ یار مین ؛ نجاز لف یار مین ؛ تقطیع ؛ جو آہین ہی مفاعیل کب ہی زہر فاعلان دلا دیکھ مفاعیل یار مین فاع لان ؛ نجاز لف مفاعیل یار مین فاعلان نجاز لف مفاعیل یار مین فاع لان ؛ مفاعیلن مکفوف اور فاع لاتن مقصور ہے ؛ مضارع مسدس اخرب مکفوف مفعول مفاعیل فاع لاتن شعر شکوہ ہی کسیکا ہمین نہ ابدل ؛ دم بیٹھے جان اب تو اوسکو دیو دل ؛ مضارع مسدس اخرب مقصور مفعول فاع لات مفاعیلن شعر دیتی ہی زلف یار ہمین وحشت کا ؛ اور معلوم کیا چاہیے کہ مضارع کو جب مجرد یعنی

اوسمین سی کوئی جزو کم کرتے ہین رکن فاع لاتن کا گراتے ہین نہ رکن مفاعیلن +

بحر مجتث اجتثاث دونون ثاء مثلث کے ساتھ افتعال کے وزن پر لغت مین بمعنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہے اور چونکہ اس بحر کو مسدس کو بحر خفیف سے نکالا ہے گویا بحر مجتث بحر خفیف سے اپنی اصل سے دور کیا ہوا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ بحر مجتث کی اصل مستفع لن فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن مثمن ہے اور جب اوسکو مسدس کیا مستفع لن فاعلاتن فاعلاتن اور بحر خفیف کی اصل فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن ہے پس مجتث مسدس مین مستفع لن مقدم ہے دو فاعلاتن پر اور بحر خفیف مین مستفع لن دو فاعلاتن کے بیچ مین ہے گویا بحر خفیف کو مستفعلن کو بیچ مین سے اول مین رکھکر مجتث مسدس حاصل ہین مسدس کا نام لیکن مثمن کو مجازاً کہتے ہین چنانچہ تامل کرنیوالون پر ظاہر ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ شعراے عرب اس بحر کو اکثر مسدس اور مربع استعمال کرتے ہین لیکن شعراے عجم سواے مسدس کے استعمال نہین کرتے اور اس بحر کے اندر زحافات مین سے طی نہین آسکتا اسواسطے کہ طی دو سبب سے کہ رکن کے اول مین بے فاصلہ واقع ہوئی ہون چوتھے ساکن کے گرانیکو کہتے ہین اور چوتھا ساکن مستفع لن منفصل مین سبب کا نہین ہے بلکہ وتد مفروق کا ہے اور مستفع لن کی نہین اور نون مین معاقبت ہے یعنی یہ دونون اکٹھی ساقط نہین ہوتی

مجتث مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن مثال شعر ہے زخم دل سے گل تر کو آرزوے تراوت ؛ اور اپنے اشک سے ہے ابر آب جو سے طراوت ؛

مجتث مثمن مخبون مقصور مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان ؛ شعر میری نظر مین تو کم حور خلد سے تو نہین ؛ سجا و نگار ری کو جہ کو چھوڑ سو ہی جنان ؛ اور فعلان مین

مکسور کو عوض مین فعلان عین کو سکون سے اور فعلن عین کو کسرہ اور سکون سے
بھی درست ہی شعر چمن مین صبح حبب وس جنگ جو کا نام لیا ؛ صبا نی تیغ کا آب وان
سے کام لیا ؛ کبھو نہ انکو مین دیکھا تلاش دنیا مین ؛ کبھو نہ فکر و تردد سے کوئی کام لیا
پہلے شعر مین عروض اور ضرب فعلن عین کے کسرہ سے اور دوسرے شعر مین عروض
فعلان عین ساکن سے اور حشو مین بجاے فعلاتن کے فعولن بھی درست ہی شعر
حنفور داغ سوزان سی ہے آفتاب خجل ؛ اور اشک سے بھی ہے رنگ شراب ناب
خجل ؛ غی سوزان مفعولن کے وزن پر ہے — بحر خفیف — اس بحر کو خفیف اسواسطے
کہتے ہین کہ ہر رکن مین سبب تو وتد مجموع کو احاطہ کر لیا ہی اسیواسطے سب ارکان
ہلکے ہو گئے ہین اور خفیف بھی لغت مین معنی ہلکے کے ہے اور شاید یہ وجہ ہو کہ چونکہ
دو سبب خفیف وتد مجموع کو محیط ہین گویا ساری اجزا ارکان کی سبب خفیف ہی ہین
پس بسبب اسباب خفیفہ کی بحر خفیف نام رکھا ہے پوشیدہ نرہے کہ اس بحر کو شعراے
عجم نے مسدس مزاحف استعمال کیا ہے اور تمام اجزا سالم مستعمل نہین مگر صدر اور
ابتدا کبھی سالم مستعمل ہے اور مزاحف مین سے مخبون یا مقصور اور مسبغ یا عروض
اور ضرب مقصور یا محذوف یا مشعث یا مقطوع یا مخبون ہوتا ہے اور اس بحر مین
بھی طی نہین آتا اسیوجہ سے کہ مجتث مین گذری — بحر خفیف مسدس مخبون فاعلاتن
مفاعلن فعلاتن مثال شعر یار مہرو کو دیکھکر نہ رہا دل ؛ ہاتھ سے اوسکے اہ اب نہ بچا
دل ؛ بحر خفیف مسدس مشعث مقصور فاعلاتن مفاعلن فعلات مثال شعر ہاے
مرد شوخ بے وفا ہمہر ؛ نرگسین چشم و گل رخ و مہ چہر ؛ صدر اور ابتدا سالم ہی اور حشو
مخبون اور عروض اور ضرب مشعث مقصور ہی اور اس وزن مین عروض کا مخبون

مقصور اور ضرب کا شعث مقصور بھی آنا ہوسکتا ہے مثال شعر رکھیو خالق سلامت
آپ کی ذات ؛ نہ کھلیگا تو مین رہونگا رات ؛ اور عروض یا ضرب مین مقطوع اور
مخبون محذوف بھی لانا درست ہی مقطوع فعلن عین ساکن کر ساتھ بدل لیا اور محذوف
مقصور فعلن عین کے کسرہ سے ہے کیونکہ فاع لاتن کو جب مخبون کیا فعلاتن ہوا اور جب
محذوف کیا تن کو اوسکے آخر سے گرادیا فعلا باقی رہا اوسکی جگہہ فعلن عین کے
کسرہ سے رکھدیا۔ بحر مقتضب۔ اقتضاب لغت مین ایک چیز سے دوسری چیز نکالنے
کو کہتے ہین اس بحر کو بحر منسرح سے نکالا ہے اسواسطے کہ بحر منسرح مستفعلن مفعولات
مستفعلن مفعولات ہے اور بحر مقتضب مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے پس
دونون مین وہی ارکان ہین لیکن ترتیب کا فرق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اوسکا نام
مقتضب اسواسطے رکھا ہے کہ یہ بحر کلام عرب مین مجزو مستعمل ہوتا ہے یعنی دو جزو اخیر
کو اوس سے گراکر استعمال کرتے ہین اور مجزو مشتق ہے جزو سے اور جزو کے معنی کاٹنے
کے ہین اور یہی معنی ہین اقتضاب کے پس دو جزو کے اخیر سے گرنے کے سبب سے اسکو
مقتضب کہا ہے مقتضب مثمن مطوی فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن شعر
یار بیوفا سے ہین شوخ دلربا سے ؛ کب امید وصل ہوئی کب امید وصل ہوئی ؛
مقتضب مثمن مطوی مقطوع فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن مثال شعر ہاے
بے نصیب اپنی جسکی وہ تمنا ہے ؛ بعد مرگ بھی گا ہے خاک پہ نہ آنکلا ؛ جب یہ تد مجموع
مستفعلن کا بسبب قطع سے گراکر لام کو ساکن کیا مستفعلن ہوگیا اوسکی جگہہ
مفعولن رکھدیا۔ بحر کامل۔ اسکو کامل اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بحر جسبی دائرہ مین
وضع کی گئی ہے تمام تر دیا ہی مستعمل ہوئی ہے بہر صورت وہ یہ ہے متفاعلن متفاعلن

مستفاعلن مستفاعلن ✤ شعر ✤ مجھسے آزردہ ہی وفا رہی تجھے مشق جور وجفا رہی ✤ کہوں کیا کہ ترے ستم سے اب مری سر بلا سے بلا رہی ✤ بحر متقارب اسکو متقارب اسواسطے کہتے ہین کہ متقارب بمعنی نزدیک کہ ہی اور اس بحر مین وتد او سبب قریب قریب ہین کسواسطے کہ یہ بحر فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار ہی پس فعولن مین فعو اور لن قریب ہی اسیطرح سب مین اس بحر کو شعراے عجم نے بہت استعمال کیا ہے اگر مثمن مستعمل ہے اور اوسکے عروض اور ضرب سالم یا مقصور یا محذوف مستعمل ہوئی ہے متقارب مثمن سالم فعولن فعولن فعولن فعولن شعر مجھے گل کی ہنسی پہ آتا ہے رونا ✤ کہ اسطرح ہنسنے کی خوبی کسو کی ✤ متقارب مثمن مقصور فعولن فعولن فعولن فعول ✤ مثال شعر الہی مین بندہ گنہگار ہون ✤ گنا ہون سے اپنے گرانبار ہون فعولن مقصور ہے متقارب مثمن محذوف یعنی بجاے فعول کے فعل کسواسطے کہ جب فعولن سے بسبب حذف کے لن گرادیا فعو باقی رہا اوسکو فعل سے بدل لیا شعر لب بام کثرت جو یکسر ہوئی ✤ تلے کی زمین ساری اوپر ہوئی ✤ متقارب مثمن مقبوض اثلم فعول فعلن فعول فعلن ✤ شعر عشق اب کیا ایسا ہو دل مین ✤ کہ بجز خون نہ رہا ہو دل مین ✤ اور فارسی مین مولوی جامی نے اس وزن کو سولہ رکن پہ بنی کیا ہے اور قطع نظر اسکے اردو کے اشعار مین بہت مستعمل ہے اسی وزن پہ ہے غزل میر تقی کی اوسکا مطلع یہ ہے — کروگے تو کل کہ عاشقی مین نہ یون کرو گے تو کیا کروگے ✤ الم یہی ہے تو درد مندو کہان تک تم دوا کروگے ✤ فعولن کا نون بسبب قبض کے گر کر فعول رہگیا اور فعو اوسکی بسبب خرم کے گر کر عولن رہگیا اوسکو فعلن سے بدل لیا اور یہ امر زحاف کی بحث مین معلوم ہو چکا کہ جس وقت خرم سے فعولن کی نون کو گراتے ہین اور اسمین کچھ اور تغیر نہین کرتے

اوسکو اثلم کہا کرتے ہین اور اس وزن کی ایک طرح اور بھی ہے کہ ایک رکن اثلم کہا کر اوپر
اور اس وزن کی طرح اور بھی ہے کہ ایک مقبوض ہو اور ایک سالم اور یا وسکو بھی
سولہ رکن سے مبنی کیا ہے مثال شعر سرو خرامان ہے ترے قد پر ؛ اور گل تر بھی ہے ترے
رخ پر ؛ عاشق شیدا والہ و رسوا حیرت دل سے سوزش جان سے ؛ معلوم کیا چاہیے کہ
اس بحر مین اور صورتین مستعمل کم ہین اسواسطے لکھی نہین گئین – بحر متدارک - اس
بحر کو ابو الحسن اخفش نے استخراج کیا ہے چنانچہ پہلی بحور کی بحث مین مذکور ہو چکا اس
بحر کو متدارک اسواسطے کہتے ہین کہ متدارک یعنی ملنے والے کے ہے اور یہ بحر بعد خلیل ابن احمد
کے استخراج پا کر ان بحرون سے کہ خلیل نے نکالی نہین ملگئی ہے اور بحر ۱۶ سولھوین کی گئی
اور احمد عروضی نے اسکا نام غریب رکھا ہے کسواسطے کہ غریب یعنی نادر کے ہے اور یہ بحر بھی بسبب تنہا
مستخرج ہونے کے نادر اور غریب ہے بہر کیف اصل اسکی آٹھ بار فاعلن ہے ——

بحر متدارک مثمن سالم فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن ؛ مثال ؛ شعر زلف سے حسرت خال
و خط یار کا دیکھکر ؛ تقطیع ؛ زلف و رخ فاعلن خال و خط فاعلن یار کا فاعلن دیکھکر
فاعلن ؛ اس وزن مین بعض رکن کا مذال ہوتا ہے درست ہے چنانچہ ع شب کو رشک
زلف سے مہ کو رنج روے سے ؛ تقطیع ؛ شب کو رشک فاعلان زلف سے فاعلن مہ کو
رنج فاعلان روے سے فاعلن ؛ فاعلان کو وتد مجموع مین بسبب اذالہ کے الف بڑھا
کیا ہے – متدارک مثمن مخبون فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن عین کے کسرہ سے اور یہ وزن بھی
سولہ رکن پر مبنی ہوسکتا ہے چنانچہ سے ترے ہاتھون سے کچھ مرے حق مین ذرا نہ تھا اسکا
ہوا نہ برا ہی ہوا ؛ کہا تجھسے رقیبون نے گرچہ برا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا ؛ ——
متدارک مثمن مقطوع فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن عین کے سکون سے ع ہین جو کہا سقطہا

دل کو ویسا پایا کہ بسمل کو پا اور اس وزن یعنی مثمن منقطوع کو صوت الناقوس بھی کہتے ہین یعنی آواز سنکھ کی اوسکی وجہ یہ ہی کہ حضرت علی علیہ السلام کسی سمت کو تشریف فرما ہوئے تھے رستے مین ایک بتخانہ تھا وہان سنکھ بجتا تھا اوسکی آواز آپنے سنکر فرمایا کہ اسمین سے یہ آواز آتی ہے حقا حقا حقا حقا یہ فعلن فعلن فعلن فعلن کے وزن پر ہے پس گویا آواز ناقوس کی متدارک مثمن منقطوع ہے یہان بیان اون بحرونکا جو مستعمل بہت نہین ہین

حدائق البلاغت کے مصنف نے اگرچہ بحر قریب اور جدید اور مشاکل مذکور نہین کیا لیکن مترجم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طالبین کے فائدہ کے واسطے اونکو بھی بیان لکھے

بحر قریب اس بحر کو مولانا یوسف عروضی نے خلیل ابن احمد کے دوسو برس کے بعد استخراج کیا ہے اور چونکہ اسکے ارکان بحر ہزج اور مضارع کے ارکان سے قریب قریب ہین اسواسطے اسکا نام قریب رکھا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ چونکہ یہ بحر ایسے ہی نزدیکی مین مستخرج ہوئی ہے اور نسبت سولہ بحر سابق کے مستحدث ہے اسواسطے اسکو قریب کہتے ہین اصل اس بحر کی مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے لیکن مستعمل مزاحف ہے

بحر قریب مکفوف مفاعیل مفاعیل فاعلاتن مثال شعر غبار آکے ترے ہو دلمین پھر نہ نکلا ؛ غبار ہو کے تری طرف سے پھر نہ آیا ؛ حرف ر ہے اور ف کا مصرع ثانی سے تقطیع مین گر پڑیگا اگر عروض اور ضرب فاعلات ہوئے یہ وزن مکفوف مقصور ہو جاویگا اور بجاے فاعلات کے مفاعلن بھی درست ہے اور یہ وزن مکفوف محذوف ہو جاویگا بحر جدید کہتے ہین کہ اس بحر کو بزرجمہر نوشیروان کے وزیر نے استخراج کیا ہے اور اسکو بسبب نئی ہونے کے جدید کہتے ہین اور بعضے اسکو بھی غریب کہتے ہین یہ بحر مسدس ہے اسکی اصل فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن ہے بحر جدید مخبون فعلاتن فعلاتن مفاعلن یعنی

شعر تیرے قد سے ہے صنوبر بس اب خجل ؛ تیری زلفون سے ہمیشہ ہے شب خجل ؛؛
بحر مشاکل بمعنی مانند کے ہے اور اسکو مشاکل اسواسطے کہتے ہین کہ یہ بحر بحر قریب کے
مانند ہے ارکان مین اور فرق اسیقدر ہے کہ یہان فاعلاتن دو مفاعیلن پہ متقدم
اور بحر قریب مین موخر ہے کیونکہ اصل اسکی فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن ہے اردو مین
اس بحر کو کم استعمال کیا ہے ـ بحر مشاکل مکفوف مقصور فاعلات مفاعیل مفاعیل
مثال شعر بار غم کا اوٹھانا ہی پڑا آہ ؛ داغ ہجر کو کھانا ہی پڑا آہ ؛ تقطیع ؛ بار غم ک
فاعلات اوٹھانا ہی مفاعیل پڑا آہ مفاعیل ؛ داغ ہجر فاعلات کو کھانا ہی مفاعیل
پڑا آہ مفاعیل ؛ رے ہجر کے لفظ کی تقطیع مین متحرک ہوگئی ہے فاعلاتن اور مفاعیلن
پہلے سے نون بسبب کف کے گرا ہے اور دوسرے مفاعیلن سے نون گرکر لام ساکن ہوا ہے
بسبب قصر کے اور اگر فاعلات کی تے کو ساکن کرین تو یہ بھی مقصور ہو جاویگا بیان
ان تین بحر کا ہوچکا اب خیابان پنجم کو شروع کیا جاتا ہے

## خیابان پانچوان رباعی کے اوزان مین

معلوم کیا چاہیے کہ رباعی مخترع شعرائے عجم کی ہے اور اردو گویون نے بھی فارسی
گویون کے اتباع سے یہ وزن اختیار کیا ہے اور رباعی کا وزن مختص بحر ہزج کے
ساتھ ہے اور اوسمین نو زحاف آتی ہین اور بسبب اون زحافون کے چوبیس وزن
حاصل ہوتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جو چار مصرع ان چوبیس وزن مین سے
کسی وزن پر ہونگے اونکو رباعی کہینگے نہ مطلق چار مصرع کو اور نہ اون چار مصرع
کو کہ کسی اور وزن پر ہون جیسے کہ طریقہ عوام کا ہے کہ جب دو بیت اسطرح کی
کہ مصرع اول اور دوم اور چہارم ہم قافیہ ہو دیکھتے ہین اوسکو رباعی کہتے ہین

ہر کیف زحاف اوزان رباعی کے یہ ہین خرم اور خرب اور قبض اور کف اور ہتم
اور جب اور بتر اور شتر یہ آٹھہ زحاف ہین اور خرم اور ہتم کا جمع کرنا نوان زحاف ہے۔
اب جاننا چاہیے کہ مفاعیلن مین جب یہ زحاف واقع ہوتے ہین اوس سے کئی صورتین
حاصل ہوتی ہین اونکی تفصیل یہ ہے مفاعیلن ہین سے جب بسبب خرم کے میم گر پڑا
فاعیلن رہا اوسکو مفعولن سے بدل لیا اور جب بسبب خرب کے میم اور نون گر گیا
فاعیل باقی رہا کیونکہ خرب خرم اور کف کے جمع کرنیکو کہتے ہین کہ وہ میم اور نون کا ساقط
ہوتا ہے پس مفعول سے بدل لیا اور جسوقت بسبب قبض کے پانچوان حرف ساکن گر گیا
مفاعلن باقی رہا اور جسوقت بسبب کف کے ساکن ہفتم گر گیا مفاعیل لام مضموم سے
باقی رہا اور جسوقت بسبب حذف کے لن اخیر سے گر گیا مفاعی باقی رہا اوسکو
فعولن سے بدلا اور بسبب قصر کے نون فعولن کا گر کر ما قبل اوسکا ساکن ہو گیا فعول لام
ساکن سے باقی رہا یہ اہتم ہے کیونکہ حذف اور قصر کے جمع کرنیکو ہتم کہتے ہین اور جسوقت بسبب
جب کے دونون سبب اخیر سے گر پڑے مفا رہا اوسکو فعل سے بدلا اور جسوقت مجبوب
یعنی مفاعین سے میم بسبب خرم کے گرا دی فا باقی رہا فع سے بدل لیا اوسکو ابتر کہتے ہین
اور جسوقت میم بسبب خرم کے اور یای تحتانی بسبب قبض کے گر پڑی فاعلن رہا اسکو
اشتر کہتے ہین اور جسوقت مفاعیلن ہین سے میم بسبب خرم کے گر گئی اور نون بسبب
حذف کے ساقط ہوا فاعی رہا اور عی کی یاے تحتانی بسبب قصر کے گر کر عین ساکن ہو گئی
فاع باقی رہا پس اجتماع حذف اور قصر کا ہتم ہے اور خرم اور ہتم کے اجتماع سے فاع
حاصل ہوا مجموع ارکان مزاحفہ رباعی کے کہ اس تفصیل کے ساتھ حاصل ہوئے یہ ہین
مفعولن اخرم مفعول اخرب مفاعلن مقبوض مفاعیل مکفوف فعول اہتم فعل مجبوب

فع ابتر فاعلن اشتر فاع اجتماع خرم اور تتم سے حاصل ہوا اور ان شواہر کا ان مزاحف اور مفاعیلن سالم سے باہم ترکیب ہو کر رباعی کے اوزان چوبیس حاصل ہوتے ہین ان چوبیس وزن مین سے بارہ وزن وہ ہین کہ اون مین صدر اور ابتدا اخرب یعنی مفعول اور بارہ وہ ہین کہ اونکو صدر اور ابتدا اخرم یعنی مفعولن آتی ہے تفصیل بارہ اوزان اخرب کی یہ ہے اول یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم ہووے اور وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع دوسرا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور ایک جزو حشو کا مکفوف اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم اور وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع تیسرا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور دونون جزو حشو کے مکفوف اور عروض اور ضرب مجبوب اور وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیل فعل چوتھا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور ایک جزو حشو کا سالم اور ایک جزو اخرم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعولن فاع پانچوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک جزو سالم اور عروض اور ابتدا ابتر اور وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیلن فع چھٹا یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مکفوف اور ایک سالم اور عروض اور ضرب ابتر ہو وہ یہ ہے مفعول مفاعیل مفاعیلن فع ساتوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب ہو اور حشو کا ایک جزو سالم ہو اور ایک اخرب اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعول فعول آٹھوان یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو سالم اور ایک اخرم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے مفعول مفاعیلن مفعولن فع نوان یہ ہے کہ صدر اور

ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو سالم اور ایک جزو اخرب اور عروض اور ضرب مجبوب
وہ یہ ہی مفعول مفاعیلن مفعول فعل دسوان یہ ہی کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو
مکفوف اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہی مفعول مفاعیل مفاعیل فعول گیارہوان
یہ کہ صدر اور ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک مکفوف اور عروض
اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعول مفاعلن مفاعیل فعول بارہوان یہ ہی کہ صدر اور
ابتدا اخرب اور حشو کا ایک جزو مقبوض اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب
مجبوب وہ یہ ہی مفعول مفاعلن مفاعیل فعل۔ ان بارہ وزن کو آسانی سے سمجھنے
کے واسطے بشکل شجرہ کے لکھتے ہین اسکو شجرہ اخرب کہتے ہین سب اوزان رباعی
کے بیان کے بعد لکھا جائیگا تفصیل بارہ اوزان اخرم کی یہ ہی اول یہ کہ صدر اور ابتدا
اخرم ہو اور حشو ایک جزو اشتر اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ ہے
مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع دوسرا یہ ہی کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو
اخرب اور ایک سالم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ ہی مفعولن مفعول مفاعیلن فاع
تیسرا یہ ہی کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر اور ایک جزو مکفوف اور
عروض اور ضرب مجبوب وہ یہ ہی مفعولن فاعلن مفاعیل فعل چوتھا وہ کہ صدر
اور ابتدا اور حشو اخرم اور عروض اور ضرب اخرم اہتم وہ یہ ہی مفعولن مفعولن مفعولن
فاع پانچوان یہ کہ صدر اور ابتدا اور حشو اخرم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے
مفعولن مفعولن مفعولن فع چھٹا یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اشتر
اور ایک جزو سالم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہی مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
ساتوان یہ ہی کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک مکفوف اور

عروض اور ضرب اہتم اور وہ یہ ہے مفعولن مفعول مفاعیل فعول آٹھواں یہ کہ صدر اور
ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو اخرب اور ایک سالم اور عروض اور ضرب ابتر وہ یہ ہے
مفعولن مفعول مفاعیلن فع۔ نواں یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو
اخرم اور ایک جزو اخرب اور عروض اور ضرب مجبوب وہ یہ ہے کہ صدر اور ابتدا اخرم
اور حشو کا ایک جزو اشتر اور ایک جزو مکفوف اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعولن
فاعلن مفاعیل فعول اور بارھواں یہ کہ صدر اور ابتدا اخرم اور حشو کا ایک جزو
اخرم اور ایک اخرب اور عروض اور ضرب اہتم وہ یہ ہے مفعولن مفعولن مفعول فعل
اور ان بارہ اوزان کو بھی بشکل شجرہ کے لکھتے ہیں اور اسکو شجرہ اخرم کہتے ہیں

صورت ان شجرہ کی یہ ہے

شجرۂ اخرب

شجرۂ اخرم

معلوم کیا چاہیے کہ ہر مصرع رباعی کا وزن علیحدہ بھی ہوتا اور شجرہ اخرم کے اوزان کو
آپس میں باہم جمع کرنا بھی درست ہے اب اگر ہر وزن کے واسطے ایک ایک رباعی لکھی جاوے
تو طول ہوتا ہے اسلیے دو رباعی واسطے مثال کے تحریر ہوتی ہیں باقی کو اسی پر

قیاس کرلینا چاہیے پہلی رباعی ایوان عدالت مین تمھارے بادشاہ ٭ کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ ٭ شیشہ کا جو وہان طاق سے ٹوٹے پاون ٭ پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ ٭ ہر مصرع اس رباعی کا شجرۂ اخرب کے دوسرے وزن پر ہے دوسری رباعی یاران زمانہ کا نہ پوچھو کچھ کار ٭ دو دن تک رہتا ہے بہت انکا پیار ٭ جب دیکھتے ہین کہ ہوچکے مطلب دل ٭ پھر کرتے ہین دوستی سے بالکل انکار ٭ مصرع اول اور چہارم شجرۂ اخرب کے پہلے وزن پر ہے اور مصرع دوسرا شجرۂ اخرم کے دوسرے وزن پر اور مصرع تیسرا شجرۂ اخرب کے بارھوین وزن پر یہان تک فن عروض کا تمام ہوا اور حتی الوسع ہر مطلب مین تفصیل بخوبی کی گئی ہے تاکہ مبتدیون کو اس فن کا سمجھنا آسان ہوجاوے واللہ اعلم بالصواب

## حدیقہ چوتھا قافیہ کے علم مین

قافیہ اون کئی حرفون کا نام ہے کہ بیت کے ہر مصرع کے یا مصرع ثانی کے اخیر مین یا حکم اخیر مین الفاظ مختلفہ کے اندر مکرر واقع ہوئے ہون اور مستقل نہون یعنی بغیر ضم ضمیمہ کے نہ آتے ہون جیسے کار اور بار کہ اسمین حرف کا ری اور الف ہے اور علیحدہ نہین آیا بلکہ کار او بار کے ضمن مین ہے اور قافیہ اور بے داخل قافیہ کے حرفون مین نہین چنانچہ معلوم ہوجائیگا اور اختلاف اون لفظون کا تین طرح پر ہے یا باعتبار لفظ اور معنی دونون کے مختلف ہون مثلاً زرد اور درد یا باعتبار معنی کے فقط جیسے آہنگ کہ ایک جا بمعنی آواز کے اور دوسری جا بمعنی قصد کے ہووے یا باعتبار لفظ کے فقط جیسے سیر و اور بیر و معلوم کیا چاہیے کہ قافیہ اخیر مین وہان ہوتا ہے کہ جس شعر مین ردیف نہو اور حکم اخیر مین وہان ہوتا ہے کہ بعد قافیہ کے ردیف بھی ہو اور ردیف کا استقلال ہونیکی قید اسواسطے کہ

کہ یہ تعریف ردیف پر صادق نہ آوے اسواسطے کہ ردیف کلمۂ مستقل ہوتی ہے اور اسکا حال مفصل
بیان ہوگا اور تکرار کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر ایک مصرع کے اخیر مین لفظ یار اور کار یا درد اور زرد
اور سوا اسکے واقع ہووے پس اوسکو قافیہ نہین کہینگے اور حال یہ ہے کہ وہ
قافیہ ہے کسواسطے کہ مصرع تنہا موزون ہے اوسپر اطلاق شعر کا درست ہے اور شعر بدون
قافیہ کے معتبر نہین ہوتا پس اسکا جواب دو طرح پر ہے اول یہ کہ بعضون کے نزدیک
قافیہ شعر کی تعریف مین داخل نہین ہے بلکہ ایک امر عارضی کی شرائط سے ہے
یعنی قافیہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ مطلع ہے یا غیر مطلع کی غزل ہے یا مثنوی
یا سوا اسکے اور دوسرا جواب یہ ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ وہان یہ اعتبار کرلینگے
کہ اگر دوسرا مصرع اسکے ساتھ لگا دینگے اسکے اخیر مین فلان لفظ ہوگا پس اس اعتبار
سے تکرار لازم آگئی معلوم کیا چاہیے کہ قافیہ کی تعریف مین بہت بحث ہے بیان اونکا
تحریر کرنا مبتدیون کو مفید نہین ایک رسالہ مترجم نے زبان فارسی مین تالیف کیا ہے
سب امور اوسمین بالاستیعاب مذکور کیے ہین اگر کسی شائق کو اسکی تفصیل منظور ہو
اوسکو مطالعہ کرے غرضکہ مشہور یہ ہے کہ قافیہ کے نو حرف ہین یعنی قافیہ اون
نو حرفون مین سے کوئی حرف ہوتا ہے خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ اور یہ بھی ہے
کہ سب نو حرف ایکجا جمع ہوتے ہین چنانچہ اسکا حال مفصل معلوم ہوجائیگا اور
ان نو حرفون مین سے ایک حرف بیچ مین ہوتا ہے اوسکو روی کہتے ہین اور چار
حرف اوسکے پہلے اور چار اوسکے بعد آتے ہین اور وہ پہلی چار مع حرف روی کے
حروف اصلی کلمہ کے ہوتی ہین اور چار اوسکے بعد زائد ہوا کرتے ہین اور قافیہ کے
کئی نام ہوتے ہین اور چند امور ایسے ہوتی ہین کہ قافیہ مین اونسے احتراز چاہیے

کہیں برسبیل وجوب کے اور کہیں برسبیل جواز کے ان سب کا حال کئی شعبوں میں مذکور کیا جاتا ہے ❊

## شعبہ پہلا حروف قافیہ کے بیان میں

معلوم کیا چاہیے کہ روی اوس لفظ کے اخیر کو کہتے ہیں کہ مصرع یا بیت کے اخیر میں واقع ہوا ہو اور وہ حرف غالباً اصلی ہوتا ہے اور کبھی حرف زائد کو حکم میں اصلی کے اخیر میں واقع ہوا ہو اور وہ حرف غالباً اصلی ہوتا ہے اور کبھی حرف زائد کو حکم میں اصلی کے اعتبار کرتے ہیں جیسے درد اور زرد کہ اونکی دال اصلی ہے اور نشش اور کنش میں اول کا شین اصلی اور دوسرے کا شین مصدری زائد ہے مگر چونکہ مقابل میں حرف اصلی کے واقع ہوا ہے اوسکو بھی روی اعتبار کیا ہے اور حکم میں حرف اصلی کے ٹھہرایا ہے اور آٹھ حرف کہ روی کو لاحق ہوتے ہیں اونمیں سے چار حرف اوسکے پہلے ہوتے ہیں اور چار اوسکے بعد پہلے چار حرفوں میں سے ایک ردف ہے اور دوسرا قید اور تیسرا تاسیس اور چوتھا دخیل اور وہ چار کہ روی کے بعد آتے ہیں ایک اونمیں سے وصل ہے اور دوسرا خروج اور تیسرا مزید اور چوتھا نائرہ بیان ہر ایک کا مفصل یہ ہے ردف ری کو کسرہ سے الف اور ایسے واو ماقبل مضموم اور یای تحتانی ماقبل کو کہتے ہیں کہ اونکے اور روی کے بیچ میں کوئی اور حرف واسطہ نہو اور اگر ہو تو حرف ساکن ہو اول مثل کار اور بار دور اور شور دیر اور سیر اور یہ حروف غالباً اصلی ہوتے ہیں اور کبھی یہ حرف زائد بھی ہوتے ہیں اور زائد ہونا اوس صورت میں ہے کہ روی کا حرف بھی زائد ہوا اور حکم میں حرف اصلی کے اعتبار کر لیا ہو مثلاً ایک مصرع میں قافیہ دیدنا ہوا اور دوسرے

مصرع مین زرین نون وین کا اصلی ہے اور نون زرین کا زائد کسواسطے کہ زر کے
ساتھ یای تحتانی نسبت کے واسطے لاحق ہوئی ہے اور نون غنہ بھی یای نسبت کے
ساتھ لاحق ہوگیا ہے پس جب نون زرین کا روی ٹھہرا یای تحتانی اوسکے مقابل
مین وین کی لی کے حرف ردف کے حکم مین معتبر ہوئی یہ فائدہ جاننا چاہیے اور اوس
فن کی کتابون مین کم لکھا ہے اور دوسرا مثل دوست اور پوست کی کہ تاے
لی روی ہے اور واو ردف اور سین ردف اور روی مین واسطہ واقع ہوا ہے
جو ردف کہ اوسمین اور روی مین کسی حرف کا واسطہ نہو اوسکو علی الاطلاق
ردف کہتے ہین اور جو ردف کہ اوسمین اور روی مین حرف ساکن واسطہ ہوا اوسکو
ردف اصلی کہتے ہین اور اوس حرف ساکن کو ردف زاید اور ردف زاید چھہ حرفون
مین سے کوئی حرف ہوتا ہے وہ چھہ حرف یہ ہین خے نقطہ دار اور رے بانقطہ اور سین
بے نقطہ اور شین نقطہ دار اور فے اور نون مثل دوخت اور سوخت اور آرد اور
کارد اور دوست اور پوست اور داشت اور کاشت بافتہ اور تافتہ اور راندہ
اور ماندہ۔ اور خواجہ نصیر الدین طوسی نے رسالۂ معیار الاشعار مین اس حرف کو
ردف مین داخل نہین کیا بلکہ روی مین داخل کیا ہے اور روی مضاعف نام
رکھا ہے یعنی روی دوچند معلوم کیا چاہیے کہ واو اور یای تحتانی ردف کی
کبھی معروف ہوتی ہو اور کبھی مجہول معروف وہ ہو کہ ضمہ اور کسرہ اونکے ماقبل کا
کھینچ کر پڑھا جاوے جیسے ضمہ جور اور دور کا اور کسرہ شیر اور سیر کا اور مجہول وہ ہے
کہ ضمہ اور کسرہ اونکے ماقبل کا کھینچکر پڑھا نجاوے جیسے ضمہ کور اور شور کا اور کسرہ
دیر اور زیر کا ان دونون کا جمع کرنا بھی جائز ہے مثال ضمہ کی ان دو شعرونمین

سوداکو سے ہر سنگ مین شرار ہی تیری ظہور کا ؛ موسی نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا
ہمنتو قفس مین آنکے خاموش ہو رہے ؛ ای ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا ؛
مثال کسرہ کی اس شعر مین سے رحم کے قابل ہے ظالم حال اس نخچیر کا ؛ جلد
چھوڑ اک ہاتھ کب ہنگام ہو اب دیر کا ؛ قید حرف ساکن ہو ردف کی سوا خواہ واو
ماقبل مفتوح اور یای تحتانی ماقبل مفتوح ہو خواہ سوا انکے اور حرف اور او سین
اور روی کے بیچ مین کوئی اور حرف نہو جیسے واو دورا ور غور کے دال اور غین
کے فتحہ سے اور رہی درد اور زرد کی اور سوا اسکی یہ حروف بارہ ہین بی اور خی نقطہ دار
اور رہی بے نقطہ دار اور زہی نقطہ دار اور سین بی نقطہ دار اور شین نقطہ دار اور فے
اور نون اور واو اور غین نقطہ دار اور ہای ہوز اور یای تحتانی جیسے ابر اور گبر
کاف فارسی سے بمعنی آتش پرست کی اور سخت اور تخت اور درد اور زرد رزم
اور بزم مست اور دست دشت اور گشت مغز اور نغز جفت اور مفت ہیار
اور سند دور اور غور فتح ماقبل سی پیک اور کیک یہ فارسی کے لفظون کا حال ہے
والا عربی کے لفظون مین اور حرف بھی قید کے واقع ہوتے ہین مثل عین اور میم
اور قاف اور سوا انکے جیسے شعر اور قعر اور عقل اور نقل اور عمر اور خمر تاسیس اوس
الف کا نام ہے کہ او سین اور روی کے بیچ مین ایک حرف متحرک ہو جیسے کہ کامل اور
شامل کا الف کہ میم او سین اور روی مین واسطہ ہوا اور یہ حرف صنعت لزوم مالایلزم
کے قبیل سے ہو کہ علم بدیع مین مفصل حال اس صنعت کا معلوم ہو چکا پس تکرار اس
الف کی واجب نہین مگر جبکہ لازم کرلین اور اگر لازم نکرلین تو قافیہ کامل کا دل کے
ساتھ بھی درست ہو دخیل وہی حرف متحرک ہو کہ الف تاسیس اور روی مین واسطہ

ہوتا ہے جیسے میم کامل اور شامل کا اور رخیل مین تخصیص حروف کی ضرور نہین
کسواسطے کہ قافیہ کامل کا جاہل اور عادل کے ساتھ ہوسکتا ہے اور ایک حرف کا لازم
کر لینا بھی لزوم مالایلزم کے قبیل سے ہے وہ چار حرف کہ روی سے پہلے واقع ہوتے ہین
اونکا بیان ہوچکا اب جو حرف کہ بعد روی کے آتے ہین مذکور کیے جاتے ہین ایک
اونمین سے وصل دوسرا مزید تیسرا خروج چوتھا نایرہ ہے اور یہ حرف ہمیشہ زائد ہوتے ہین
کسواسطے کہ روی کہ حروف مین سے حرف اخیر کا نام ہے پس جو حرف بعد اوسکے آوینگا
زائد ہی ہوگا اب سنا چاہیے کہ وصل اوس حرف کو کہتے ہین کہ روی کے ساتھ
متصل ہووے اور مزید وہ کہ وصل سے متصل ہووے اور خروج وہ کہ مزید سے متصل ہووے
نایرہ وہ کہ جو خروج سے متصل ہووے اور ان حرفون مین سے بجز وصل کے اشعار
اردو مین واقع نہین ہوتا اور وہ بھی اغلب اونھین الفاظ مین ہوتا ہے کہ فارسی مین
مثلاً خفتہ اور نہفتہ کہ تو حرف روی کا ہے اور ہای ہوز حرف وصل کا کہ زائد ہے
اور تین حرف باقی اشعار فارسی مین اکثر الوقوع ہین اوسکی مثالین بھی فارسی مین
تلاش کرنی چاہیین اور چونکہ اشعار اردو مین نہین آتے اونکی مثال اردو کی اشعار مین
نہین ہے اسواسطے انکا بیان ترک کرکے شعبہ دوسرے کو لکھتا ہون

## شعبہ دوسرا حروف قافیہ کی حرکتونکے بیان مین

معلوم کیا چاہیے کہ حروف قافیہ کی حرکتون مین سے ایک توجیہ ہے اور وہ حروف
روی کے ماقبل کی حرکت کا نام ہے بشرطیکہ روی ساکن ہو جیسے سر اور کر کے سین
اور کاف کا فتحہ اس حرکت کا اختلاف درست نہین ہے مگر جبکہ روی بسبب حرف
وصل کے متحرک ہوجاوے مثلاً ایک جا سے سافری اور دوسری جا سے جوہری کہ

مسافر کی مکسور ہے اور ہے جوہری کی مفتوح اور ردف اور قید کے ماقبل کی حرکت کو
حذو کہتے ہین پس یہ حرکت ردف مین الف کو ماقبل فتحہ اور واو کے ماقبل ضمہ اور
یای تحتانی کے ماقبل کسرہ ہوتا اور قید مین بھی یہ تینون حرکتین جارے ہوتی ہین
جیسے دست اور رست مین فتحہ اور چست اور سست مین ضمہ اور رسند اور سند مین
کسرہ اور وہ حذو لہ ردف کے ساتھ ہو اوسکا اختلاف درست نہین مگر جبکہ قید کے
ساتھ ہوگی اوسکا وہان اختلاف جب درست ہے کہ روی متحرک ہو جاوے جیسے
آہستہ اور لبستہ اور رستہ بای ہوز کا کسرہ اور بای موحدہ کا فتحہ اور رستہ کے شین کا
ضمہ اور الف تاسیس کے ماقبل کی حرکت کا رس اور وصل کی حرکت کا اشباع نام رکھتے ہین
اور اشباع کا اختلاف بھی روی کے متحرک ہونے کی صورت مین درست ہے مثلاً اشاطر
اور برابری مین طای بے نقطہ مکسور اور بای موحدہ مفتوح ہے اور جب روی بسبب
حروف وصل کے متحرک ہو جاوے اوسکی حرکت کو مجری کہتے ہین جیسے ہمسری اور افسری
کی رے کی حرکت یعنی کسرہ اور جب وصل اور خروج سے متصل ہووے اوسکی حرکت کو
نفاذ کہتے ہین مگر ازبسکہ حرف خروج کا اشعار اردو کے قافیہ مین خود نہین واقع ہوا
اسیواسطے یہ حرکت بھی نہین واقع ہوسکتی پس اشعار اردو کے قافیہ مین پانچ
حرکتین پہلے آسکتی ہین جیسے معلوم ہوچکا

## شعبہ تیسرا روی کے اوصاف کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ روی جب ساکن ہو مثل سر اور گر کی رے ایسی روی کو مقید کہتے ہین
اور جب بسبب وصل کے متحرک ہو جاوے اوس روی کو مطلق کہتے ہین جیسے خفتہ اور
نہفتہ کی تے کہ متحرک ہے اور اگر روی کے ساتھ کوئی اور حرف حروف ماقبل مین سے

یا حروف مابعد یعنی سے متصل نہو گا اوسکو روی مجرد کہینگے جیسے دو می سر کا
روی کے سوا کوئی اور حرف قافیہ کا نہین ہے پس روی مجرد ہی آور جب ساکن
ہونیکے روی مقید بھی اسے ہی اور اگر کوئی حرف قافیہ دوسرا بھی ہوگا اوس حرف
کے ساتھ اوسکو منسوب کر دینگے مثلاً کار اور بار مین رے کو روی مقید مع ردف
اور دست اور مست مین تے کو روی مقید مع حرف قید کا اور کامل اور شامل مین
لام کو روی مقید مع تاسیس کا اور اسی طرح سے یاری کے لفظ مین روی مطلق
مع قید کی ردف کا اور دستی اور مستی مین روی مطلق مع قید کے اور کابلی اور
جاہلی مین روی مطلق مع تاسیس کو کہینگے

## شعبہ چوتھا قافیہ کے عیبون کے بیان مین

عیب قافیہ کے کئی طرح پر ہین ایک اونمین سے یہ ہی کہ ایک جگہ بیت مین روی حرف
اصلی ہوا اور دوسری جگہ مین حرف زائد کو بہ تکلف روی کر لیا ہو جیسے مثلاً گالی
اور لالی کہ یاے تحتانی گالی کی اصلی ہے اور لالی کی زاید ہے اور اسی قبیل سے ہے
یہ شعر بھی شعر آپ کو کہتا ہی بیدل عشق مین بیتاب غیرہ ہای صد افسوس یہ رتبہ
بھی پہونچا تا بغیرہ یعنی تابغیر مین بے نقط تا سے متصل ہو کر حکم مین روی کے
ہو گئی اور اسمین عیب ایک اور اعتبار سے بھی ہے کہ پہلے قافیہ مین روی ساکن ہے
اور دوسرے قافیہ مین روی متحرک آور عیب دوسرا یہ ہی کہ حرکت توجیہ کی مختلف ہو
جیسے مسافری اور جوہری مین اس عیب کا نام اقوی ہے عیب تیسرا اختلاف
روی کا اور یہ عیب فاحش ہی اور کسیطرح سے درست نہین مگر جبکہ دونون روی
قریب المخرج ہون جیسے شک اور رگ اور لب اور تپ اور سیاہ اور صباح اور

عیاث اور روا [illegible] یہ ہے کہ کاف فارسی اور تازی اور ایسی ہی بای فارسی
اور تازی کے اختلاف کا مضائقہ نہیں اور سپاہ اور صباح وغیرہ کا اختلاف
ہرگز مناسب نہیں اس عیب کو یعنی اختلاف روی کو اکفا کہتے ہیں چوتھا اختلاف
ردف کا جیسے کوئی شخص کار کو دوسرے لفظ کے ساتھ قافیہ کردے اور یہ اختلاف
کسیطرح سے جائز نہیں ہے عیب پانچواں اختلاف حرف قید کا خواہ دونوں
قریب المخرج نہوں جیسے لفظ شعر کا قافیہ عمر کے ساتھ خواہ ہوں جیسے سحر اور شہر اور
یہ بہت معیوب نہیں ہے کس واسطے کہ فارسی اشعار میں بہت آیا ہے عیب چھٹا یہ کہ
حرکت اشباع کی یعنی حرکت دخیل کی مختلف ہو بشرطیکہ روی مقید ہو جیسے کامل کو
متقابل کے ساتھ قافیہ کیا جاوے عیب ساتواں اختلاف حذو کا جیسے نور بالضم کو
دور بالفتح کے ساتھ قافیہ کریں اور تین عیب یعنی اختلاف قید اور اختلاف اشباع
اور اختلاف حذو کو سناد سین مہملہ کے کسرہ سے کہتے ہیں عیب آٹھواں یہ ہے کہ ایک
کلمہ کو مکرر بتکرار کریں ایک معنی میں اسکو ایطا کہتے ہیں مثلاً مصرع اول میں خانہ کو
قافیہ کیا اور مصرع ثانی میں بھی اوسیکو قافیہ کریں اور اوسکو شایگان بھی کہتے ہیں
اور ایطا دو قسم ہے اول خفی اور دوسرا جلی خفی وہ ہے کہ تکرار کلمہ کی اوسمیں خوب
ظاہر نہو جیسے دانا اور بینا کہ ہرچند الف اسمین زاید اور مکرر ہے لیکن بسبب کثرت استعمال
کے جزو کلمہ معلوم ہوتا ہے اور جلی وہ ہے کہ اوسمین تکرار کلمہ کی ظاہر ہو جیسے ستمگر اور
کامگار کہ گر کا زائد اور مکرر ہونا خوب ظاہر ہے اور ایطای جلی سخت عیب ہے ایسے قافیہ کا
ایک بیت میں لانا ہرگز درست نہیں مگر غزل یا قصیدہ میں کئی شعر کے بعد لانیکا
مضایقہ نہیں عیب نواں یہ ہے کہ قافیہ باعتبار معنی کے اپنے مابعد پر موقوف ہو

اسکو تضمین کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے شعر رکھتا تو ہے چرخ ستمگر تیرا ؛ عاشق کے
مزار پر جفا سے الا ؛ اتنا بھی سمجھ لے کہ دل سوختہ کا ؛ وہ شعلہ بھڑکتا ہی کہ سوزان ہو
گیا ؛ لفظ الا کا مابعد یعنی مصرع ثالث سے متعلق ہے اور اسکا سمجھنا مابعد پر موقوف ہے
مگر مترجم کے نزدیک اسکو عیب مین داخل ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی عیب دسوان
یہ ہی کہ قافیہ کو قصیدہ یا غزل مین بدل ڈالین اور یہ سخت عیب ہی لیکن اگر اوسکو
بدل لینے پر کوئی اشارت کردین تو عیب نہین رہتا چنانچہ متاخرین اکثر بعد غزل
تمام کرنیکے اوس قافیہ کو غیر مین غزل تحریر کرنیکے ارادہ پر مقطع مین اشارہ کردیتے ہین
عیب گیارھوان وہ ہی کہ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کریکے ایک جزو کو قافیہ مین اور
دوسرے کو ردیف مین داخل کردین اوسکو قافیہ معمول کہتے ہین چنانچہ اس شعر مین
سے وہ شوخ سیمتن مری لٹنے سے کیا ہو خوش ؛ زر اشرفی ہے پاس مرے اور نہ روپے
اس شعر سے پہلے شعرون مین توپیے اور لوپیے قافیہ اور ردیف ہی اور اس شعر مین
روپیہ کی لفظ کی دو جزو کرکے لفظ رو کو قافیہ اور پیہ کو ردیف مین داخل کردیا

## شعبہ پانچوان قافیہ کی تقسیم مین باعتبار وزن کے

معلوم کیا چاہیے کہ اگر قافیہ مین دو ساکن متصل واقع ہوئے ہون اوس قافیہ کو
مترادف کہتی ہین جیسے غدیر اور امیر کہ حرف ری کا اور یای تحتانی متصل واقع ہوئی ہون اور
دونون ساکن ہین اور اگر ان دونون ساکن کے بیچ مین ایک متحرک واسطہ ہو اوس قافیہ کو
متواتر کہتے ہین جیسے محرم اور مرہم کہ اول مین حای حطی اور میم کے بیچ مین حرف ری کا اور
دوسرے مین ری اور میم کے بیچ مین ہای ہوز واسطہ ہی اور متحرک ہی اور اگر ان دو ساکن کے
بیچ مین ہاے ہوز واسطہ اور متحرک ہو دو حرف متحرک واسطہ ہون اوسکو متدارک

کہتے ہین جیسے برگ تر اور فرق سر کہ اول مین دو نون رے بے نقطہ کے بیچ مین
کاف اور تے فوقانی واسطہ ہین اور دونون متحرک ہین اور دوسرے مین دو نون
رے کے بیچمین قاف اور سین واسطہ ہین اور دو نون متحرک ہین اور اگر اون دو
ساکن کے بیچ مین تین متحرک واسطہ ہون اوسکو قافیہ متراکب کہتے ہین جیسے روز از
اور اوج زحل کہ اول مین واو اور لام کے بیچمین زے نقطہ دار اور الف اور زے نقطہ دار
دوسرے واسطہ ہین اور تینون متحرک ہین اور دوسرے مین واو اور لام کے بیچمین
جیم اور زے نقطہ دار اور حاے حطی واسطہ ہین اور سب متحرک ہین اور ایک قسم
قافیہ کی اور ہے کہ اوسکو متکاوس کہتے ہین یعنی دو ساکن کے بیچ مین چار متحرک
واسطہ ہون مگر اوس قسم کے الفاظ فارسی مین بھی نہین آتے چہ جاے الفاظ اردو
اور عرب کے قافیون کے ساتھ خاص ہے اسواسطے اوسکی مثال یہان مرقوم نہین کی گئی
معلوم کیا چاہیے کہ یہ تقسیم ظاہرا موافق خلیل ابن احمد عروضی کی تعریف کے ہے اور
خلیل ابن احمد کے موافق حد قافیہ کی بیت کے حرف اخیر سے ساکن اول تک ہے کہ اوسکے
ماقبل ہو پس لفظ غدیر مین حرف یاے تحتانی اور رے بے نقطہ قافیہ ہے کسواسطے کہ
غدیر مین پہلا ساکن ماقبل روی کے یاے تحتانی ہے اور لفظ محرم مین حاے حطی اور رے
بے نقطہ اور میم اور برگ تر مین پہلے رے بے نقطہ اور کاف اور تے اور رے بے نقطہ
اخیر کی اور اوج زحل مین واو اور جیم اور زے نقطہ دار اور حاے حطی اور لام قافیہ ہے
لیکن اس صورت مین یہ امر لازم آتا ہے کہ حروف قافیہ کے نو مین محصور نہین رہتے
بلکہ زیادہ ہو جاتے ہین کسواسطے کہ محرم مین حے اور رے اور برگ تر مین رے اور کاف
اور تے اور اوج زحل مین واو اور جیم اور حے اس تعریف کے موافق قافیہ مین داخل ہین

اور چاہیے تھا کہ ان حرفون کا بھی کچھ نام ہوتا اور حال یہ کہ کسی کو نشد یا ب انکے واسطے
نام نہین ہے جب یہ معلوم ہوچکا اب جانا چاہیے کہ قافیہ مترادف بحر ہزج مین جب
ہوتا ہے کہ عروض اور ضرب مقصور یعنی مفاعیل لام کے سکون سے یا اہتم ہو یعنی
فعول لام کے سکون سے مفاع سے بدلا ہوا اور بحر رمل مین جب ہوتا ہے کہ مقصور ہو
یعنی فاعلات لام کے سکون سے یا مشعث ہو یعنی مفعولن مثل فاعلاتن سے بدلا ہوا کیونکہ
فاعلاتن بسبب سکون لام کے مستعمل نہ تھا اور بحر مضارع مین قصر اور تسبیغ کی حالت
مین کسواسطے کہ مضارع مسدس کے اخیر مین مفاعلن ہے اور وہ جب مقصور ہوگا
مفاعیل سکون لام کے ساتھ باقی رہیگا اور جب مسبغ ہوگا مفاعیلان ہوجائیگا اور بحر
سریع مین وقف کی حالت مین کسواسطے کہ وقف سے جب تو مفعولات کی ساکن ہوئی تا
مفعولان سے اوسکو بدل لیا اور بحر رجز مین مذال ہونیکی حالت مین کسواسطے
مستفعلن بسبب الف زیادہ کرنیکے مستفعلان ہوجائیگا اور بحر متقارب مین قصر
کی حالت مین یعنی جسوقت فعولن سے فعول لام ساکن ساتھ رہا وے اور قافیہ
متواتر بحر ہزج مین جب واقع ہوتا ہے کہ عروض اور ضرب یا سالم ہوں یعنی مفاعیلن
یا محذوف ہوں یعنی فعولن بدلا ہوا مفاعی سے اور بحر رجز مین جبکہ مقطوع ہو اور
یعنی مفعولن مستفعل سے بدلا ہوا بسبب سکون لام کے اور بحر رمل مین جبکہ سالم ہو یعنی
فاعلاتن یا مخبون ہوں یعنی فعلاتن بدون الف کے یا مقطوع ہوئے یعنی فعلن
عین ساکن ہے کسواسطے کہ فعلاتن مین قطع اسطرحسے ہوتا ہے کہ اوسکے آخر سے سبب خفیف
گرادینا اور اوسکے وتد مجموع مین سے حرف ساکن کو گرا کر اوسکے ماقبل کو ساکن کرینا
پس اس حالت مین فاعل [illegible]

مشترک ایک بحر میں بشرط عروض اور ضرب کی سطری واقع ہو جیسے آٹھ بحر مثمن ان
اور قافیہ مشترک دونوں اشعار ذوالبحرین میں بھی نہیں آتا ہے جا بجا اشعار اردو کے ہیں جو
اسکی مثال اردو نظم میں نہیں ہوئی

## شعبۂ چہارم ردیف کے بیان میں

ردیف وہ لفظ ہے کہ بعد قافیہ کے واقع ہو خواہ ایک کلمہ ہو خواہ زیادہ اور شعرا نے
کہا ہے کہ ردیف سب جگہ میں متحد المعنی چاہیے اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ اگر ردیف
باعتبار معنی کے مختلف ہو مضائقہ نہیں اور یہ امر حق ہے سوا اسکے کہ اردو اشعار میں
اس طرح کی ردیف کثیر الوقوع ہے اور اگر کوئی کہے کہ ایسے لفظ کو کہ بعد قافیہ کے
متحد اللفظ اور مختلف المعنی ہو اوسکو ردیف کہنا کیا ضرور ہے بلکہ اوسکو بھی
قافیہ کہیں اور وہ شعر ذوقافیتین ہو سوا اسکے کہ قافیہ کے ہونے کے واسطے اختلاف
معنی کافی کفایت کرتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر فقط ایک شعر میں یہ امر ہو تو یوں کہنا
بھی ممکن ہے اور اگر غزل میں ایک ردیف اس صفت کے ساتھ ہووے اور باقی
ردیفیں متحد المعنی وہاں ذوقافیتین اعتبار کرنا درست نہیں بہرکیف مثال ردیف
متحد المعنی کی اس شعر میں سودا کے شعر جی مرا مجھ سے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاوینگا ؛ ہاتھ
اس دل نالان کے کہیں جا دیکھا ؛ ٹل اور نکل قافیہ ہے اور جاوینگا ردیف اور مثال
ردیف متحد اللفظ اور مختلف المعنی کی یہ شعر شعر میں ہم اور تجھے بزم یار میں قانون
ہو دیکھتے ہیں عجب اس دیار میں قانون ؛ پہلے مصرع میں قانون بمعنی ساز کے
اور دوسرے مصرع میں بمعنی قاعدہ کے اور یہ اشعار سودا کے قصیدہ کے اسی طرح کی
ردیف رکھتے ہیں مطلع مثل زبان خامہ ہیں گرچہ بہی دام دو ... توافقین

ایک ہجوگو کہ ہوئے بنام دو ﴿ اور بعد چند اشعار کے یہ شعر کہا ہو شعر چاہیے تھی
طبع سبری یون طول دی اس کلام کو ﴿ کہیے نہی علی سے یون اسکا ضائع تمام
اور باقی اشعار مین وہ بعینی عدو کہے اور اوس شعر مین دیئے سے مشتق ہے
اور کبھی تمام شعر قافیہ اور ردیف ہی ہوتا ہو سر سے سر اپنا نثار فرق جانان کیجے ﴿
سر اپنا نثار فرق جانان کیجے ﴿ گھر کافی ہے ایک کوی دلدار ہمین ﴿ گھر اپنا نثار
فرق جانان کیجے ﴿ اور اختلاف ردیف کا باعتبار لفظ کے ہرگز درست نہین لیکن
بعد اشارہ کے اگر ردیف کا باعتبار لفظ کے ہرگز کو بدل دین مضائقہ نہین چنانچہ
اردو گویون کی رسم ہے کہ ایک غزل لکھکر مقطع مین اشارہ کر کے دوسری غزل
ردیف بدل کر کہتے ہین اور چونکہ یہ امر بہت شہرت رکھتا ہو اسمین احتیاج مثال کی
نہین اور کبھی ذو قافیتین شعر مین دونون قافیہ کے بیچ مین ردیف لاتے ہین
اوس ردیف کو حاجب کہتے ہین اور یہ ایک قسم صنائع لفظی کی ہے اسکی مثال علم بدیع
کے شجرہ مین مذکور ہو چکی اور یہ شعر بھی اسی قبیل سے ہو شعر چھٹنا تر اخیر سے ہے
یاراب علوم ﴿ ہم پھرتے ہین یہ بہرہ یاراب محروم ﴿ اس مقام مین حدیقہ چوتھا قافیہ
اور ردیف کے علم کا تمام ہوا

## حدیقہ پانچوان معمے کے فن مین

معلوم کیا چاہیے کہ یہ فن ایک شعبہ ہو بدیع کا اور معما ایک صنعت ہو صنائع لفظی سے
لیکن ازبسکہ اس فن کے قواعد اور فروع اسکی متکثر ہین گویا یہ ایک فن علیحدہ
معلوم ہوتا ہے اور یہ فن طبائع فہیم کے نزدیک الطف فنون کا اور الذ اشیا کا ہے
لیکن چونکہ بیشتر اشخاص کو بسبب وقت کے استطاعت نہ رغبت کم ہو اسواسطے باحسب والاقتضا

یونٹیس صاحب پرنسپل بہادر دام اقبالہ کا ارشاد اسطرح پر ہوا کہ اس فن کو ترک
کرنا چاہیے اس سبب سے مترجم بموجب اس اجازت کے کہ المامور معذور اس حدیقہ کے
ترجمہ سے ہاتھ اوٹھا کر خاتمہ کا ترجمہ کرتا ہے

## خاتمہ کتاب کا سرقات شعری یعنی شعر کی چوری کے بیان میں

شعر کی چوری یہ ہے کہ دوسرے شاعر کے شعر کا مضمون فقط لیکر شعر میں باندھ لیوے
یا اوسکا شعر اپنی طرف منسوب کر لیں اور یہ کئی طرح پر ہے اونکا حال تفصیل وار
معلوم کیا چاہیے کہ بیان کرنا اغراض مختلفہ کا درمیان شعرا کے شائع ہے مثلاً کسی کی
مدح سخاوت یا شجاعت کی یا ہجو بخل یا نامردی کی یہ چوری میں داخل نہیں یعنی اگر
کسی نے کسیکی سخاوت یا شجاعت کی مدح کی پھر دوسرے نے بھی انہیں میں کسی چیز کی مدح کی تو
نہیں کہینگے کہ اوسنے اوس پہلے شاعر کا مضمون چرا لیا کسواسطے کہ یہ امر عادت میں داخل ہو گیا
انہیں چیزونکی مدح بیان کرینگے فصیح اور غیر فصیح اسمیں شریک ہیں لیکن وہ امور کہ اغراض پر دلالت
کریں مثل استعارہ اور تشبیہ اور کنایہ البتہ اونکا سرقہ ہو سکتا ہے یعنی اگر ایک شخص نے
ایک تشبیہ یا استعارہ اختراع کیا اور دوسرے نے بھی اوسیکو استعمال کیا تو کہہ سکتے ہیں
کہ اوسنے اوس پہلے شاعر کی تشبیہ یا استعارہ کو چرا لیا مگر بعضی تشبیہیں یا استعارے
ایسے ہیں کہ سب شعرا میں شائع ہو گئے ہیں مثلاً آنکھ کی تشبیہ نرگس یا زبان کی
سوسن یا رخسار کی گل یا ماہ سے اور بہادر کی تشبیہ شیر سے اور سخی کی حاتم سے اور
علی ہذا القیاس اس قسم کی تشبیہات کا استعمال سرقہ میں داخل نہیں جب یہ معلوم ہو چکا
جاننا چاہیے کہ شعر میں سرقہ دو قسم ہے ایک ظاہر اور دوسرا غیر ظاہر تو سرقہ
ظاہر کی قسم پہلی قسم [illegible] کہ دوسرے کے شعر کو بغیر تغیر کے اپنا شعر [illegible] منسوب کرے اور

اتہال کہتے ہین یہ سرقہ کمال معیوب ہے اور اگر کوئی ایسا موزون کرے کہ وہی بعینہ
دوسرے کے دیوان مین نکل آوے اور اوس کہنے والے کو اصلا اوسپر اطلاع نہو
اسکو توارد کہتے ہین نہ سرقہ اور یہ کمال تیزی فکر پر دلالت کرتا ہے قسم دوسری یہ ہے
کہ کسی کے مضمون کو تمام الفاظ یا بعضے الفاظ کو لیکر اوسکی ترتیب بدل دین اگر
اول سے اوسکی ترتیب بہتر ہوگی البتہ طبائع کے مقبول ہوجاویگی جیسے یہ شعر درد کا
شعر جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ ۔ جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے ۔ اور
اس شعر مین بعینہ وہ الفاظ موزون کر لیے ہین شعر دیکھا نہ تھا تجھے جب ہم دیکھتے تھے
سب کچھ ۔ جب ہمنے تجکو دیکھا پھر ہمنے کچھ نہ دیکھا ۔ قسم تیسری یہ ہے دوسرے کا مضمون
لیکر اور الفاظ مین باندھ لین جیسے یہ دو شعر سودا کے اشعار کیا تاب ہے جو منہ پہ تیرے
آوے آفتاب ۔ دیکھے جو پھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب ۔ کرتی ہے مرے دل مین تیری
جلوہ گری رنگ ۔ اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہے پری رنگ ۔ ان دو شعرون مین
وہ دونون مضمون بندھے ہین شعر خورشید کو کیا طاقت جو سامنے وہ آوے ۔ گرمی سے
تیرے رخ کے وہ صاف ہی جلجاوے ۔ تیری جلوہ سے میرے دل مین ہر دم برق کوندے ہے
پری کی شوخی رفتار اس شیشہ کو روندے ہے ۔ اور سرقہ غیر ظاہر بھی کئی قسم پر ہے
اول یہ ہے کہ معنی دو شعر کے آپس مین مشابہت رکھتے ہون جیسے ان دو شعرون مین
شعر گلشن دہر مین جون خار ہے اب قدر مری ۔ جسکے دامن سے لگون وہی جھٹک جاتا ہے
مجھسے ۔ یون کدورت مجھسے ہے عالم کو مانند غبار ۔ آسرا ہون جسکے دامن کا وہ دامن دے
جھٹک ۔ قسم دوسری یہ ہے کہ شعر اول مین ادعا خاص ہوا اور دوسرے مین عام جیسے
یہ دو شعر شعر گر صید گہہ مین باقی کوئی نہین تو ظالم ۔ گو صید ناتوان ہون پر کر شکار مجکو

نشاہا تیر ہی شکار کو عالم مین اب نہین ؛؛ باقی بغیر نرگس خوبان کوئی غزال ؛؛ پہلے
شعر مین فقط صید گاہ کے شکارون کی نفی ہے اور دوسرے مین تمام عالم کی شکار کی
قسم تیسری یہ ہی کہ مضمون کو ایک جا ہی سے دوسری جا ہی مین نقل کرین جیسے ان
دو شعرون مین جرأت کا شعر ہنر گلبازی کا دلا کاش تو پاتا ؛؛ ہاتھون سے جو گرتا تو وہ
آنکھون سے اوٹھاتا ؛؛ شیخ ابراہیم ذوق شعر میرے زخمون مین ... ... اب
بچاؤگے ؛؛ گر یگا گر زمین پر یہ تو آنکھون سے اوٹھاؤگے ؛؛ اول شعر مین ... آنکھ ...
اوٹھانے کی گلبازی کی طرف ہی اور دوسری مین نمک کی طرف قسم چوتھی یہ ہے
کہ دوسری شعر کے معنی پہلے شعر کے معنی کے ضد ہون جیسے ان دو شعرون مین ... شعر
صندلی رنگ پہ مین مرہی گیا ؛؛ درد سر کیا کہ اب وہ سر ہے گیا ؛؛ صندلی رنگون ... پہ
گیا دین جان ہم ؛؛ کسکو ہی بس درد سر کا اب دماغ ؛؛ قسم پانچوین یہ ہی کہ کسی ... شعر
سے کچھ لیکر اور چیزین ایسی بڑھا دین کہ بہ نسبت اول کے زیادہ لطف ... ہو جاوے
جیسے ان دو شعرون مین شعر اول مومن کا شعر خون بہا قاتل ... ہم سے مانگتے ... ہی
کہ فرشتے مجھے یان داغ درم دیتے ہین ؛؛ دوسرا شعر شیخ ابراہیم ذوق کا شعر کشتی ...
ماہی پر ہان کہ ہیں ان قضا ؛؛ داغ دیتے ہین اوسی جسکو درم دیتے ہین ؛؛ ظاہر ہے
کہ اول شعر مین داغ درم دینا اور خونبہا مانگنا محض ادعا ہے اور دوسرے شعر مین ... پیدا
داغ دینا اور صاحب درم ہونا ثابت ہی اول شعر سے داغ اور درم کا مضمون اخذ کر کے
ایسی طرح سے ادا کیا کہ اوسکی نسبت بہت بلیغ ہو گیا - جاننا چاہیے کہ جب ... معلوم ہو
کہ دوسری شخص نے پہلے شعر مین سے اوس مضمون کو چرا لیا ہے اوسوقت اوسپر سرقہ کا
حکم کرینگے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ بطریق توارد کے ہو اور ان مثالونکو اشعار کا ... ...

حال ہے اور اسی بحث کی ملحقات مین سے تضمین اور اقتباس ہے اور یہ وہ ہے
کہ دوسرے کلام کو ایسی طرح سے اپنے کلام مین لے آوے کہ سیاق کلام سے یہ معلوم ہو
کہ یہ بھی اسی کا کلام ہے چنانچہ اکثر کلام اللہ کی آیت یا حدیثون کو اپنے کلام مین
مذکور کرتے ہین اور فارسی اور اردو کہنے والے اکثر اوسپر اشارت بھی کر دیتے ہین
تاکہ سرقہ کے احتمال سے کلام مبرا ہو جاوے جیسے یہ شعر سودا کا شعر مین کیا کہ
کہ کون ہون سودا بقول درد جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
مصرع اخیر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران کا ہے ترجمہ حدائق البلاغت کے
اور شائقین کو بوقت مطالعہ کرنے کے یہ بات معلوم ہو جاویگی کہ مترجم نے فقط کتاب کے
اصل مطلب پر قانع نہین ہوا بلکہ جس مقام مین سوا اوسکے اور مطلب مناسب پایا
اوسمین زیادہ کر دیے ہین اور چند جاے ایسا بھی ہوا ہے کہ جو ترتیب مصنف
اپنی رای ناقص مین پسند نہین آئی اوسکو تغیر دیکر اور ترتیب سے لکھا ہے از بسکہ
انسان ضعیف البنیان کی سرشت سراپا سہو اور خطا ہے اگر وہ مترجم کے زعم کے
موافق نہو کہیں مروت مین چشم پوشی کرنا بہتر اوس سے ہے کہ کسی کے اظہار عیب
مین سعی کرین صدق اللہ عز و جل اذا مروا باللغو مروا کراما

## خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ نسخہ ترجمہ حدائق البلاغت مؤلفہ مجمع دانائی مولوی امام بخش صہبائی بحالہ
[illegible] کلیات نظم و رسالجات یکجائی مصنف ممدوح الصدر حسب الایماء قدردان اہل کمال منشی [illegible]
[illegible] زیر طبع بنظر کفایت پسندی ناظرین کتب ارباب تجارت [illegible] مطبع نامی
منشی نولکشور واقع لکھنو ماہ جنوری سنہ ۱۸۷۸ع مطابق محرم الحرام ۱۲۹۵ھ طبع ہوکر [illegible]